میرے حضور رحمتہ اللہ علیہ

(حصّہ اول)

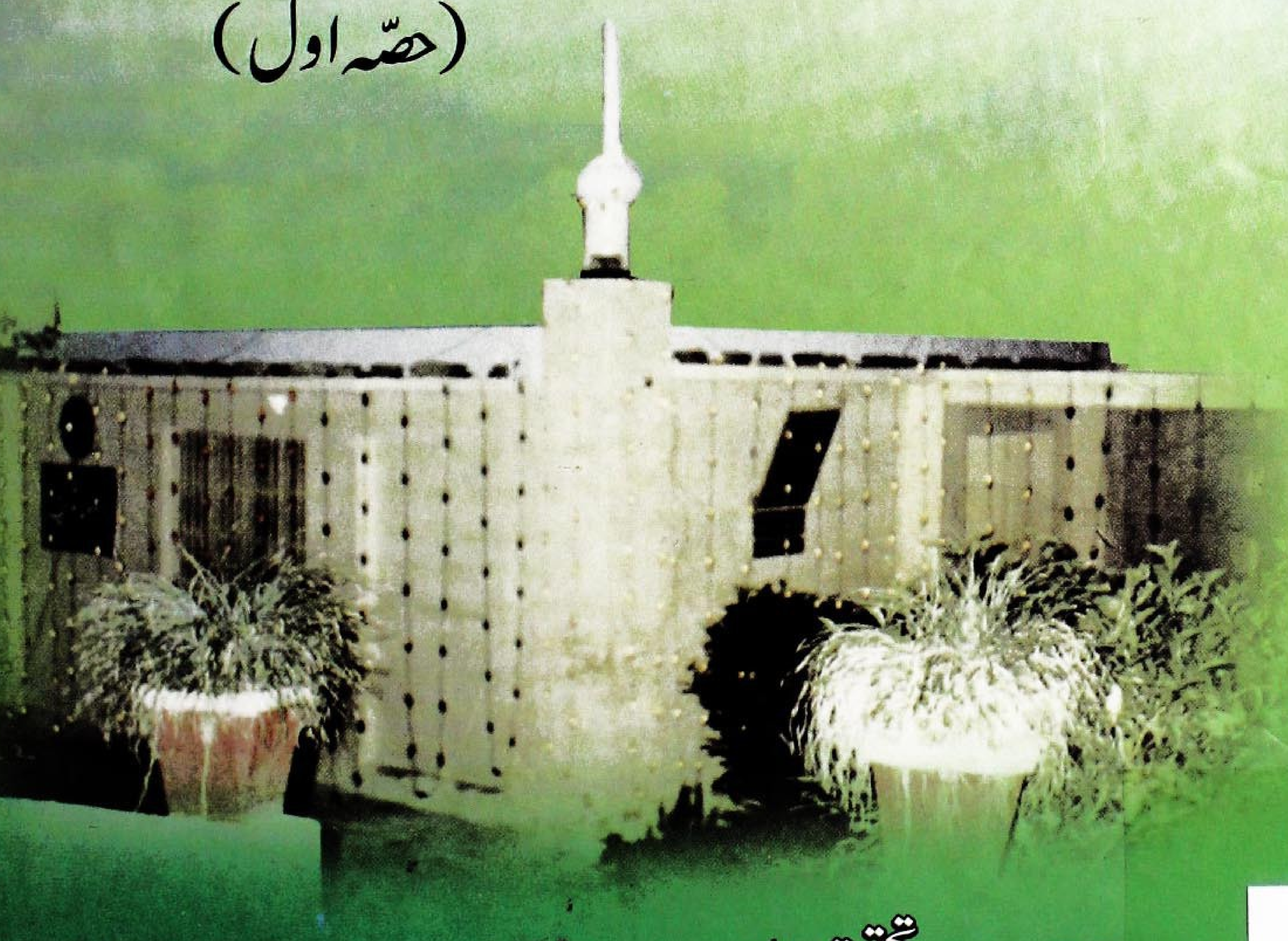

تحقیق وتالیف

حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر

نقشبندی مجددی توکلی دامت برکاتہ

Zikra Foundation Trust (Reg.)
ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْن
(القرآن)

ترجمہ: اللہ کے دوستوں کو نا کوئی خوف ہوگا نا ڈر۔

(حصہ اول)

میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق وتالیف

حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

سابق چئیر مین : شعبہ عربی زبان وادب، پنجاب یونیورسٹی لاہور

بانی چئیر مین : ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور

ناشر: ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور ملتان روڈ، سندر اڈا، سندر رائیونڈ روڈ 1.3 کلومیٹر، لاہور

(جملہ حقوق بحق ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور محفوظ ہیں)

Marfat.com

نام کتاب : **میرے حضور** رحمۃ اللہ علیہ (حصہ اول)

تحقیق وتالیف : حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(۱) سابق چیئرمین شعبۂ عربی زبان وادب پنجاب یونیورسٹی لاہور

(۲) بانی چیئرمین ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور

ناشر : ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور

297-692

طباعت اوّل : جمادی الاول ۱۴۳۵ھ/مارچ ۲۰۱۴ء

تعداد : پانچ سو (۵۰۰)

قیمت : اندرون پاکستان : ۳۰۰ روپے بیرون پاکستان : **U.S.$ 15**

ملنے کا پتہ : ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور

ملتان روڈ، سندر اڈہ، سندر رائیونڈ روڈ 1.3 کلومیٹر، لاہور

رابطہ : zikrafoundation_pk@hotmail.com
(0345-7437036, 0333-469817212)

ISBN 969- 8960-07-04

لائبریری کیٹلاگ کارڈ

۱- **میرے حضور** رحمۃ اللہ علیہ (حصہ اول)

۲- تحقیق وتالیف : حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

۳- تقدیم، ترمیم وترتیب : حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی مجددی توکلی دامت برکاتہ

All rights reserved. No part of this book may be reprinted, reproduced or utilized in any form by any electronic, mechanical, or other means, now known or hereafter invented, including photocopying and recording, or in any information storage or retrieval system, without permission in writing from the writer.

Marfat.com

پیش لفظ

Marfat.com

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین- والصلوٰة والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلی الہٖ واصحابہ واهل بیتہ اجمعین

امّا بعد!

بعد از حمد وثناء راقم ڈاکٹر سیّد محمود الحسن گیلانی نقشبندی مظہری حنفی ماتریدی اپنے پیشوائے پاک عالم ربانی، عارف حقانی، غوث صمدانی، قیّوم زمان، حبیب الرحمٰن، مجدد دوران، امام الوقت، قطب الارشاد حضرت مولانا علامہ پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی توکلی قادری چشتی سہروردی کا نہایت ممنون اور شکر گزار ہے کہ آپ جی رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف سے مجھے زیر نظر سطور کو رقم کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مندرجہ بالا القابات جو ہمارے پیشوائے پاک کے مبارک نام کے ساتھ درج ہیں، محض رسمی مبالغہ آرائی نہیں بلکہ حقیقتاً اس زمانے میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے آپ جی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ منازل، مقامات اور درجات القاء ہوئے۔ انشاء اللہ اس ضمن میں تفصیل آئیندہ کسی مضمون میں پیش کی جائے گی۔ البتہ یہاں یہ بیان ضروری ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ میرے بابا جی حضور (قطب الارشاد قیّوم زمان حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ) نے میرے ساتھ

Marfat.com

وعدہ فرمایا تھا کہ جو کچھ میرے پاس موجود ہے وہ میں نے تجھے دیا اور جو کہیں اور موجود ہوگا وہ وہاں سے لیکر دوں گا اور میرے باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وعدہ پورا فرمایا ہے۔ اسی طرح بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ (حضرت سید محمد توقیر احمد اظہر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ) نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ اس زمانے میں ابا جان (ہمارے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ) جیسا کوئی اور نہیں ہے۔ انہوں نے تمام الوالعزم انبیاء کرام علیہ السلام کی ارواح سے روحانی فیض حاصل کیا ہے اور اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے جملہ جلیل القدر اولیاء کرام چاہے وہ وصال فرما چکے ہیں یا موجود ہیں سے بھی فیضان لیا ہے۔

ہمارے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جملہ طریق سلاسل کا انتساب اور اجازت موجود ہیں۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے نعمت میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا تھا میں نے اس نعمت کو اپنے اصل پر قائم رکھا ہے اور اب میں یہ نعمت تمہارے سپرد کرتا ہوں اسے اس کی اصل پر قائم رکھنا اور کل قیامت کے روز مجھے ایسے ملنا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر راضی ہوں۔ پھر آپ جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے نصف صدی تک اس نعمت کی حفاظت کی ہے اور یہ نسبت آج بھی اپنے اصل پر قائم ہے تم بھی اس نعمت کی حفاظت کرنا۔ بلاشبہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس گئے گزرے دور میں آپ جی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم روحانی، علمی اور ادبی شخصیت کی راہنمائی اور صحبت ہمیں میسر آئی ہے۔

Marfat.com

12 مارچ 2007ء کو حضرت خالہ جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت سیدہ رضیہ خانم رحمۃ اللہ علیہ ہمارے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ) کے وصال کے بعد جب اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ حضور قبلہ بھائی جان سید محمد توقیر احمد اظہر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت بھی بہت قریب ہے تو آپ جی رحمۃ اللہ علیہ کی زیادہ تر توجہ بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کے امور ظاہر و باطن کی تکمیل کی طرف ہوگئی۔ بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ سے یہ وعدہ لیا کہ آپ جی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بعد جلد از جلد سلسلے کے ظاہری و باطنی امور کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔

28 جون 2007ء جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب قریبا گیارہ بجے کے قریب آپ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں تشریف لائے اور ان کے بستر کے قریب کرسی پر تشریف فرما ہو کر انہیں توجہات دینے لگے اس وقت بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کا کمرہ بقعہ نور بنا ہوا تھا ارواح طیبہ کی آمد آمد تھی ماحول نہایت پرسکون اور دلسوز تھا قریبا 11:40 پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک دست دعا بلند فرمائے۔ یہ ایک باپ کی حیثیت تھی اور اس حیثیت میں یہ وقت نہایت کٹھن تھا اس کے باوجود آپ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو مکمل طور پر رضائے الٰہی کے تابع کر رکھا تھا یہ تھا رضا کا مقامِ انتہا نہ لب پہ شکوہ نہ آہ بقا ٹھیک 11:45 پر بھائی جان حضور رحمۃ اللہ علیہ واصل حق ہوئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی آپ جی رحمۃ اللہ علیہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ممات وحیات کی اس گردش میں حیاتِ نو نے اک نئی انگڑائی لی۔ یقیناً بارگاہ رب العزت میں اپنی متاع حیات قربان کردینے کے بعد آپ جی رحمۃ اللہ علیہ شہادت عظمیٰ پر حیاتِ امام زین العابدین کی نسبت سے مستفیض ہوئے تھے اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ

تخرج الحیّ من المیت

کی عملی تفسیر نظر آرہے تھے یہ ایک نیا عزم تھا نئی آن تھی، نئی شان تھی، کربلا بیت چکی تھی اور اپنے پیچھے عزم وہمت اور جرأت ومردانگی کا جہان چھوڑ گئی تھی۔

بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے اپنے وصال تک آپ جی رحمۃ اللہ علیہ نے بھائی جان کے ساتھ کیئے ہوئے وعدے کی خوب پاسداری کی اور اپنے آپ کو شب وروز مصروف رکھا۔ آپ جی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی اور زیر نگرانی ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ کی باقاعدہ رجسٹریشن کروائی گئی۔ 199 قیّوم بلاک، مصطفےٰ ٹاؤن، لاہور کو فروخت کیا گیا، سندر شریف میں سلسلے کے لئے جگہ خریدی گئی اس جگہ کی چاردیواری کروائی گئی اور اس نئی جگہ پر خالہ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ اور بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کو منتقل کیا گیا، لنگر خانہ قائم کیا گیا، مسجد اور دیگر عمارات کے بنیادی نقشے تیار کرواکر زمین کو مختص کیا گیا اس نئی جگہ پر باقاعدہ طور پر ختمات سلسلہ کا اجراء کیا گیا اور ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ کے پلیٹ فارم سے کتب کی اشاعت کے لئے مسودات کی تیاری اور کمپوزنگ کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوا۔ بھائی جان

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے سالانہ ختم شریف کے موقع پر اہل سلسلہ کے لئے "مختصر وسیلہ نجات" کو شائع کیا گیا۔ قبل ازیں "حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار" بھی نظر قارئین ہو چکی تھی۔ ان تمام کاموں کے ساتھ ساتھ آپ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سلسلے کے روحانی تربیت کیلئے بھی خصوصی توجہ دی۔

16 نومبر 2009ء کو آپ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے موقع پر ہمیں بیک وقت بہت ساری ذمہ داریاں نبھانی تھیں جن میں سلسلے کا انتظام و انصرام، اہل سلسلہ کی تربیت، ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ کے دفاتر اور دیگر عمارات کی تعمیر، منصوبے کے مطابق مختلف پروجیکٹس کا آغاز اور کتب سلسلہ کی اشاعت کا کام شامل تھا۔ یہ ذمہ داریاں نبھانا میرے لئے قریباً ناممکن تھا مگر آپ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور مہربانی سے اللہ پاک نے بے پناہ فضل فرمایا اور تمام اہل سلسلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر اکٹھے رہے اور ہمیں مختصر وقت میں ہر چہار سمت میں کامیابیاں نصیب ہوئیں۔

آج جب آپ یہ سطور ملاحظہ فرما رہے ہیں تو اللہ کے فضل و کرم اور آپ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ کے مرکزی دفاتر، لائبریری، چیئرمین صاحب کی رہائش، خواتین ہال، جامع مسجد اور لنگر خانہ کی تعمیر، درویشوں کیلئے قیام و طعام کا انتظام اور فری ڈسپنسری کا آغاز ہو چکا ہے۔ تمام ختمات اور پروگرامز اپنے وقت پر باقاعدگی سے منعقد ہو رہے ہیں۔

Marfat.com

آپ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت قریباً ایک درجن کتب اشاعت کے لئے تیار تھیں ہم نے اس جانب بھی بھرپور توجہ دی اور آج حسب ذیل کتب اہل سلسلہ اور قارئین کے لئے پیش کی جا چکی ہیں۔

1 حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر بغداد

2 مفصل وسیلہ نجات

3 ایک توکلی بزرگ

4 تسہیل ذکر کثیر

5 میرے خالہ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ

قبل ازیں ''حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار'' اور ''مختصر وسیلہ نجات'' بھی شائع ہو چکی تھیں۔ زیر دست کتاب ''میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ '' اس سلسلہ کی آٹھویں کتاب ہے جس کی اشاعت مکمل ہو چکی ہے۔ یہ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن 1982ء میں ہمارے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شائع کیا تھا۔ یہ کتاب دراصل مجموعہ مقالات ہے جس میں قطب الارشاد قیوم زمان حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین، عقیدتمندوں اور معاصرین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے خیالات کا برملا اظہار کیا ہے۔ ان مقالات کی تدوین آپ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمائی تھی اور اس کتاب کو مرتب کیا تھا۔ اس کے

Marfat.com

دوسرے ایڈیشن کا سارا کام بھی آپ جی رحمۃ اللہ علیہ نے بنفس نفیس کیا۔ اس ایڈیشن میں آپ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سارے نئے مقالات بھی شامل کئے۔ یہ نئے مقالات پہلے ایڈیشن میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے۔ اس کے علاوہ اس نئے ایڈیشن میں حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی مناقب بھی شامل کی گئی ہیں۔ اپنی ضخامت کی وجہ سے اس کتاب کو دو جلدوں میں شائع کرنے کا فیصلہ بھی آپ جی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا تھا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت یہ کتاب بھی مکمل تھی اور طباعت کے لئے بالکل تیار تھی مگر فنڈز کی کمی، مختلف پروجیکٹس کو ایک ساتھ شروع کرنے اور پھر لاہور سے لائبریری کی سندر شریف میں منتقلی کی وجہ سے ہماری مصروفیات میں کافی زیادہ اضافہ ہوگیا۔ اس لئے یہ کتاب بروقت طبع نہ ہوسکی تاہم ہم کسی لحظہ بھی اپنے فرائض سے غافل نہیں ہیں۔ اللہ پاک کا فضل وکرم اور حضور رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ بھی ہر پل ہمارے ساتھ ہے۔ الحمد للہ شکر الحمد للہ حضورؒ کے ساتھ کیا ہوا یہ وعدہ بھی پورا ہوا۔ اللہ پاک نے ہمیں ہمارے پیشوائے پاک رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں سرخروئی عطا فرمائی، اللہ پاک آپ جی حضورؒ کے جھنڈے تلے تمام اہل سلسلہ کو مجتمع رکھے۔ ہم میں مکمل اتفاق اور اتحاد قائم رہے۔ باہمی ادب واحترام اور محبت میں اضافہ ہو اور یونہی ہم سب مل کر اپنے پیشوائے پاک کے آستانہ عالیہ کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کرتے رہیں۔ ہم اس جگہ کو آباد رکھیں خدا ہمارے گھروں کو آباد اور ہماری قبروں کو روشن رکھے گا۔ آخر میں اللہ پاک سے دعا ہے کہ

Marfat.com

وہ ہمیں دین و دنیا کی تمام کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے، ہمارے دلوں کو ایمان کی روشنی سے منور فرمائے اور ہمارے اعمال کو اخلاص کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

دعا گو

(ڈاکٹر سید محمود الحسن گیلانی نقشبندی مظہری دامت برکاتہ)

چیئرمین ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور۔

Marfat.com

Marfat.com

میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فہرست

Vol: 1

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	حرف اوّل__ اشاعت اوّل	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	16
۲	حرف ثانی۔اشاعت ثانی	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	30
۳	(i) انتساب منظوم: (ارمغانِ انتساب) بنام حضرت فاروق طریقت رحمۃ اللہ علیہ	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	38
	(ii) انتساب منثور: بنام حضرت فاروق طریقت رحمۃ اللہ علیہ		40
	(iii) انتساب منثور: بنام سیّد محمد توقیر احمد اظہرؔ رحمۃ اللہ علیہ		42
۴	تیرا فیضان کمالات نبوت آقا رحمۃ اللہ علیہ	حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ	46
۵	میرے حضور رحمة الله عليه	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	47
۶	نقشبندیاں دے خاص علمبردار	حضرت پیر فضل گجراتی	49
۷	محرم حقیقت عارف یگانہ	حضرت پروفیسر سیّد منصور احمد خالد	51
۸	قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حسب نسب اور آپ کے آباء واجداد	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	52
۹	سوانح وشخصیت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	90

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱۰	قطب الارشاد، قیوم زمان	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر	127
۱۱	خلق عظیم اور اتباع سنت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	جناب حافظ محمد عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ	178
۱۲	یادگار سلف	حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ	211
۱۳	نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو	جناب پروفیسر محمد فرمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ	221
۱۴	شیخ کامل رحمۃ اللہ علیہ	حضرت مولانا اکبر علی مجددی رحمۃ اللہ علیہ	230
۱۵	حضرت خواجہ سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی شاہکار	حضرت صاحبزادہ صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ	250
۱۶	آپ رحمۃ اللہ علیہ رسمی پیر نہ تھے	حضرت مولانا سید محمد جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	261
۱۷	مقبول ولی اللہ اور حق آگاہ درویش	حضرت مولانا صاحبزادہ مبارک محی الدین صاحب	276
۱۸	بوسہ زن بر آستان کاملے	پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین صاحب قلعداری	284
۱۹	قول فیصل تھا لفظ لفظ اُن کا	پروفیسر ڈاکٹر غلام علی چودھری رحمۃ اللہ علیہ	315
۲۰	آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سفر کشمیر	سید نذیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	365
۲۱	آپ رحمۃ اللہ علیہ اکابر اہل اللہ میں سے تھے	حضرت مولانا حافظ سید علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	409

Vol: 2

۲۲	اسوۂ حسنہ کا سچا نمونہ	حضرت مولانا مفتی اقتدار احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
۲۳	بر کریماں کارہا دشوار نیست	حضرت مولانا سید الطاف الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
۲۴	مجھے یار کھینچ لایا ترا دست غائبانہ	جناب مولانا نظام الدین توکلی	
۲۵	ان کو دیکھا تو خدا یاد آیا	جناب محمد بشیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
۲۶	گلشن محبوبیہ رحمۃ اللہ علیہ کا خوشبودار پھول	جناب حاجی احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
۲۷	کامل پیر محمد بخشا لعل بناون پتھر دا	جناب نور احمد صاحب	

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون نگار	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۲۸	کارسازِ مابہ فکرِ کار ما	جناب چودھری اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
۲۹	غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تمناؤں کا مرکز	جناب محمد صدیق صراف	
۳۰	گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود	جناب فیض احمد فیض صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
۳۱	گاہے گاہے باز خواں آں قصہ پارینہ را	سید نذیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
۳۲	ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے	حضرت مولانا منظور عالم قریشی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۳	صحبتے با حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر سید ریاض حسین شاہ	
۳۴	بابا جی بلاندے نی	حضرت سیدہ مسعودہ اختر گیلانی (آپا جی)	
۳۵	تحریک پاکستان میں حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار مجیٹھہ (امرتسر) میں	پروفیسر ڈاکٹر غلام علی چودھری رحمۃ اللہ علیہ	
۳۶	آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ طریقت حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر	
۳۷	حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اور آپ کا سفر آخرت	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر	
۳۸	حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ اکابر وقت کی نگاہ میں	حضرت پروفیسر سیّد محمد توقیر احمد اظہر رحمۃ اللہ علیہ	
۳۹	حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وارشادات	حضرت پروفیسر سید محمد توقیر احمد اظہر رحمۃ اللہ علیہ	
۴۰	تواریخ ولادت و وصال قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	حضرت سیّد محمد یوسف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	

Marfat.com

نمبر شمار	مناقب شریف	نتیجہ فکر	صفحہ نمبر
۴۱	مناقب شریف	نتیجہ فکر	
(1)	حبیب اولیاء رحمۃ اللہ علیہ	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	
(2)	کون پوچھے گا پتہ مجھ سے تیرے دربار کا	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	
(3)	غوث الخلائق	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	
(4)	محبت دے رازاں نوں پھولیں نہ یارا	نظام الدین مخمور توکلی رحمۃ اللہ علیہ	
(5)	حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دے حبیب رحمۃ اللہ علیہ حضور	محمد حسین گل فروش وزیرآباد رحمۃ اللہ علیہ	
(6)	دُرِتابندۂ فضلِ دوامی	ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعہ داری	
(7)	کوئی گل کرو اُس سوہنے دی	نظام الدین مخمور توکلی رحمۃ اللہ علیہ	
(8)	سلامت رہے میرے شجرہ دی ڈالی	حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	
(9)	تاریخ وصال حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندی	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	
(10)	میں کی دساں حبیبی شان کی اے	منشی فیض احمد فیض جعفر کوٹی رحمۃ اللہ علیہ	
(11)	میرا پیر دلاں دا جانی اے	نظام الدین مخمور توکلی رحمۃ اللہ علیہ	
(12)	مہِ روشن رواناں	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	
(13)	کرم کا ابر تھا انسان کے لبادے میں	حضرت پروفیسر سید محمد منصور احمد خالد رحمۃ اللہ علیہ	
(14)	اس لڑی دے پاک روسالار، کرناواں دی خیر	نظام الدین مخمور توکلی رحمۃ اللہ علیہ	
(15)	اونچی تیری سرکار ہے شیأً لِلّٰہ	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	
(16)	چوقرآنِ عظیم	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	
(17)	اے نورِ سفینۂ جاں مدد دے	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون نگار	مضمون نگار	صفحہ نمبر
(18)	حبیبہ پاک زادےؒ	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	
(19)	کس جرم کی پاداش میں آزاد ہوئے ہیں	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	
(20)	اک ہی نگاہ میں کیا سیراب تا ابد	حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ	
(21)	روضہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا	حضرت پروفیسر سید محمد منصور احمد خالدؔ رحمۃ اللہ علیہ	
(22)	اس حبیب رحمۃ اللہ علیہ دلی کا دروازہ	حضرت پروفیسر سید محمد منصور احمد خالدؔ رحمۃ اللہ علیہ	
(23)	بطحا کے اجالوں کا فیضان حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ	حضرت پروفیسر سید محمد منصور احمد خالدؔ رحمۃ اللہ علیہ	
(24)	شَیخ الزّمَاں	ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعہ داری	
(25)	جس دا رہبر تیرے جیہا اس نوں کد گمراہی	منشی فیض احمد فیض جعفر کوٹی رحمۃ اللہ علیہ	
(26)	اے حبیبوں کے حبیب خوش ادا عالی مقام	ملک فضل حسین قمر گجراتی، رحمۃ اللہ علیہ	
(27)	بیان تبرکات شریف قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ	نظام الدین مخمور توکلی رحمۃ اللہ علیہ	
۴۲	متن منظومہ، وسیلۂ نجات	حضرت میر سید یوسف علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	
۴۳	جدول وفیات مشائخ نقشبندیہ، مجددیہ، توکلیہ، محبوبیہ، حبیبیہ، مظہریہ	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	
۴۴	تصاویر	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	
(i)	حضرت مؤلف پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ دامت برکاتہٗ	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	
(ii)	سجادہ نشین اوّل حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	

Marfat.com

(iii)	حضرت سیّد محمد توقیر احمد اظہر رحمۃ اللہ علیہ جس نے اس مشن کے لئے اپنی زندگی ایثار کردی	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	
(iv)	آستانہ عالیہ حبیبیہ کا مین گیٹ	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	
(v)	روضہ شریف حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	
(vi)	مرقد شریف حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	
(vii)	حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی جامع مسجد	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	
	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور کا اجمالی تعارف	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	
	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور کی بعض مطبوعات	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	
	آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ مظہریہ پر منعقد ہونے والے اہم پروگرام	ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ	

Marfat.com

حرف اوّل
اشاعت اوّل

Marfat.com

حرف اوّل ____ اشاعت اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَاوَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَامَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ وَنَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ (۱)

محمد ﷺ مظہر سرّ الٰہی — محمد ﷺ کانِ نور لاتناہی
محمد ﷺ باعث تکوینِ عالم — محمد ﷺ مفخر حوا و آدم
محمد ﷺ کو خدا پیدا نہ کرتا — ظہور کبریا واللہ نہ ہوتا (۲)
محمد ﷺ از تو می خواہم خدارا — خدایا از تو عشق مصطفیٰ را (۳)
از خدا خواہیم توفیق ادب — بےادب محروم ماند از فضل رب (۴)

Marfat.com

امّا بعد ۔ زیر دست کتاب ''میرے حضور'' بیس (۲۰) مقالات کا مجموعہ ہے جن کا موضوع سخن قبلہ گاہی حبیب الرحمٰن قطب الارشاد حضرت مولانا مولوی سید محمد حبیب اللہ قدس سرّہ کی پاکیزہ سیرت اور رہنما شخصیت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۱۷ء میں گجرات میں تشریف لائے۔ ۱۹۶۱ء میں وہیں واصل بحق ہوئے اور وہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔ گجرات سے یہ مناسبت کچھ ایسی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ زندگی مبارک ہی میں ''مولوی صاحب گجرات والے'' کے عرف سے معروف ہوگئے تھے۔

واضح رہے کہ یہ کتاب حضور رحمۃ اللہ علیہ کی کامل سوانح شریف نہیں ہے اور نہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کا جامع تذکرہ ہے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی کامل سوانح شریف اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جامع تذکرہ ''سعید ازل'' کے نام سے صاحب السّجادہ صاحبزادہ صاحبِ کلاں حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب مدظلہ العالی نے تحریر کیا ہے۔ جس کا بہت سا حصہ کتابت کے مراحل طے کر چکا ہے اور توقع ہے کہ انشاء اللہ مستقبل قریب میں بہت جلد اہل شوق کے لیے نظر افروز ہوگا۔

البتہ موجودہ کتاب ''میرے حضور'' میں مقالہ نگار حضرات نے اپنی اپنی یادوں اور یادداشتوں کے سہارے حضور رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے اپنے تاثرات' احساسات اور مشاہدات کو بیان کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض وبرکات اور توجہات وکرامات کا ذکر کیا ہے۔ یہ سبھی حضرات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متوسّلین میں سے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ اور

Marfat.com

فیض یافتہ ہیں۔سوائے محمد صدیق صرّاف کے جو سیالکوٹ کا رہنے والا ہے اور حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری سے سعادت یاب نہیں ہوا۔ جناب مولانا مفتی اقتدار احمد خان صاحب مدرسہ دارالعلوم غوثیہ کے مہتمم ہیں اور حضور رحمۃ اللہ علیہ سے حسنِ عقیدت رکھتے ہیں، ان کا مقالہ اس مجموعہ مبارک میں شامل کیا گیا تاکہ ان کے والد گرامی حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ کی نمائندگی کرے۔

حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کو حضور رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبت تھی اور ان کے روابط آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دیرینہ تھے۔حضور رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے حسن عقیدت کا وہ عالم تھا کہ راقم نے چند بار دیکھا کہ وہ حضور رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے رخصت ہوئے تو عالم کیف وسرور میں بے اختیار پڑھنے لگے: ''تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا'' اور ان کا معمول یہ تھا کہ اپنے صبح کے درس قرآن میں توضیح مطالب کے لیے اکابر متقدمین اور سلف صالحین کی مثالیں دیتے تو ان کے استشہاد کے لیے حضور رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور واقعات بیان کرتے اور فرماتے ''اس زمانے میں یہ ہستی مبارک ایسی ہے کہ ان کے حالات سے متقدمین اکابر کے حالات کی تصدیق ہوتی ہے''۔ چنانچہ وہ قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اس خوبی سے بیان کرتے کہ سامعین پر بھی کیف وسرور طاری ہو جاتا۔اگر ان سے گزارش کی جاتی تو وہ یقیناً اپنے الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور شخصیت کا ایسا سچا نقشہ پیش کرتے کہ قاری اس کے توسط سے قرون اولیٰ کی سیر کرنے لگتا اور فقر مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علم مرتضوی رضی اللہ

Marfat.com

عنہ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا۔ مگر افسوس اس وقت یہ خیال نہیں آیا اور جب خیال آیا تو وقت نکل چکا تھا۔ باقی مقالہ نگاروں میں حضرت مولانا صاحبزادہ صدیق احمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے پیشوائے پاک حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ''ذکر خیر و خیر الخیر'' کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ اگرچہ قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت نہیں تھے تاہم انہوں نے تربیت اور فیض آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی سے پایا ہے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی کے حالات میں کتاب ''ذکر محبوب'' تالیف کی ہے۔ اس میں حضرت خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے باب میں حضور قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس مجموعہ میں شامل مقالہ وہیں سے مستفاد ہے۔

مندرجہ ذیل مقالہ نگار قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء ہیں۔

حضرت مولانا اکبر علی مجدّدی رحمة الله عليه

۱۹۱۷ء میں جب قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ گجرات تشریف لائے یہ چھٹی جماعت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بنے اور بیعت ہوئے۔ تربیت اُٹھائی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد تھا ''اکبر شیخ کامل ہے اور مریدین کی تربیت اچھی کرتا ہے''۔ انہیں مجدّدی سلوک پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ ۱۹۷۹ء میں واصل بحق ہوئے۔

حضرت مولانا الطاف الرحمٰن شاہ گیلانی رحمة الله عليه

قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی حضرت منشی غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے

Marfat.com

۱۹۵۸ء میں حضور رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور پھر تربیت اٹھائی اور خلافت اور اجازت سے سرفراز ہوئے، فوت ہو چکے ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدّین شاہ صاحب رحمة الله عليه

شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ رضویہ نوریہ موضع بھکھی شریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

انہیں قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت اور کلاہِ خلافت حاصل تھی مگر انہیں بیعت توسّل اور خلافت حضرت مولانا نورالحسن شاہ صاحب عرف سرکار کیلیانوالی علیہ الرحمۃ سے تھی اور خلافت استفادہ حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانی علیہ الرحمۃ، حضرت مولانا سردار احمد صاحب لائل پوری علیہ الرحمۃ اور حضرت پیر سید چراغ علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ چک مراڑہ شریف ضلع سیالکوٹ سے بھی رکھتے تھے، اب وفات پا چکے ہیں۔

مندرجہ ذیل اصحاب مقالہ گجرات کے مقامی علماء دین ہیں

حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمة الله عليه

سیال شریف کی درگاہ کے سجّادہ نشین حضرت پیر قمرالدین سیالوی مدظلہ العالی سے بیعت اور مجاز تھے اور گورنمنٹ پبلک ہائی سکول فتو پورہ گجرات میں فارسی زبان کے استاد تھے۔ جیّد عالم دین اور قادر الکلام شاعر تھے مگر حقیقتاً درویش تھے۔ انہوں نے حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ پایا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت ایک عرصہ دراز تک اٹھائی

Marfat.com

ہے۔وفات پا چکے ہیں۔

حضرت مولانا صاحبزادہ مبارک محی الدین صاحب مدظلہ العالی

قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے ایک عرصہ دراز تک مستفید ہوئے ہیں اور اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد یوسف قادری علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین ہیں جامع مسجد بیگم شاہی واقع گڑھی حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ میں خطیب ہیں۔

حضرت مولانا حافظ سید علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جیّد عالم دین تھے اور حضرت پیر ولایت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے مگر قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ، تربیت یافتہ اور فیض یافتہ تھے۔جامع مسجد مرکزی عیدگاہ گجرات کے خطیب تھے۔اب فوت ہو چکے ہیں۔

مندرجہ ذیل مقالہ نویس پروفیسر صاحبان اور اساتذہ کرام ہیں

پروفیسر ڈاکٹر غلام علی صاحب چودھری رحمۃ اللہ علیہ

پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ انگریزی زبان وادبیات کے صدر رہے۔وہ جامعہ الملک عبدالعزیز جدہ سعودی عرب میں انگریزی زبان کی فیکلٹی کے ڈین بھی تھے۔قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک استاد حضرت مولانا نور محمد کے صاحبزادے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سے متوسل

۱۲۱۷۲۱

Marfat.com

اور تربیت یافتہ تھے۔ ۱۷ جولائی ۲۰۰۷ء کو فوت ہو گئے۔

پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعہ داری

قلعہ دار ضلع گجرات کے مشہور علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے والد صاحب مولانا عبدالکریم قلعہ داری رحمۃ اللہ علیہ عربی زبان و ادب کے بڑے ماہر استاد تھے اور قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور صحبت یاب تھے۔ ان کے چچا مولانا محمد عالم قریشی قلعہ داری رحمۃ اللہ علیہ اونچے پایہ کے عالم دین تھے اور وہ بھی قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یاب تھے۔ خود پروفیسر صاحب بھی حضور رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور تربیت یافتہ اور فیض یافتہ تھے۔ فوت ہو چکے ہیں۔

پروفیسر محمد فرمان صاحب مرحوم

زمیندارہ کالج گجرات میں استاد تھے پھر پرنسپل ہو گئے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مستند کتاب ''حیات مجدد رحمۃ اللہ علیہ'' کے مصنف ہیں۔ قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ تربیت یافتہ اور فیض یافتہ تھے۔

حافظ محمد عالم صاحب بی اے بی ٹی رحمة الله عليه

زمیندارہ ہائی سکول میں انگریزی زبان کے استاد رہے ہیں اور قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق کار تھے۔ پھر حضور رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور کثیر صحبت پائی۔ حتیٰ کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کی تعمیل میں بڑھاپے میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اب وفات پا چکے ہیں۔

Marfat.com

جناب محمد بشیر احمد صاحب بی اے بی ٹی مرحوم

سیالکوٹ کے رہنے والے اور قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے اعزا میں سے تھے۔ پہلے گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ میں رہے اور پھر گورنمنٹ ہائی سکول پنڈی بھٹیاں میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ سے متوسّل اور تربیت یافتہ تھے۔ وفات پا چکے ہیں۔

ان کے بعد باقی مقالہ نگاروں میں:

سید نذیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضور رحمۃ اللہ علیہ کے قدیمی متوسّل تھے۔ لاہور کے مشہور عالم دین حضرت مولانا جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، محکمہ انہار میں ہیڈ کلرک رہے۔ تاریخ اور تصوّف سے خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ حافظہ اور یادداشت بہت تھی۔ وفات پا چکے ہیں۔

نظام الدین مخمور توکلی رحمۃ اللہ علیہ

حضور رحمۃ اللہ علیہ کے قدیمی متوسل تھے۔ لاہور کے کئی اخبارات میں خوشنویس رہے۔ ادیب اور شاعر بھی تھے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے بہت صحبت یافتہ تھے۔ وفات پا چکے ہیں۔

چودھری اللہ دتہ صاحب مرحوم

گجرات کے قریب ایک گاؤں کے نمبردار رہے ہیں۔ شروع سالوں میں جب حضور رحمۃ اللہ علیہ گجرات تشریف لائے یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور پھر اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔

Marfat.com

نور احمد صاحب معین الدین پوری مرحوم

یہ بھی قدیم متوسل تھے۔ انہوں نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کی بہت صحبت اٹھائی ہے اور بہت سے حالات انہیں یاد تھے۔ وفات پا چکے ہیں۔

ازاں بعد ایک مقالہ راقم کا بھی ہے جو "لاہور کے دو قدیم صوفی" تالیف میاں اخلاق احمد میں درج نوٹ پر اضافہ ہے۔ ان مقالات کے حصول کا پس منظر اور ان کی تدوین کا قصہ یہ ہے کہ ۱۹۶۲ء میں جب قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے سالانہ عرس شریف کے موقعہ پر صاحب السجادہ صاحبزادہ صاحب کلاں حضرت مولانا سید محمد یوسف مدظلہ العالی نے اہل سلسلہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

حضور رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح شریف مرتب کرنے کا پروگرام ہے لہٰذا اہل سلسلہ کو چاہیے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بہم پہنچائیں اور اہل علم حضرات کے لیے بہتر ہے کہ وہ خیالات تحریری شکل میں مہیا کریں۔

چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب کلاں مدظلہ العالی نے خود اس جانب توجہ فرمائی اور پھر حضور رحمۃ اللہ علیہ کے اہل محبت کو بھی اس جانب توجہ دلائی تو مقالات کی تعداد اٹھارہ ہوگئی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں میرے سپرد کیا کہ انہیں ترتیب دے دوں۔ میں نے ان میں سے سولہ کا انتخاب کیا اور محسوس کیا کہ ابھی مزید مقالات کی ضرورت ہے۔ چنانچہ گیارہ مقالات مزید حاصل کیے تو ان کی تعداد ستائیس ہوگئی۔ پھر حسب فرصت ان پر نظر ثانی، تصحیح اور حواشی کے لیے متوجہ رہا حتیٰ کہ یہ کام مکمل ہوگیا۔

Marfat.com

اس سال جنوری میں حضرت صاحبزادہ صاحب کلاں مدظلہ العالی لاہور میرے پاس تشریف لائے اور مقالات کے مبیضہ کو ملاحظہ کیا تو ارشاد فرمایا: اگر حضورؒ کے سوانح شریف کی کتاب ''سعید ازل'' اس دفعہ سالانہ عرس شریف کے موقعہ پر طبع ہو کر اہل شوق کے ہاتھوں میں نہیں پہنچ سکتی تو کوشش کریں کہ مقالات کا یہ مجموعہ طبع ہو جائے۔ چنانچہ ستائیس مقالات میں سے بیس مقالات کو اس غرض کے لیے منتخب کیا گیا ہے اور ان کا مجموعہ ''میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے حضرت صاحبزادہ صاحب کلاں مدظلہ العالی کے حسب ارشاد صرف ایک ماہ کے عرصہ قلیل میں کتابت اور طباعت کے مراحل سے گزار کر مورخہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۸۱ء کو برادران طریقت اور قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اس مجموعہ کے کئی نام سامنے آئے جن میں سے تین بہت اچھے لگے ''لقائے حبیب'' ''میرے حبیب'' اور ''سیدی حبیب اللہ'' لیکن مجھے ''میرے حضور'' زیادہ پسند آیا کیونکہ اس میں محبت کے ساتھ ادب کے تقاضے پورے ہوتے ہیں اور یہ نام مندرجات کتاب کی زیادہ ترجمانی کرتا ہے۔ نیز میں نے بعض مقالہ نگاروں سے مقالہ کی درخواست کی تھی تو انہیں یہ نام لکھا تھا اور انہوں نے اسے ہی سامنے رکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے تاثرات، احساسات، مشاہدات اور واقعات کو تحریر کیا تھا۔

امید ہے کہ گلستان حبیب رحمۃ اللہ علیہ کے ان گلہائے تر نے اپنے خدا دوست باغبان کے اعلیٰ اوصاف و کمالات اور فیوض و برکات کی جو دلنشین حکایات اپنی اپنی زبان میں بیان

Marfat.com

کی ہیں ان کا مجموعی مطالعہ جہاں نئے قاری کے ذہن میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح و شخصیت کا ایک مجمل تصور پیدا کرنے میں ممدّ ہوگا وہاں متوسّلینِ سلسلہ کے لیے سرمایۂ بینائی و بہبود اور متاعِ ازدیادِ ایمان و اشتیاق ہوگا۔

برنویس احوال پیر راہ دان   پیر را بگزین وعین راہ دان

از حدیث شیخ جمعیت رسد   تفرقہ آرد دم اہلِ حسد

واضح رہے کہ اس کام کی تمام تر افضلیت اور سپاس گزاری حضرت صاحبزادہ صاحب کلاں مدظلہ العالی (۵) اور حضرت صاحبزادہ صاحب خورد مدظلہ العالی (٦) کی طرف راجع ہے کیونکہ یہ کام جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اپنے آغاز اور انجام کے لیے انہیں کی مبارک مساعی کا مرہون منت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ متوسلینِ سلسلہ عالیہ کے سر پر دراز فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ازاں بعد میں حضرت صاحبزادہ کلاں مدظلہ العالی اور حضرت صاحبزادہ خورد مدظلہ العالی کی طرف سے اور اپنی طرف سے جملہ مقالہ نگار حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مقالات مہیا کرنے میں ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرةِ حسنة وقنا عذاب النّار (البقرة ۲۰)

ترجمہ: پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نعمت عطاء فرما اور آخرت میں بھی نعمت بخشیو

Marfat.com

اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔ (فتح الحمید)

پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہ'

83-H، نیوسمن آباد، لاہور

۲۱ فروری ۱۹۸۱ء

Marfat.com

حواشی حرف اوّل ____ اشاعت اوّل

۱۔ خطبہ مسنونہ مشکوٰۃ المصابیح، باب: علامات النبوۃ، الفصل الثانی۔

۲۔ یہ اشعار حضرت شاہ رؤف احمد رافت کے ہیں جو جرأت کے شاگرد تھے اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے تفسیر رؤفی یا تفسیر مجددی کے نام سے قرآن مجید کی پہلی اُردو تفسیر لکھی تھی۔ یہ اشعار اس تفسیر کے دیباچہ میں درج ہیں قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ ان کو خطبہ مسنونہ میں پڑھا کرتے تھے۔

۳۔ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

۴۔ یہ شعر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہ جملہ اشعار مع خطبہ حضرت قبلہ گاہیؒ پڑھا کرتے تھے۔

۵۔ حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸۲ء میں فوت ہو گئے۔

۶۔ حضرت مولانا سیّد مسعود انور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۰۶ء میں وفات پا گئے۔

Marfat.com

حرف ثانی
اشاعت ثانی

Marfat.com

حرف ثانی ___ اشاعت ثانی

میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ کا جدید ترمیمی ایڈیشن قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ اس ایڈیشن میں جو خصوصیات شامل ہیں ان کا اجمالی ذکر حسب ذیل ہے۔

۱۔ پہلے ایڈیشن طبع گوجرانولہ ۱۹۸۱ء حبیب اکیڈمی ۶۷۔بی سیٹلائیٹ ٹاؤن میں شامل پچیس (۲۵) مضامین پر نظر ثانی کی گئی ہے۔ اغلاط کو دور کیا گیا ہے اور بعض مضامین کی ترتیب مزید درست کی گئی ہے۔

۲۔ جبکہ اس نئے ایڈیشن میں درج ذیل بارہ (۱۲) مضامین کا اضافہ کیا گیا ہے۔

i۔ قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا حسب نسب اور آپ کے آباؤ اجداد

حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہٗ

ii۔ حضرت قطب الارشاد، قیوم زمان

حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہٗ

iii۔ گفتہٗ اُو گفتۂ اللہ بود

جناب فیض احمد فیض صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

iv۔ گاہے گاہے باز خواں آں قصہ پارینہ را

حضرت سید نذیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

v۔ ذکر حبیب رحمۃ اللہ علیہ کم نہیں وصل حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے

حضرت مولانا منظور عالم قریشی رحمۃ اللہ علیہ

vi۔ صحبتے با حضرت قطب الارشاد

پروفیسر سید ریاض حسین شاہ صاحب مرحوم

vii۔ بابا جی بلاندے نی

حضرت سیّدہ مسعودہ اختر گیلانی (آپا جی)

viii۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کا مجیٹھہ میں تحریک پاکستان میں کردار

پروفیسر ڈاکٹر غلام علی چودھری مرحوم

ix۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ طریقت حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہ

x۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اور آپ کا سفر آخرت

حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہ

Marfat.com

xi۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ اکابر وقت کی نگاہ میں

حضرت پروفیسر سید محمد توقیر احمد اظہر رحمۃ اللہ علیہ

xii۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وارشادات

حضرت پروفیسر سید محمد توقیر احمد اظہر رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مختلف معاصر شعراء کے لکھے ہوئے منظوم مناقب پر مشتمل ایک کتاب مناقب شریف کے نام سے کتابت شدہ اس ادارہ کے پاس موجود ہے۔ اس میں سے ستائیس (۲۷) مناقب ایک نئے باب کی حیثیت سے اس نئے ایڈیشن میں شامل کیے گئے ہیں۔

۴۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی تواریخ ولادت اور تواریخ وصال سن عیسوی اور سن ہجری کے حساب سے ان کے بڑے صاحبزادے فاروق طریقت حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی تھیں ان کو اس نئے ایڈیشن میں ایک باب کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔

۵۔ اس نئے ایڈیشن میں منظوم شجرہ طریقت کو ایک باب کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔

۶۔ اس نئے ایڈیشن میں جدول وفیات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ حبیبیہ کو بھی ایک باب کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔

۷۔ اس اشاعت میں ہر مضمون کے حواشی اس کے آخر میں کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ

Marfat.com

مضمون کو رواں پڑھنے والے پر مضمون کے درمیان یا ہر صفحہ کے آخر پر حواشی گراں نہ گزریں۔

۸۔ راقم کے مضمون ''سوانح و شخصیت ______ اجمالی کوائف'' میں راقم نے خلفاء کے ذیل میں اپنے نام کا اندراج بھی کیا ہے۔

۹۔ پہلے ایڈیشن کے حرف اوّل میں مقالہ نگار حضرات میں سے جو حضرات اب فوت ہو چکے ہیں ان کے نام کے آگے رحمۃ اللہ علیہ اور مرحوم کا اضافہ کیا گیا ہے اور ہر نام کے حالات میں درج کر دیا گیا ہے کہ یہ صاحب فوت ہو چکے ہیں۔

کوشش کی گئی ہے کہ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں کی جھلک قارئین کرام کے سامنے آجائے۔ اور اس عظیم شخصیت کا ایک اجمالی خوبصورت تصور قائم ہو سکے۔

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم شخصیت تھے ان کے بارے میں لکھے ہوئے مقالات کی تعداد ابھی اتنی ہی باقی ہے اور منتظر طباعت ہے جتنی کہ اس کتاب میں موجود ہے۔ یا تو وہ مقالات مزید ایک جلد کی صورت میں طبع ہو جائیں گے یا پھر ان میں مذکور خصائص کو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے مکمل تذکرۂ حیات میں شامل کر دیا جائے گا۔ جسے سعید ازل کے نام سے فاروق طریقت حضرت مولانا سید محمد یوسف نقشبندیؒ نے بڑی تحقیق سے ترتیب دیا تھا۔

Marfat.com

نئے مضامین میں مندرجہ ذیل چار شخصیات ایسی ہیں جن کا پہلے ایڈیشن کے دیباچہ میں ذکر نہیں ہے۔

۱۔ حضرت منظور عالم قریشی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ پروفیسر سید ریاض حسین شاہ صاحب

۳۔ فیض احمد فیض جعفر کوٹی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت سیدہ مسعودہ اختر گیلانی (آپا جی)

حضرت منظور عالم قریشی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جی ایچ کیو (GHQ) راولپنڈی میں کسی آرمی آفیسر کے سٹینو تھے۔ وہ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے اقرباء میں سے تھے اور حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں لیکن متلوّن مزاج اور تیز طبیعت اور جذباتی تھے چنانچہ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے جب انہیں خلافت دی تو ارشاد فرمایا:

''منظور عالم! جا اپنا بھانبھڑ جلا لے''

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فقرہ حضرت منظور عالم قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جذباتی مزاج کو واضح کرتا ہے اور اسی قسم کی مجذوبانہ خلافت ان کے لئے تجویز کرتا ہے۔

حضرت منظور عالم قریشی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے مضمون میں بہت تصحیح کرنا پڑی ہے اور اسے علمی رنگ دینے کے لئے علمی مباحث اور تحقیقات کا اضافہ کر کے راقم نے بہت محنت کی ہے۔

Marfat.com

پروفیسر سید ریاض حسین شاہ صاحب ایک علمی شخصیت کے مالک ہیں اور نہایت بادب اور باسلیقہ ہیں۔ ان کے مضمون کو بھی بعض علمی حوالہ جات سے آراستہ کیا گیا ہے۔

جناب فیض احمد فیض حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے وطن موضع جعفرکوٹ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے اور ان کے آباء واجداد حضرت قطب الارشادؒ کے آباء واجداد کے مریدین میں سے تھے۔ موضع جعفرکوٹ سے قریب موضع باہڑوال کے پرائمری سکول سے حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۰۵ء میں پرائمری پاس کی تھی۔ اس وقت فیض احمد فیض بہت چھوٹے تھے اور ابھی سکول میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے لیکن ۱۹۴۴ء میں جیسا کہ انہوں نے اپنے مضمون میں ذکر کیا ہے۔ اسی سکول میں جو مڈل سکول کا درجہ اختیار کر چکا تھا بطور استاد متعین تھے۔ فیض احمد فیض حضرت قطب الارشادؒ کے ابتدائی مریدین میں شمار ہوتے تھے۔ اور آپ کے ہم وطن ہونے کے ناطے آپ کے بزرگوں کو اور آپ کے خاندانی حالات کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ اس لحاظ سے ان کا مقالہ وقیع ہے۔

حضرت سیّدہ مسعودہ اختر گیلانی (آپا جی) کو حضور علیہ الرحمۃ نے سات بیٹوں کے برابر اپنا بیٹا قرار دیا تھا اور پھر ایک دفعہ یہ بھی فرمایا تھا کہ اس خاتون کو حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت دی گئی ہے۔ اس خاتون نے تمام عمر شادی نہیں کی۔ اسے شادی سے نفرت تھی۔ اس کا نکاح ہو گیا تھا مگر رخصتی کبھی نہیں ہوئی۔ سید مظفر شاہ نامی خاوند تھا بالآخر اس نے کئی سال شدید تقاضوں اور انتظار کے بعد تنگ آ کر اسے طلاق دے دی۔ آج ایک ہزار خواتین ہر جمعہ کو اس خاتون کے عبادت خانہ میں اس کے ساتھ نماز تسبیح پڑھتی

Marfat.com

ہیں۔خواتین کو اوراد و وظائف خوب پڑھاتی ہیں اور ختم وغیرہ خوب دلاتی ہیں۔موضع کالا گجراں جہلم میں رہتی ہیں اور آپا جی کہلاتی ہیں۔

امید ہے قارئین کرام میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ کے اس جدید ترمیمی ایڈیشن سے زیادہ استفادہ کر سکیں گے۔ہم ان سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس کتاب میں اگر کوئی قابل اصلاح الفاظ ابحاث یا علمی حوالہ جات محسوس کریں تو ان سے راقم کو آگاہ کرنے میں بخل سے کام نہیں لیں گے۔ان کی اچھی تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے اور قارئین کرام کو اس سے زیادہ سے زیادہ مستفید کرے۔

اپنی ساری عمر کی اس کاوش کو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کی نذر کرتے ہوئے حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل پسندیدہ شعر کو ان کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم
کز بندگان کوئے تو یک کمترین منم

پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہ'

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ/ ۱۷ اپریل ۲۰۰۹ء، لاہور

Marfat.com

انتساب
منظوم و منثور

Marfat.com

حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہٗ

(i) انتساب منظوم

ارمغانِ انتساب

بنام حضرت فاروق طریقت رحمۃ اللہ علیہ

مردِ خوبے، گنج دارِ بو ترابؓ آنکہ روشن کرد جاں چوں آفتاب
منبعٔ فیضان، مقبولِ خدا بود ذاتش در زمانہ انتخاب
لخت لختِ ما بہم آورد اُو بزمِ عرفاں گشت زو درآب وتاب
داد ما را ساز و سامانِ سفر قافلہ زو رفت راہِ باصواب
درگہِ شاہِ حبیب رحمۃ اللہ علیہ آباد کرد ساخت آں را مرکزِ ہر شیخ وشاب
حضرتِ یوسف رحمۃ اللہ علیہ نوائے روحِ حق از نگاہش خانۂ باطل خراب
می کند مظہر بنامِ او رقم ارمغانِ انتسابِ ایں کتاب

Marfat.com

(ii) انتساب منثور

بنام حضرت فاروق طریقت

اس کتاب کا مرتّب اپنی اس کتاب کا انتساب قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ صاحب کلاں حضرت مولانا سیّد محمد یوسف علیہ الرحمۃ (متوفی ۳۰ ذوالحجتہ ۱۴۰۲/ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء) کے اسم گرامی سے کرتا ہے۔ جو اپنے والد ذیشان رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی وفات (۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ/ ۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء) کے بعد ان کے متوسّلین کے لئے ان کے برحق جانشین تھے اور ان کے سلسلہ عالیہ کی اشاعت و ترویج کے لئے ان کی طرف سے مجاز و مامور تھے۔

چنانچہ انہوں نے اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کے متوسّلین سلسلہ کو ادھر ادھر پریشان پھرنے سے اور بکھرنے سے محفوظ رکھا۔ ان کو ان کے آستانہ عالیہ کے مرکز پر جمع کیا انہیں وحدت مہیّا کی اور ان کے سفینہ کو اپنی خداداد فہم و فراست اور وہبی صلاحیتوں کے ساتھ حالات کے بحرانوں سے سلامتی کے کنارے تک رہنمائی بخشی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کلاں رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ سب اس لئے آسان اور ممکن ہوا کہ ان کی حیات کا ممتاز ترین وصف یہ تھا کہ انہوں نے اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محترم رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور رضا میں اپنا سب کچھ تج دیا تھا۔ اور ہر امر اور ہر ایک چیز کو ان کی نگاہ سے دیکھا تھا۔

Marfat.com

بلاشبہ وہ عشق ووفا کے باب میں گنجینۂ الٰہی اور برگزیدۂ ربّانی تھے۔

لَا تَحْمِلُ عَطَایَا الْمَلِكِ اِلَّا مَطَایَاهُ

ترجمہ: بادشاہ کے عطیّات کو اس کی (شاہی) سواریاں ہی اٹھاتی ہیں

Marfat.com

(iii) انتساب منثور

بنام

فرزند ارجمند حضرت سیّد محمد توقیر احمد
اظہر نقشبندی مجددی توکلی مظہری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۶۸ء ——————— ۲۰۰۷ء

ایم اے عربی، اسلامیات، پولیٹیکل سائنس، ایل ایل بی
ایڈیٹر/لیکچرار، شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ،
پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شُد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما
کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است

یہ فرزند ارجمند سلسلہ عالیہ مظہریہ کی ترقی و ترویج کا صحیح شعور رکھتا تھا اور اسے اپنا مشن قرار دیتا تھا۔ اس لحاظ سے وہ اس سلسلہ کا وقار اور جوہر نایاب تھا۔ اس کی پوری زندگی صدق وصفاء، محبت و وفاء، جود و سخا، ہدایت اور روشنی سے معمور تھی۔ وہ ہر کام کو سلیقہ اور قرینہ سے کرنے کا عادی تھا۔ اس نے جینے اور مرنے کے قرینے خوب نبھائے۔ اور

Marfat.com

اپنے بعد اپنی مثال نہ چھوڑی۔ اللہ اس پر راضی ہو اور اللہ کے رسول ﷺ بھی اس پر راضی ہوں۔

وہ اپنی ذات میں ایک فرد تھا اور ایک ایسا مرد کامل اور جوان رعنا تھا جو صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ بلاشبہ وہ ان اشعار کا مصداق تھا:

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
تیرے صیدزبوں افرشتہ و حور
کہ شاہین شہِ لولاک ہے تو

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے لئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فقرہ بھی صادق آتا ہے جو آپ نے اپنے تین فرزندان گرامی خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو طاعون کی وباء سے ۱۰۲۵ھ میں فوت ہوئے تھے ارشاد فرمایا:

باالجملہ جواہر نفیسہ بودند کہ بودیعت سپردہ بودند۔
لِلّٰہ سبحانہ الحمد والمنّۃ کہ امانات را باہل
امانات بے کرہ و بے اکراہ حوالہ نمودیم۔

Marfat.com

اللّٰھمّ لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم بحرمة سیّد المرسلین علیه وعلیھم الصلوت والتسلیمات۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اوّل مکتوب ۳۰۶)

ترجمہ:

باالجملہ یہ سب جواہر نفیسہ تھے۔ جن کو بطور امانت ہمارے سپرد کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اس کا احسان کہ ہم نے بغیر کوئی تکلیف اور اکراہ محسوس کیے امانتوں کو امانتوں کے مالک کے حوالے کر دیا۔ اے اللہ ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ رکھ اور نہ ان کے بعد کسی اور آزمائش میں ڈال۔ بحرمت سید المرسلین علیه وعلیھم الصلوت والتسلیمات۔

بلا شبہ میری اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد والا مرتبت کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں تاہم محض فضل الٰہی ہے کہ ہمارے قلوب کا شیشہ انہیں کے نور اور فیضان سے روشن ہوا ہے لہٰذا اس مناسبت سے جو خادموں کو آقاؤں سے

Marfat.com

ہوتی ہے۔ حضرت سیّد محمد توقیر احمد اظہر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مبارک سے فیض یافتگان اور خادموں میں کیا گیا ہے۔ اللہ پاک ہمیں قیامت کے دن اور جنت میں ہمارے ان بزرگوں کے ساتھ رکھے۔ آمین!

شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را

پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ دامت برکاتہ'

Marfat.com

حضرت مولانا صاحبزادہ سید محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تیرا فیضان کمالات نبوّت آقا رحمۃ اللہ علیہ

تیرا فیضان، کمالات نبوت آقا رحمۃ اللہ علیہ
تجھ کو زیبا ہے رسالت کی نیابت آقا رحمۃ اللہ علیہ

تیرا ارشاد ہوتا قامِ قیامت آقا رحمۃ اللہ علیہ
نسل در نسل چلے تیری ہدایت آقا رحمۃ اللہ علیہ

اس ہدایت کی نہایت کو خدا ہی جانے
ہر نہایت کہ ہو جب درج ہدایت آقا رحمۃ اللہ علیہ

اللہ اللہ! حبیب اللہ حبیب محبوب
ہفت درجاتِ اطاعت کی ہو غایت آقا رحمۃ اللہ علیہ

جان پایا نہ کماحقہ کوئی تجھ کو
راز در راز ترا حفظ امانت آقا رحمۃ اللہ علیہ

سنتیں جس پہ خود عاشق ہیں وہ عاشق ہے تُو
تیری ہجرت سے عیاں سنّتِ ہجرت آقا رحمۃ اللہ علیہ

اپنے منہ سے انہیں حاجت ہی نہیں کہنے کی
جو گدا جانتے ہیں تیری سخاوت آقا رحمۃ اللہ علیہ

تو نے اس طور کی پرورش روح و بدن
میرا ہر ذرّہ ہے ممنون عنایت آقا رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فضلی ہیں بحمد اللہ طفیلی ہم سب
دائمی ہو یونہی رحمت، یونہی شفقت آقا رحمۃ اللہ علیہ

موت ہو قبر ہو حشر ہو یا ہو خلد
ہر جا، معیت تیری اور امامت آقا رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہ

میرے حضور رحمة الله عليه

میرے حضور علیہ الرحمۃ نائب حق، ثانیِ فرید رحمۃ اللہ علیہ
مسند نشینِ دولت ارشاد بایزید رحمۃ اللہ علیہ

ازلی سعید و کوہِ ثبات و جہانِ شوق
چرخ وقار و شمس ہدیٰ، پیکرِ نوید

بحر سخا، صحیفہ نیکی و قصر دین
نور خدا، حبیب الٰہ بادشاہِ دید

فتح مبین چہرہ و آواز صوتِ صور
امر خدا اشارت و قلبِ جہاں عبید

ان کا کلام کوثر عرفاں، زلالِ عشق
تسنیم جاں، بہار ادب، کلمہ سدید

ان کا وجود معجزۂ خاتمِ رسل ﷺ
ان کا ظہور مقتضائے شاہد و شہید

نسبت ہے اُن سے نعمتِ کبریٰ مرے لیے
اور ان کا اسم پاک ہے ہر گنج کی کلید

ہم جب بھی مشکلات میں لاچار ہوگئے
آئی صدا فَلَا تَخَفْ یَا اَیُّھَا الْمُرِید

جب بے کسی میں چھٹ گیا ہر دامنِ اہل
پہنچے مرے حضور رحمۃ اللہ علیہ بہ امدادِ مستفید

حاضر ہوئے تو باز تھی آغوش مغفرت
گرچہ مدام اپنی خطائیں رہیں شدید

ان کے حضور ہر لمحہ تھا حاصل حیات
ہر شب' شبِ برات تھی ہر روز' روزِ عید

ان کے حضور بات کا یارا کسے رہا
اور کس کو عین قرب میں تھا حوصلہ دید

Marfat.com

رعبِ جمال و ہیبتِ حق سے حواس گم
اور دم بخود تھے سرکشانِ کائد و عنید

دیکھا ہے اژدہامِ ملائک رکاب میں
اور ساکنان عرش کو مشتاق بہرِ دید

دریائے بیکراں ہوا اک قطرۂ کرم
اور مقتدائے دہر بیک جُرعہ صد بلید

ہر سر کے واسطے نہیں یہ سنگِ آستاں
ہوتے ہیں آکے اس جگہ خاصانِ حق شہید

ہر دل کو غم دیا نہیں جاتا حضور رحمۃ اللہ علیہ کا
ملتی ہے خاص لطف سے یہ نعمتِ مجید

ہر آنکھ کا نصیب کہاں یہ جمالِ ناز
بختِ سعید ہی کو ہے عرفانِ آں سعید

ان کا کرم کہ پاگئے شرف نگہِ قبول
ہم خستگانِ شوق کہ دنیا میں ہیں شرید

وہ آملے تو مل گئیں سب منزلیں مجھے
ورنہ تھا میں مسافرِ ہر راہِ ناپدید

میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ صدقہء پیرانِ سلسلہ
مظہر پہ التفات و کرم دمبدم مزید

Marfat.com

حضرت پیر فضل گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

نقشبندیاں دے خاص علمبر دار

زاہد زہد پرور، باصفا صوفی، عابد شب بیدار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
باعمل عالم، بے ریا مفتی مرد فخر احرار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
شاہ توکّل توکّل دی راہ دسّی تے محبوب حبیب بنا دِتّا رحمۃ اللہ علیہ
سوہنے پاک حبیب ﷺ دے عشق اندر گئے عمر گزار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
ترت منزلاں دے اُتے جا پونچے، چمبڑ نال رکاب دے گئے جیہڑے
اپنے نال رکھیا پا پیادیاں نوں واہ، واشاہ اسوار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
نم آلود چشماں، نظر پاک نیویں، ہردم سوز گداز وچ رہن والے
اپنے عہد اندر نقشبندیاں دے خاص علم بردار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
گزرگاہِ طریقت دے وچ آقا سنگ میل دا مرتبہ رکھدے سَن
معرفت ول جاندیاں راہیاں لئی روشن سن مینار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
آیا جو سائل اوہدی حسب حاجت پردے نال ای مدد فرما دتی
خوشی نال لیندے ونڈ جگ دے سَن غم، الم دا بھار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اہل نظر حضرات دا فیصلہ اے دسترس سی غیبی خزانیاں تے
خالی ہتھ نہ نکلیا جیب وچوں پایا جتنی وار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
کدی کسے وی قول یا فعل اندر اپنے آپ رحمۃ اللہ علیہ دی کوئی نمائش نہیں سی
سدا من مالا تائیں پھیر دے رہے تسبی گلوں اتار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
سنی کدی نہ صفت ثنا اپنی دتیاں زحمتاں نہ استقبال دیاں
اپنے ناں دا نعرہ نہ لان دتا، پائے نہ پھُلاں دے ہار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
جلوت وچ منبر اتے بیٹھ کے تے سچے دین دی رہے تبلیغ کردے
خلوت وچ رہے ونڈ دے طالباں نوں کھول گنج اسرار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
چکیا دست دُعا دا جس ویلے، رحمت رب دی جوش دے وچ آئی
پھاتھے ہوئے گرداب دے وچ بیڑے، لائے پلاں وچ پار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
ٹھاٹھ باٹھ دار ہیا نہ کوئی چیتا، وسّر گئے اوہ محلاں تے ماڑیاں نوں
بیٹھن واسطے جنھاں نوں جگہ دتی اپنی زیر دیوار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
خاندان سادات دا فرد ہو کے، سیّد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فضل اکھوایا نہ
لقب مولوی نال مشہور ہے سن، بس یار اُرار حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت پروفیسر سیّد منصور احمد خالد

محرم حقیقت عارف یگانہ

رگ و پے کو دے گیا ہے تب و تابِ جاودانہ — کوئی محرمِ حقیقت ، کوئی عارف یگانہ

تیرے حسنِ لم یزل کی وہ حقیر سی کرن تھی — کہ بنا دیا ہے جس نے میرا دل چراغ خانہ

جو نقابِ رخ اٹھائی تو نظر کو تاب بھی دی — رہا طور سے بھی بڑھ کر ترا سنگِ آستانہ

میں ہزار بار ڈوبا ، میں ہزار بار اُبھرا — مجھے پار کھینچ لایا تیرا دستِ غائبانہ

میرے درد کی دوا کی ، مجھے زندگی عطا کی — زہے خوئے دل نوازی، زہے طرز دلبرانہ

تو ہے شمعِ بزمِ خوباں تو چراغِ محفلِ جاناں — تری نور باریوں کا ہے رہین سب زمانہ

میں سنبھل سنبھل کے بھٹکا، میں بھٹک بھٹک کے سنبھلا — میرے ساتھ ساتھ آئی تیری نگہ مشفقانہ

ترے خطہ حسیں پر ، میں نثار اس زمین پر — ہے لغزشِ قدم بھی جہاں لطف کا بہانہ

ترے سایہ عطامیں ، ترے کوچہء بقا میں — سجے یونہی تا قیامت تری بزمِ عاشقانہ

Marfat.com

قطب الارشادؒ کا حسب نسب

Marfat.com

پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہ

قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

کا

حسب نسب اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ o

حسب نسب: سادات حسنی و حسینی

آپ رحمۃ اللہ علیہ نسباً حسنی ہیں یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور حسباً حسینی ہیں لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان حسنی اور حسینی سادات کا خاندان معروف ہے (۱)۔

حسب ونسب کی کشفی تصدیق

موضع معین الدین پور ضلع گجرات پاکستان کے خانوادۂ سادات کا ایک شخص اس خانوادے کے ایک بزرگ حضرت سیّد فضل شاہ صاحب علیہ الرحمۃ م ۱۹۲۸ء کے ساتھ جو

Marfat.com

قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ علیہ الرحمۃ م ۱۹۶۱ء کے خلیفہ مجاز تھے بحث وتکرار کیا کرتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت صاحب سیّد نہیں ہیں اور اس تکرار کا منشا یہ زعمِ باطل تھا کہ ایک سیّد الاصل شخص کو کسی غیر سیّد کا مرید نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت فضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکور کو جواب دیتے تھے کہ ''میرے حضرت صاحب صحیح النّسب سیّد ہیں'' مگر وہ نہیں مانتا تھا اس کا تکرار کافی روز جاری رہا یہاں تک کہ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ سفر کرتے ہوئے ایک مقام پر پہنچا جہاں حضرت مولانا سیّد یوسف علیہ الرحمۃ ابن قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ علیہ الرحمۃ پہلے سے کھڑے ہیں وہ بھی ان کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار وہاں آگئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا سیّد محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''آؤ بیٹا محمد یوسف ہمارے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ''۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ سوار ہو گئے۔ پھر اس شخص کی آنکھ کھل گئی۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد وہ شخص حسب معمول حضرت فضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکور کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابھی اس نے خواب بیان نہیں کیا تھا کہ حضرت فضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''بھائی صاحب! آج تو آپ کی تسلی ہو گئی کہ میرے حضرت صاحب صحیح النّسب سیّد ہیں'' اس نے اقرار کیا کہ واقعی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت صاحب صحیح النسب سیّد ہیں (۲)۔

Marfat.com

سادات غزنویہ

اس خاندان نے عرب سے ہجرت کی تو افغانستان کے شہر غزنی میں آ کر مقیم ہوا اور سادات غزنویہ کے نام سے معروف ہوا۔ غزنی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد میں سے حضرت تاج الاولیاء علیہ الرحمۃ مدفون قدیم غزنی ہیں جو حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمۃ کے ماموں ہیں اور نسباً حسنی ہیں (۳)۔

سادات دہلی (برصغیر میں آمد اور قیام)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جدّ گرامی بادشاہ اسلام شہاب الدین غوری م ۶۰۲ھ/۱۲۰۶ء کے ساتھ برصغیر میں وارد ہوئے اور انہوں نے دہلی میں قیام اختیار کیا۔ چنانچہ دہلی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان ''سادات دہلی'' کے نام سے معروف ہو گیا۔ اب بھی اس خاندان کے کچھ لوگ دہلی میں آباد ہیں (۴)۔

سادات قلعہ دار گجرات (پنجاب) و سادات کھمبراں والا (سیالکوٹ)

سادات دہلی میں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد میں سے حضرت مولانا سیّد محمد مستقیم رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء ـــــ ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) کے زمانہ میں دہلی سے آ کر پہلے پرگنہ (اب قصبہ) قلعدار گجرات پنجاب میں قاضی مقرر ہوئے۔ پھر چھ ماہ بعد مستعفی ہو کر نقل مکانی کر کے موضع کھمبراں والا ضلع سیالکوٹ میں قیام پذیر ہو گئے تو وہ اور ان کی اولاد ''سادات کھمبراں والا'' کہلائے (۵)۔

Marfat.com

سادات جعفر کوٹ

اور ازاں بعد جیسا کہ آگے تفصیلاً ذکر ہوگا جب حضرت مولانا سیّد محمد مستقیمؒ کی وفات کے بعد ان کے بڑے فرزند حضرت مولانا سیّد احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کھمبر اں والا سے نقل مکانی کر کے پہلے موضع رائے پور کلاں تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر آئے پھر وہاں سے چند میل کے فاصلہ پر موضع جعفر کوٹ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں متوطّن ہوئے اس وقت سے حضرت سیّد احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اولاد کا خاندان ''سادات جعفر کوٹ'' کے نام سے معروف ہو گیا (٦)۔

اس خانوادۂ سادات میں جو غزنی سے دہلی اور دہلی سے موضع کھمبر اں والا اور پھر بالآخر موضع جعفر کوٹ میں مقیم ہوا علم دین، ولایت اور فن طب ایک ممتاز اور غیر منقطع روایت کی حیثیت سے ہمیشہ اور ہر دور میں موجود رہے ہیں (٧)۔

اس خانوادۂ سادات کے بعض اجداد کے اجمالی حالات

ذیل میں غزنی سے برصغیر میں آنے والے اس مبارک خانوادۂ سادات کے بعض ممتاز اجداد کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ قارئین کرام کو اس خانوادۂ سادات کی بزرگی اور عظمت کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

١۔ حضرت تاج الاولیاء غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پُر انوار قدیم غزنی میں مرجع الخلائق ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ

Marfat.com

پہلے مذکور ہوا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ غزنوی لاہوری کے ماموں ہیں اور از روئے نسب حسنی ہیں۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں اپنے دورۂ کابل کے دوران یہاں حاضر ہوئے تھے (۸)۔

برصغیر میں آمد اور دہلی میں قیام

اس خانوادۂ سادات کے ایک جدِّ گرامی بادشاہ شہاب الدین غوری م۶۰۲ھ/۱۶۰۶ء کے طبیب خاص تھے اور اس کی بعض افواج کے کمانداربھی تھے (۹)۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس خاندان کے یہ بزرگ بادشاہ شہاب الدین غوری کے ساتھ برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے تھے اور انہوں نے دہلی میں اقامت اختیار کی تھی۔ جس کی بنا پر ان کا خاندان ''سادات دہلی'' کے نام سے معروف ہو گیا تھا (۱۰)۔

۲۔ حضرت مولانا قاضی سیّد محمد مستقیم شاہ (۱۱) عرف بابا روڑے شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء — ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء)/قاضی پرگنہ (اب قصبہ)

قلعدار گجرات (پنجاب) ثم مقیم موضع کھمبراں والا و سمبڑیال (سیالکوٹ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ عالمگیری دور کے ممتاز فقہاء میں سے تھے۔ بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پرگنہ (اب قصبہ) قلعہ دار گجرات، پنجاب کا قاضی مقرر کیا تھا لیکن جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ قریباً چھ ماہ بعد اپنے تقویٰ کی بنا پر اس منصب عالی سے مستعفی ہو گئے اور اپنے ایک مرید و معتقد نمبردار کے اصرار شوق و محبت پر یہاں سے منتقل ہو کر اس کے

Marfat.com

گاؤں موضع کھمبراں والا نزد سمبڑیال ضلع سیالکوٹ میں تشریف لے گئے اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔

حضرت قاضی سید محمد مستقیم قادری کے منصب قضاۃ سے مستعفی ہونے کی وجہ ایک مقدمہ ہوا جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک خاتون نے خلع کی درخواست دی اور وجہ یہ لکھی کہ اس کا خاوند نامرد ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہے۔ قاضی صاحب نے خاوند سے پوچھا کہ تم نامرد ہو؟ اس نے جواب دیا: ہرگز نہیں۔ البتہ پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ جب میں بیوی کے قریب جاتا ہوں تو میرا آلۂ تناسل سست پڑ جاتا ہے اور اس خاتون پر قادر نہیں ہوسکتا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرد کے بارے میں طبی رپورٹ طلب کی تو طبیب نے لکھا کہ یہ شخص طبی لحاظ سے بالکل ٹھیک ہے نامرد نہیں ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقدمات کے فیصلے رات کو لکھا کرتے تھے چنانچہ حسب معمول حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رات کو جب اس مقدمہ کا فیصلہ لکھا تو خاتون کی درخواست کو طبی رپورٹ کے حوالے سے کالعدم قرار دے کر مقدمہ خارج کر دیا۔

حضرت قاضی صاحب کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری حاصل تھی اور جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقدمات کے فیصلے رات کو لکھتے تھے اور پھر جب رات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تھے تو آپ مقدمات اور ان کے فیصلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سناتے تھے۔ جب اس رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور قاضی صاحب نے یہ مقدمہ

Marfat.com

اور اس پر اپنا فیصلہ سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیٹا! تمہارا یہ فیصلہ غلط ہے خاتون کی درخواست قبول کر کے اسے خلع دلا دو۔

حضرت قاضی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یہ بات طبی رپورٹ کے خلاف ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ میاں بیوی دونوں سید ہیں اور سگے بہن بھائی ہیں۔ عرصہ دراز ہوا کہ ایک بڑا سیلاب آیا تھا جس میں جانی اور مالی نقصان بہت ہوا تھا۔ ان دونوں کے ماں باپ اس سیلاب کی نذر ہو گئے۔ یہ دو یتیم بچے ایک تختے پر تھے کہ بعض لوگوں نے پکڑ لیا۔ ایک شخص نے لڑکا لے لیا اور دوسرے نے لڑکی لے لی۔ وہ دونوں شخص جنہوں نے ان کو گود لیا، بے اولاد تھے اور الگ الگ گاؤں کے تھے۔ جب یہ بڑے ہوئے تو انہوں نے رشتہ ڈھونڈ کر شادی کر دی لیکن چونکہ یہ دونوں سگے بہن بھائی ہیں اور سید ہیں لہٰذا مرد عورت پر قادر نہیں ہو سکا۔ یہ خدا کی حفاظت ہے۔ ان کے ماں باپ بھی سید تھے اور نیک تھے۔

قاضی صاحب آپ علاقے کے لوگوں کو بلا کر ان سے سیلاب کا ذکر کیجئے اور ان کے سرپرستوں سے بھی معلوم کیجئے تو اگرچہ طویل عرصہ ہو گیا ہے تاہم ان کے سگے بھائی بہن ہونے کی شہادتیں مل جائیں گی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا خلع دلا دو۔''

حضرت قاضی صاحب نے اگلے دنوں میں ان کے احوال کی تحقیق کی تو بعض پرانے لوگ مل گئے جنہوں نے بعض علامات سے ان دونوں میاں بیوی کی شناخت کی،

Marfat.com

سیلاب کا واقعہ سنایا اوران کے بھائی بہن ہونے کی تصدیق کی۔اس پر حضرت قاضی صاحب نے خاتون کی درخواست قبول کرلی اورخلع دلا دیا۔وہ دونوں بہن بھائی بھی خوش ہوئے اورلوگ بھی خوش ہوئے کہ بہن بھائی باہم مل گئے۔

اس مقدمہ کے فیصلہ کے بعد حضرت قاضی صاحب ڈرگئے کہ اگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح مبارک رہنمائی نہ کرتی تو انہوں نے جو فیصلہ لکھا تھا، یقیناً غلط تھا۔یہ وجہ تھی جس کی بناء پرانہوں نے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے منصب قضاۃ سے استعفیٰ دے دیا اور پرگنہ قلعدار سے موضع کھمبراں والا، ضلع سیالکوٹ میں آکرا قامت اختیار کرلی (۱۲)۔

بادشاہ عالمگیر کو جب معلوم ہوا کہ حضرت قاضی صاحب قصبہ قلعدار کی قضاۃ چھوڑ کر وہاں سے ترک سکونت کر گئے ہیں اور موضع کھمبراں والا میں مقیم ہیں تو اس نے وہاں ایک جاگیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کردی اور موضع سمبڑیال ضلع سیالکوٹ میں جوموضع کھمبراں والا کے مقابل واقع ہے، ایک جامع مسجد اور انتہائی علوم اسلامیہ کی درسگاہ بنادی جہاں آپؒ نے اپنی باقی زندگی میں تمام علوم عالیہ اسلامیہ کا درس دیا۔یہ اس علاقے کا ایک نہایت ممتاز درس تھا۔جسکی دھوم سیالکوٹ اور لاہور تک تھی۔جہاں اس مدرسہ کے مقابلہ کا اور کوئی مدرسہ نہیں تھا اور کثیر دنیا نے یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علمی اور روحانی فیض پایا تھا۔

حضرت مولانا سیّد محمد مستقیم رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند تھے۔مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری

Marfat.com

علم و فضل اور روحانی نعمت کے وارث آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند حضرت مولانا سیّد احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے، وہی مدرسہ سمبڑیال کے منتظم تھے اور سلسلۂ قادریہ کے شیخِ طریقت بھی وہی تھے۔ سب سے چھوٹے بیٹے نے مقامی لوگوں میں شادی کی تو ان کی اہلیہ نے جھگڑا کھڑا کر دیا کہ جملہ آمدن تقسیم کی جائے۔ مسئلہ کو حل کرنے کی بہت کوشش کی گئی مگر اس نے جھگڑا ختم نہ کیا۔ اس پر ناچار بڑے بھائی حضرت مولانا سیّد احمد شاہؒ کھمبراں والا سے نقل مکانی کر کے پہلے ضلع امرتسر تحصیل اجنالہ موضع رائے پور کلاں میں وہاں کے نمبردار کے اصرار پر آئے اور پھر وہاں سے چند میل کے فاصلہ پر موضع جعفرکوٹ کے نمبردار بابا محمد سون کی درخواست پر جوان کا مرید باصفا تھا موضع جعفرکوٹ آ گئے۔ منجھلے بھائی واپس دہلی چلے گئے (۱۳) اور سب سے چھوٹے بھائی کھمبراں والا میں رہ گئے۔ زمین، مکان، مریدین اور درگاہ وغیرہ سب ان کو دے دیے گئے۔ مگر نہ وہ مدرّس تھے نہ طبیب تھے اور نہ ہی سلسلہ طریقت کے عالم تھے۔ البتہ انہیں اپنے بھائیوں سے محبت تھی۔ ان کی صرف ایک بیٹی ہوئی اور وہ بھی شادی کے بعد لاولد فوت ہو گئی تو زمین، مکانات اور درگاہ حضرت سیّد محمد مستقیم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے کسی نے سنبھال لئے (۱۴)۔

حضرت مولانا سیّد محمد مستقیم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آج کل موضع کھمبراں والا میں ''تکیہ حضرت بابا روڈے شاہ رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے معروف ہے اور آپ کی مسجد مع درسگاہ موضع سمبڑیال ضلع

Marfat.com

سیالکوٹ کے مغربی محلہ میں ''جٹاں والی مسجد'' کے نام سے موجود ہے (۱۵)۔ آجکل زمین تو مزار شریف کے نام ہے اور متولیِ درگاہ ایک فقیر خاندان ہے (۱۶)۔

۳۔ سادات جعفر کوٹ کے علماء اور مشائخ کا اجمالی تذکرہ

حضرت مولانا سیّد محمد مستقیم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند حضرت مولانا سیّد احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ موضع کھمبراں والا سے نقل مکانی کر کے موضع جعفر کوٹ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں آکر مقیم ہو گئے تو بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے جملہ خاندانی حالات جان کر آپؒ کو وہاں سات گاؤں پر مشتمل ایک بڑی جاگیر پیش کی (۱۷)۔ یہاں آپ کی اولاد میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ پیدا ہوئے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا یہ خانوادہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ''سادات جعفر کوٹ'' کہلاتا ہے (۱۸)۔ ذیل میں اس خانوادۂ سادات کے سلسلۂ نسب کے ہر بزرگ کا مختصر تعارف قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

(i) حضرت مولانا سیّد احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹):

(۱۰۷۶ھ/۱۶۶۵ء ـــــ ۱۱۶۴ھ/۱۷۵۰ء)

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سید محمد مستقیم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے تھے اور ان کی علمی و معنوی میراث کے وارث تھے۔ متبحّر عالم دین، ممتاز شیخ طریقت اور ماہر طبیب تھے۔ فن طب میں جوارش جالینوس اور معجون فلاسفہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص نسخے تھے۔ آپؒ

Marfat.com

اپنے عظیم باپ کے بعد مدرسہ سمبڑیال کے مہتمم، صدر مدرس، شیخ الحدیث اور مفتی مقرر ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ گجرات، سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور لاہور میں نہایت وقیع اور معروف تھا۔ علماءِ دہلی سے بھی روابط تھے۔ دہلی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو چچا اور ایک سگے بھائی تھے۔ دیگر رشتے دار بھی تھے، ان کی اولادیں تاحال دہلی میں مقیم ہیں لہٰذا دہلی اکثر جاتے رہتے تھے۔ حلقہِ ارادت مریدان اور حلقہِ علاج مریضان بہت وسیع تھے۔ چنانچہ امرتسر سے دہلی تک کے راستے میں آنے والے علاقہ جات کے اکثر امراء و رؤساء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد تھے۔

حضرت سید احمد شاہ قادری کا، ان کی اولاد میں سے علماء و مشائخ جعفر کوٹ کا اور ان کے مدرسہ سمبڑیال کا علوم عالیہ اسلامیہ کی نشر و اشاعت میں مثالی کردار

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سمبڑیال نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ سرپرستی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کی زیرِ سرپرستی علوم عالیہ اسلامیہ کی نشر و اشاعت میں بادشاہ عالمگیر کے عہد سے لے کر ۱۹۰۰ء تک جب علماء و مشائخ کے اس خاندان کے آخری بزرگ حضرت مولانا مفتی سیّد سکندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ عرف بابا نتھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے۔ قریباً ڈھائی سو (۲۵۰) سال بڑا نمایاں اور تاریخی کردار ادا کیا۔ خصوصاً سکھوں اور انگریزوں کے دور میں جب اکثر دینی مدارس ویران ہو گئے تھے، اس مدرسہ نے ممتاز علماء پیدا کئے جبکہ لاہور جیسے حکومتی مرکز میں بھی

Marfat.com

انتہائی علوم عالیہ اسلامیہ کا کوئی مدرسہ نہیں تھا۔ آپ کا مزار شریف موضع جعفر کوٹ میں آپ کی مسجد اور دائرہ شریف کے ساتھ ایک چوکھنڈی میں ہے (۲۰)۔

(ii) حضرت مولانا سیّد محمد لطیف عرف باباجی لدھے شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء ـــــ ۱۲۱۵ھ/۱۸۰۰ء)

حضرت مولانا سیّد احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اکیلے فرزند تھے۔ اپنے والد سے اور پسرور کے ایک ممتاز عالمِ دین محمد اسلم پسروری (مصنف کتاب "فرحت الناظرین") کے والد مولانا محمد حفیظ اللہ انصاری قادری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا (۲۱)۔ والد بزرگوار سے بیعت ہوئے اور فنِ طبّ سیکھا اور اسے ہی پیشہ بنایا۔ مدرسہ سمبڑیال کی رونق کو بڑھایا اور علمائے دہلی سے بھی روابط رکھے مگر بہت کم دہلی گئے۔ آپ کا مزار شریف موضع جعفر کوٹ کے عام قبرستان میں ہے (۲۲)۔

(iii) حضرت مولانا سیّد محمد عظیم عرف بابا اللہ لوک قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۷۴ھ/۱۷۶۰ء ـــــ ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء)

اپنے والد حضرت سیّد محمد لطیف عرف بابا لدھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، مرید اور خلیفہ تھے۔ مدرسہ سمبڑیال کی زینت تھے۔ علمائے دہلی سے روابط تھے خصوصاً خاندان حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیونکہ آپ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء کے شاگرد تھے (۲۳)۔

Marfat.com

علاوہ ازیں درگاہ حضرت میاں وڈا لاہور کے سجادہ نشینان حافظ معز الدین اور حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ (۲۴) م ۱۲۷۰ھ سے بھی گہرے مراسم تھے۔ نہایت زاہد، عابد اور مرتاض تھے اور سلسلہِ قادریہ کے صاحب کرامت اور با اثر شیخ طریقت تھے (۲۵)۔ حضرت سیّد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۹۳ھ/ ۱۷۷۹ء ـــــ ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) اور حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۱ھ/ ۱۷۸۷ء ـــــ ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) آپ کی خدمت میں اپنی تحریک جہاد کو شروع کرنے سے پہلے حج کے لئے روانگی کے دوران اور ازاں بعد حج ۲۵-۱۸۲۴ء کے دوران دو (۲) بار حاضر ہوئے تھے (۲۶)۔ چنانچہ موضع جعفر کوٹ میں آپ کا گھر تحریکِ مجاہدین کا ایک پڑاو بن گیا تھا۔ جہاں سے مجاہدین براستہ ایمن آباد صوبہ سرحد کو جاتے تھے (۲۷)۔ واضح رہے کہ حضرت بابا اللہ لوک نے سکھوں کے خلاف مجاہدین کا ساتھ دیا اور حضرت اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا لحاظ ان کے خانوادۂ ولی اللٰہی کے فرزند ہونے کی وجہ سے کیا مگر ان کے مخصوص عقائد و نظریات کو قبول نہیں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب روحانیت اور صاحب کرامت بزرگ تھے اور علاقہ بھر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت بڑی مشہور ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بیل کے ساتھ ایک شیر کو جوت کر ہل چلایا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کی بڑی ممتاز، نمایاں اور با اثر شخصیت تھے اور گرد و نواح کے امراء، نواب، جاگیردار اور معاشرے کے بلند پایہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جگد یو خورد، چونڈہ دیوی، تلونڈی اور کوٹلی ممولہ وغیرہ کی جن

Marfat.com

برادریوں سے رشتے قائم کیئے تھے، آج تک آپ کے اخلاف انہی سے متعلق ہیں (۲۸)۔ آپ کا مزار شریف اس خاندان کی مسجد اور دائرہ شریف کے ساتھ ایک چوکھنڈی میں آپ کے دادا جان حضرت سید احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے ساتھ ہے (۲۹)۔

(۴) شجرۃ العلوم حضرت مولانا حافظ سیّد سکندر شاہ عرف بابا نتھے شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء ـــــ ۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء)

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا اللہ لوک رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بڑے بھائی حضرت سید بدر دین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد پیدا ہوئے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بارہ (۱۲) سال بڑے تھے۔ حضرت سید بدر دین کی ولادت کے بعد بارہ سال تک آپ کے والدین کے ہاں کوئی نرینہ اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ اس لیے جب آپ حضرت سید سکندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے آپ کا ناک چھید کر اور نتھ ڈال کر آپ کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا غلام بنا دیا گیا چنانچہ آپ ''نتھو شاہ یا نتھے شاہ'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ درس میاں وڈا لاہور سے حفظ قرآن کیا اور علوم دینیہ لاہور اور سمبڑیال سے پڑھے حضرت حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ م ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب اور خاص استاد تھے جو درگاہ میاں وڈا لاہور کے سجادہ نشین تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہی سے طریقہ سہروردیہ میں اجازت اور خلافت بھی پائی (۳۰) البتہ طریقہ قادریہ اپنے والد بزرگوار حضرت بابا اللہ لوک رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ ازاں بعد آپ کے والد ماجد نے آپ کو معقولات کی اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی بھیج دیا۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صدر

Marfat.com

الصدور، مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۴ھ/۱۷۸۹ء ـــــ ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء) سے شرف تلمذ پایا۔ یہ واقعہ ۱۸۳۰ء سے ۱۸۳۵ء کے دور کا ہے جب وہاں ۱۸۲۹ء سے ۱۸۳۱ء تک مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ انگریز ریذیڈنٹ کمشنر کے سرشتہ دار تھے (۳۱)۔ اس وقت وہاں علم و فضل اور شعر و ادب کے مرکز کے یہ دو ہی مقامات تھے (۳۲)۔

(۱) صدر الدین آزردہ کا مکان

(۲) مولانا فضل حق خیر آبادی کا مکان

ان دونوں مقامات پر اکابر اہل علم مثلاً مولانا مملوک علی، علامہ عبداللہ خان علوی، مولانا عبدالخالق، مولوی نور الحسن، مولوی کریم اللہ، مفتی سیّد رحمت علی خان، مولوی کرامت علی، مولوی نصیر الدین شافعی اور محمد رستم علی خان وغیرہ اور اکابر شعر و ادب مثلاً مرزا غالبؔ، امام بخش صہبائیؔ، نواب مصطفٰے خان شیفتہؔ، مومن خان مومنؔ، ضیاء الدین خان نیرؔ، شاہ نصیر الدین نصیرؔ، ابراہیم ذوقؔ، آغا خان عیشؔ، میر حسن تسکینؔ، عبدالرحمٰن خان احسان اور قدرت حسین قدرتؔ وغیرہ جمع ہوتے تھے (۳۳)۔ حضرت ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حضرت آزردہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ان دونوں مقامات کی محفلوں میں شریک ہوتے تھے اور ایسے نادر روزگار لوگوں کی صحبت سے استفادہ کرتے تھے (۳۴)۔

پھر حضرت ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۳۵ء میں دہلی سے واپس گھر آئے اور لاہور

Marfat.com

میں اپنے استاد حافظ شرف الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے گئے تو ان کے ہاں ایک تقریب سے راجہ رنجیت سنگھ م ۱۸۳۹ء سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی قابلیت دیکھ کر اور ریاضی میں غیر معمولی مہارت جان کر پیش کش کی کہ آپ اس کی حکومت میں ''دیوان مال'' کا عہدہ قبول کریں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد صاحب نے بھی تائید کی، مگر آپ نے معذرت کر دی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب بوڑھے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ان کی خدمت ترک کر کے لاہور رہنا مشکل تھا (۳۵)۔

پنجاب ۱۸۴۹ء میں سکھ حکومت کے خاتمہ کے بعد انگریز عملداری میں آ گیا (۳۶) تو ضلع امرتسر میں اپریل ۱۸۴۹ء ایل سانڈرز (L.SAUNDERS) پہلا انگریز ڈپٹی کمشنر متعین ہوا (۳۷) تو اس نے حضرت نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو باصرار پیشکش کی کہ آپ امرتسر میں علاقے کے صدر الصدور یا افسر مال (REVENUE OFFICER) کا عہدہ قبول کریں۔ وجہ یہ ہے کہ (i) آپ علومِ دینیہ کے علاوہ ریاضی اور حسابات کے ماہر ممتاز تھے اور (ii) انگریزوں کو اس بات کی جستجو رہتی تھی کہ مسلمانوں کے خاندانی اور ذی وجاہت اشخاص افتاء، صدارت یا کوئی اور سرکاری منصب قبول کر لیں تا کہ شمالی ہند میں انگریز حکومت عوام میں مقبول ہو سکے (۳۸) مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وجہ سے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت بابا اللہ لوک رحمۃ اللہ علیہ بہت بوڑھے تھے، گاؤں سے نکلنا پسند نہ کیا۔ پھر ڈی۔سی مذکور اور اپنے استاد حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین درگاہ میاں وڈا

Marfat.com

لاہور کے اصرار سے علاقہ کی پٹوار قبول کر لی مگر یہ پٹوار نہیں بادشاہی تھی۔اس میں سات گاؤں کا مالیہ اور زمینوں کی حد بندی دونوں شامل تھے اور شرائط یہ تھیں کہ:

۱۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ڈی۔سی آفس امرتسر میں حاضری اور پیشی سے مستثنیٰ رکھا جائے۔

۲۔ انگریز حکومت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملازموں جیسا سلوک نہ کرے۔

۳۔ یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پٹوار کے فرائض کو سرکاری ہدایات سے مستزاد علاقے کی بہبود کے لیے اپنی صوابدید کے مطابق انجام دینے میں آزاد ہوں گے (۳۹)۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں امرتسر خاصا پرسکون رہا اور یہاں کوئی مسلح جدوجہد نہ ہوئی (۴۰) تاہم حضرت تنھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری سوچ اور ان کے تمام جذبات علمائے دہلی اور مجاہدین آزادی کے ساتھ تھے خصوصاً حضرت آزردہؒ اور مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ تھا۔چنانچہ دہلی سے اکثر مجاہدین جعفر کوٹ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے رہتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کو پناہ مہیا فرماتے تھے اور کھانا، کپڑا اور دیگر ضروریات فراہم کرتے تھے۔

مرزا رمضان علی شاہ عرف برجیس قدر لکھنؤ کے شہزادے تھے۔مئی ۱۸۵۷ء میں جب یہ دس برس کے تھے ان کو ان کی والدہ حضرت محل کی سرکردگی میں جو آزادی کی پرجوش نقیب تھیں ان کے والد سلطان واجد علی شاہ م ۱۸۸۷ء کی معزولی کے بعد تخت نشین کر کے جنگ آزادی کا آغاز کیا گیا۔اس طرح مرزا رمضان علی شاہ کم سنی ہی میں تحریک آزادی کے

Marfat.com

مجاہد بن گئے تھے اور انکی تخت نشینی کے دور میں جو بہت قلیل تھا بعض بڑے بڑے انگریز افسروں کو قتل کیا گیا تھا پھر شکست کے بعد انکے والد سلطان واجد علی شاہ انگریزوں کی دی ہوئی سہولیات کی بنا پر کلکتہ میں مقیم ہو گئے تھے لیکن انکی والدہ حضرت محل انگریز کے آگے نہ جھکیں اور اپنے بیٹے مرزا رمضان علی شاہ کو ساتھ لیکر نیپال ہجرت کر گئیں (۴۱)۔ پھر جب مرزا رمضان علی جوان ہوئے تو بھیس بدل کر کلکتہ اپنے والد سے ملنے جاتے تھے اور پھر نیپال واپس ہو جاتے تھے۔ اس دوران اور پھر اپنے والد کی وفات ۱۸۸۷ء کے بعد بھی وہ حضرت ننھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی وفات ۱۹۰۰ء تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جعفر کوٹ آتے تھے اور ایک ایک ماہ تک رہتے تھے۔ مرزا رمضان علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپکے پاس مولوی سیّد احمد اللہ شاہ مدراسی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۸۵۸ء اور مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے آتے تھے (۴۲)۔ مولانا فضل حق خیر آبادی لکھنؤ میں صدر الصدور رہے تھے اور وہاں آزادی کی شمع انہوں نے جلائی تھی (۴۳) جبکہ سیّد احمد اللہ شاہ مدراسی رحمۃ اللہ علیہ دکن کے سابق شہزادے تھے، لکھنؤ میں آزادی کے ہیرو تھے (۴۴) اور جنگ آزادی کے آغاز سے پہلے حضرت ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا کرتے تھے (۴۵)۔

اس نام کا ایک اور شخص سیّد رمضان علی شاہ ضلع گوڑگانوں (مشرقی پنجاب) کا رہنے والا تھا۔ وہ اپنے بارہ (۱۲) دوستوں کے ساتھ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے نکلا۔ سب نے عہد کیا کہ ہم میں سے جب تک ہر ایک سترہ انگریزوں کو قتل نہیں کرے گا دم

Marfat.com

نہیں لے گا۔ چنانچہ یہ سب دہلی کے قرب وجوار میں پھیل گئے۔ واردات کرتے اور چھپ جاتے البتہ سیّد رمضان علی وہ واحد شخص تھا جس نے عہد پورا کیا اور بڑے بڑے سترہ انگریز افسر قتل کئے۔ جب انگریزوں کی حکومت مستحکم ہوگئی تو اسے پناہ ملنا محال ہوگیا۔ چنانچہ وہ قصبہ میرووال تحصیل شاہدرہ ضلع سیالکوٹ کے بزرگ حضرت سیّد فقیر اللہ شاہ رضوی مشہدی قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۶۲ء ــــ ۱۹۰۶) کی خدمت میں حاضر ہوا جو کچھ عرصہ میرووال رہے تھے مگران کا مزار موضع بدّو ملّی میں ہے۔ انہوں نے سیّد رمضان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دوست ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موضع جعفر کوٹ بھیج دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''غازی'' کا لقب دیا اور اپنے پاس ٹھہرایا۔ چنانچہ وہ ایک ایک ماہ رہتا تھا پھر چلا جاتا تھا اور کچھ عرصہ بعد پھر آجاتا تھا (۴۶)۔

ایک دفعہ حکومت کو پتہ چل گیا تو تھانیدار اسے گرفتار کرنے آیا۔ حضرت ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سید رمضان علی شاہ سے فرمایا ''میرے حجرے میں چلے جاؤ'' تھانیدار نے کہا یہ آدمی ہمیں مطلوب ہے حجرے میں جانے کی اجازت دی جائے''۔ فرمایا ''جاؤ اگر ملتا ہے تو گرفتار کرلو'' تھانیدار نے مکمل تلاشی لی مگر چھوٹے سے حجرے میں رمضان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نہ ملا۔ پریشان ہوکر باہر نکلا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر لوٹا تو دیکھا کہ رمضان علی شاہؒ حضرت ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ اسے ہتھکڑی لگانے لگا تو بڑی کوشش کی مگر جونہی ہتھکڑی لگاتا تو وہ کھل جاتی بالآخر حضرت ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

ایک نگاہ غضب ڈالی تو تھانیدار بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ ہوش آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خوب پیٹا اور فرمایا ''جاؤ مثلیں پھاڑ دو اور ریکارڈ تلف کردو۔ رمضان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے پھر نہ آنا۔'' چنانچہ تھانیدار پر اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ اس نے تھانے میں موجود رمضان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سب ریکارڈ تلف کر دیا اور گورنمنٹ کو لکھ بھیجا ''اس علاقے میں مطلوب رمضان شاہ رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہے''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رمضان شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا ''اب جہاں چاہو رہو کچھ فکر نہیں''۔ یہ رمضان شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۹۰۰ء تک آپ کے پاس آتا رہا (۴۷) اور ازاں بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی ۱۹۴۶ء تک آتا رہا۔ یہاں تک کہ سو (۱۰۰) سال کی عمر میں فوت ہوا (۴۸)۔

حضرت ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انگریزی دور میں ۱۸۴۹ء سے اپنی وفات سے ۱۹۰۰ء تک اکاون (۵۱) سال گزارے جو نصف صدی ہوتے ہیں۔ س دوران امرتسر میں بہت سے ڈی سی آئے اور روایت یہ تھی کہ ہر نیا ڈی سی پہلے جعفر کوٹ حاضر ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کرتا تھا پھر اپنے دفتر میں جا کر کرسی پر بیٹھتا تھا۔ وجہ یہ کہ ممتاز عالم حق گو ہونے کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ فقر اور ولایت کی ننگی تلوار بھی تھے اور انگریز ڈی سی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے اس پہلو کے از حد قائل تھے۔ چنانچہ وہ سب حاضر ہوتے تھے تو ٹوپ اتار کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں رکھ دیتے تھے اور خود دست بستہ کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کا یہ حسن عقیدہ جن متواتر واقعات کی بنا پر پختہ ہوا اُن

Marfat.com

میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ ایک ڈی سی بے اولاد تھا۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا پائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اولاد دے دی پھر جب تک یہاں رہا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلام کو باقاعدہ آتا رہا۔

۲۔ ایک نیا ڈی سی دورہ پر نکلا موضع رائے پور کلاں کے ڈاک بنگلہ پر ٹھہرا تو دیگر اہلکاروں (نمبردار، سفید پوش، ذیلدار) کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کیا کہ آکر مالیہ کے حسابات دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب بھیجا کہ ''درویش افسروں کی حاضری سے مستثنیٰ ہے حساب لینا ہے تو یہاں آکر لے لیں''۔ وہ ناراض ہوگیا اور کہا ''ہم تمہیں ڈس مس کر دیں گے''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تک یہ بات پہنچی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب بھیجا۔ ''صاحب! تم نے ہم کو کیا ڈس مس کرنا ہے۔ ہم نے تمہیں ڈس مس کر دیا ہے''۔ چنانچہ وہ علاقہ جات کا ایک ہفتہ کا دورہ مکمل کر کے جب شہر امرتسر اپنے آفس میں داخل ہوا تو اس کے میز پر وائسرائے ہند کا تار پڑا تھا کہ لندن میں تمھاری بیوی فوت ہوگئی ہے اور بچوں کا کوئی محافظ اور نگران نہیں ہے لہٰذا تمہاری انڈین سروس ختم کی جاتی ہے تم فوراً انگلینڈ جاؤ۔ اس وقت اسے حضرت ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات یاد آئی۔ فوراً حاضر ہوا اور معافی مانگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب جاؤ تمھارا یہاں رکنا ٹھیک نہیں۔ البتہ وہاں تمھارے حالات درست ہو جائیں گے''۔ چنانچہ اس ڈی۔سی نے آفس ریکارڈ (Log Book) میں سرخ سیاہی سے نشان زدہ (Red Mark) کر کے یہ لکھا۔ ''اجنالہ کے گاؤں جعفر کوٹ کے حضرت ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے ولی اللہ ہیں ان کی مرضی کے بغیر کوئی ڈی۔سی

Marfat.com

یہاں نہیں رہ سکتا لہٰذا میری نصیحت ہے کہ ہر آنے والا ڈی۔ سی پہلے ان کو سلام کرے اور ان سے دعا لے پھر دفتر میں اپنا کام شروع کرے" (۴۹)۔

۳۔ ایک دفعہ ایک ڈی۔ سی نے کسی دوسرے علاقے کے پٹواری کو موضع رائے پور کلاں بھیج دیا جہاں حضرت نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پٹواری تھے اور حضرت نتھے شاہ صاحب کا تبادلہ کسی اور جگہ کر دیا۔ جب وہ پٹواری آپ رحمۃ اللہ علیہ سے چارج لینے آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ایک رات ٹھہر جاؤ۔" رات کو وہ سویا تو اسے خواب میں خوب مار پڑی۔ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ علاقہ اور اسکی پٹوار ہم نے حضرت نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دی ہے تم کسی اور جگہ چلے جاؤ"۔ اس نے صبح ڈی۔ سی کو جا کر یہ واقعہ سنایا اور کسی اور جگہ تقرری کروالی۔ ازاں بعد نہ کسی اور پٹواری کی یہاں تقرری ہوئی اور نہ حضرت نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تبادلہ (۵۰)۔

الغرض حضرت نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کی بڑی قد آور اور مؤثر شخصیت تھے اور اپنے پرائے سب پر ان کا سکّہ چلتا تھا۔ ان کی شہرت ان کی ہیبت اور ان کی نیکی و بہبود کاری کا اثر دور دور تک تھا اور ان کے چشمہ فیض سے ہر خورد و کلاں اور ہر مستحق اور غیر مستحق نے فیض پایا۔ آپ کا مزار شریف موضع رائے پور کلاں نزد موضع جعفر کوٹ میں دریائے راوی کے کنارے ہے۔ جبکہ دریا کے مقابل کنارے پر بدوملہی کا گاؤں واقع ہے جو پاکستان میں ہے۔ اس مقام پر دریائے راوی پاکستان

Marfat.com

اور بھارت کے درمیان حد فاصل ہے (۵۱)۔

(۵) حضرت مولانا سیّد عطا محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء ـــــ ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)

درس میاں وڈا لاہور سے حضرت مولانا حافظ احمد الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین سے حفظِ قرآن کیا۔ علوم دینیہ کچھ لاہور سے اور کچھ اپنے والد حضرت نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ مڈل پاس کیا اور پھر وثیقہ نویسی کے امتحان میں اوّل آئے اور رئیس رمداس سر جوگندر سنگھ کی ریاست کے مختارِ عام (Autorny General and General Manager of the State) ہو گئے۔ والد سے بیعت اور مجاز تھے۔ چلّہ کشی بھی کی تھی۔ صاحب تاثیر شیخ طریقت اور مقبول عالم دین تھے۔ دن کو ڈیوٹی کرتے اور رات کو کسی گاؤں میں تبلیغ کے لیے چلے جاتے۔ خوبصورت اور جاذب وعظ کرتے تھے۔ بڑے سوز سے مولوی غلام رسول کی "احسن القصص" پڑھتے تھے۔ بے شمار سکھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر مشرّف بہ اسلام ہوئے (۵۲)۔

قطب الارشاد، قیوم زمان حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء ـــــ ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء) حضرت مولانا سیّد عطا محمد علیہ الرحمتہ کے فرزند ارجمند تھے (۵۳)۔

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جان حضرت بابا نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

Marfat.com

دو فرزند تھے:

(i) سیّد نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ (ii) سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ

سیّد نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے بیٹے تھے شادی کے بعد فوت ہو گئے۔ چنانچہ ان کی بیوہ سیّدہ رحیم بی بی۔ بنت حضرت مولانا پیر نظام الدین قادری نوشاہی شیر گڑھی (۱۸۳۱ء۔۱۹۳۵ء) موضع جگدیو خورد تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کے ساتھ دوسرے فرزند سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شادی کر دی گئی۔ سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سیّدہ رحیم بی بی رحمۃ اللہ علیہا سے تین فرزند پیدا ہوئے۔

(i) سیّد عبدالکریم (ii) سیّد عبدالعزیز

(iii) اور سیّد عبدالرحیم

جن میں سے دوسرے اور تیسرے فرزند بچپن میں فوت ہو گئے اور بڑے فرزند عبدالکریم جو علم اور فقر دونوں کے جامع تھے بہ عمر ۱۸ سال گھوڑے پر سے گر کر فوت ہو گئے (۵۴)۔ اس صورت حال کو دیکھ کر سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ نہایت پریشان ہو گئے کہ کوئی وارث نعمت نہیں رہا اور اپنے والد گرامی حضرت تھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دُعا کی درخواست کی۔

قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت

یہ جنوری ۱۸۹۵ء اور رجب ۱۳۱۲ھ کے مبارک مہینے کی کوئی رات تھی جب حضرت

Marfat.com

قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی گود میں ایک بچے کو اٹھائے ہوئے تھے جو بشکل آفتاب تھا اور اس کی شعاعیں تمام جہان کو منور کر رہی تھیں۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وہ بچہ حضرت سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں ڈال دیا اور فرمایا: ''یہ میرا بیٹا ہے مگر میں اسے تمہیں دیتا ہوں۔'' اس بچے نے اس جہان آب وگل میں ۱۲ رجب ۱۳۱۲ھ مطابق ۹ جنوری ۱۸۹۵ء بروز بدھ ظہر کے وقت قدم رکھا اور اپنے دادا جان حضرت ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نام پایا (۵۵)۔

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ جڑواں پیدا ہوئے تھے

محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک اور بھائی محمد فقیر اللہ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئے تھے جو محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت زیادہ صحت مند اور طاقتور تھے لیکن وہ کچھ عرصہ بعد بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کی وفات اور حضرت سید عطا محمد کی دوسری شادی

محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ سوا سال کے ہوئے تو اپریل ۱۸۹۶ء میں آپ کی والدہ ماجدہ رحیم بی بی فوت ہو گئیں۔ حضرت سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی پرورش کے لئے موضع رمداس تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کے قریشی ہاشمی خاندان کے ایک بزرگ حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کی دختر نیک اختر سیّدہ ھاجرہ بی بی سے اپنی دوسری شادی کر لی۔

ولادت محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ و وفات سید عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا مدفن

اس خاتون سے محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے بھائی محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ/ یکم نومبر ۱۸۹۹ء کو صبح سحری کے وقت پیدا ہوئے لیکن محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے متصل ہی سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۳۶ سال عمر پا کر خود جہان فانی سے گزر گئے۔ اس وقت وہ قصبہ رمداس میں اپنے سسرال میں تھے چنانچہ وہیں مدفون ہوئے (۵۶)۔

سوتیلی والدہ سیدہ ھاجرہ بی بی کی دوسری شادی

حضرت سیّدہ ھاجرہ بی بی نے پانچ سال بیوہ رہنے کے بعد حضرت برکت علی شاہؒ بن محکم دین ہاشمی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۴۸ء (خلیفہ خواجہ عبد الخالق رحمۃ اللہ علیہ ، جہان خیلاں شریف) کے ساتھ جو موضع ککڑ نز د رمداس کے رہنے والے تھے، دوسری شادی کر لی۔

وفات حضرت سید نتھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید بدر دین رحمۃ اللہ علیہ

ذی الحجۃ ۱۳۱۷ھ/ ۳۰ اپریل ۱۹۰۰ء کو حضرت سیّد نتھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی نوّے (۹۰) سال عمر پا کر واصل حق ہو گئے (۵۷)۔ ایک سال بعد ان کے بڑے بھائی سیّد بدر دین (۱۸۰۰ء ـــــ ۱۹۰۱ء) بھی ایک سو ایک سال عمر پا کر ۱۹۰۱ء میں فوت ہو گئے (۵۸)۔

چنانچہ شاندار خاندانی پس منظر کے ساتھ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ پر ولادت

Marfat.com

کے بعد پے بہ پے جانکاہ صدمے ٹوٹے اور والدہ، والد، دادا جان اور دادا جان کے بڑے بھائی، یکے بعد دیگرے یہ سب سہارے چھوٹ گئے اور آپ چھ سال کی عمر میں زندگی کی وسعتوں میں تگ ودو کرنے کے لئے اور مشکلات سے نبرد آزما ہونے کے لئے تنہا رہ گئے تھے۔

حضرت مولانا سید عطا محمد کی کل اولاد

حضرت مولانا سید عطا محمد قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھ بیٹے بیٹیاں تھیں جن میں سے بعض کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور بعض کا ذکر نہیں ہوا۔ ان سب کا ذکر اور ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) سیّد عبد الکریم رحمۃ اللہ علیہ (۲) سیّد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

(۳) سیّد عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ (۴) سیّد محمد فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵) سیّد محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۶) سیّد محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ

جبکہ دو بہنوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) سیّدہ زینب بی بی رحمۃ اللہ علیہ (۲) سیّدہ روشن بی بی رحمۃ اللہ علیہ (۵۹)

اور جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے تین بھائی آپ کی پیدائش سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور چوتھے بھائی سیّد محمد فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئے تھے تین ماہ عمر پا کر چل بسے تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی سیّد محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۹۹ء ـــــ ۱۹۵۷ء) جو دوسری والدہ سے تھے اور

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں چار سال چھوٹے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے اور ۵۸ سال عمر پا کر ۱۹۵۷ء میں فوت ہوئے (۶۰)۔ بہنوں میں سے سیّدہ زینب بی بی (۱۸۸۴ء ---- ۱۹۶۱ء) آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں گیارہ سال بڑی تھیں اور انہوں نے ہی آپ کو اور دوسرے بھائی سیّد محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو والدہ کا کردار ادا کر کے پرورش کیا تھا۔ ان کی شادی چونڈہ دیوی ضلع امرتسر کے نامور بزرگ اور رئیس حضرت امام علی قریشی کے پوتے حضرت مولانا حرمت علی قریشی (۱۸۸۲ء ---- ۱۹۷۰ء) کے ساتھ ہوئی تھی جبکہ سیّدہ روشن بی بی رحمۃ اللہ علیہ ۔ (۱۸۸۰ء ---------- ۱۹۲۰ء) کی شادی جگد یو خورد (امرتسر) کے حضرت پیر نظام الدین قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے پوتے حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۸۰ء ---- ۱۹۵۷ء) کے ساتھ ہوئی۔ لیکن وہ تین بچوں کی ولادت کے بعد فوت ہو گئیں اور زیادہ عمر نہ پائی اور واضح رہے کہ سیّدہ زینب بی بی رحمۃ اللہ علیہ اور سیّدہ روشن بی بی رحمۃ اللہ علیہ کی شادیاں حضرت بابا نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپریل ۱۹۰۰ء میں اپنی وفات سے پہلے ہی کر دی تھی (۶۱)۔

حضرت مولانا سید عطا محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے آپ کے سسرالی قصبہ رمداس ضلع امرتسر (بھارت) میں عام قبرستان میں ہے (۶۲)۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۶۱ء مدفون گجرات پنجاب/کتاب فاروقِ طریقت تصنیف حضرت مولانا سید محمد یوسف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ،حبیب اکیڈمی، 63/B سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ، جولائی ۱۹۹۰ء، ص:۹

۲۔ کتاب فاروق طریقت، ص:۱۹۔۲۰/گفتگو فاروق طریقت حضرت مولانا سید محمد یوسف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ/گفتگو صوفی محمد انور جلال پور جٹاں گجرات

۳۔ کتاب فاروق طریقت، ص:۹۔۱۰/ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ۱۱۔اکتوبر تا ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء، جلد ۵ شمارہ ۲۵۔۲۶، مدیر ایم زمان کھوکھر، ص:۵

۴۔ ''موضع جعفر کوٹ میں دہلی سے آکر آباد ہوئے تھے'' (کتاب فاروق طریقت، ص:۹)/گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ/ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر میں سہواً درج ہو گیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان مغلیہ خاندان کے دور اول میں برصغیر میں وارد ہوا (ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص:۵) جبکہ صحیح یہ ہی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان شہاب الدین غوری کے ساتھ برصغیر میں وارد ہوا اور دہلی میں قیام پذیر ہوا۔ اور یہ بات کتاب فاروق طریقت ص:۹۔۱۰ پر

Marfat.com

درج ہے۔

۵۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص:۵/ کتاب فاروق طریقت ص:۱۰

۶۔ کتاب فاروق طریقت، ص:۱۰/ ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص:۵/ بعض لوگوں نے حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے نسب کو موضع جعفر کوٹ میں مدفون ایک پرانے بزرگ سید محمد جعفر شاہ عرف بابا گھڑیالی شاہ سے جوڑنے کی کوشش کی ہے جو صریحاً غلط ہے۔ تحقیق سے واضح ہوا ہے کہ سید محمد جعفر شاہ تین بھائی تھے۔

(i) بابا گھڑیالی شاہ۔ سید محمد جعفر شاہ۔ مدفون جعفر کوٹ

(ii) بابا جمالی شاہ۔ سید جمال الدین شاہ۔ مدفون نہرے دا تھیہہ، ضلع شیخوپورہ

(iii) بابا دھالی شاہ۔ سید ناصر شاہ۔ مدفون بدوملہی

حضرت سید محمد جعفر شاہ صاحب کی اولاد نہیں تھی اور نہ جعفر کوٹ گاؤں میں کسی زمانے میں ان کے کوئی رشتہ دار یہاں تھے۔ اس تحقیق کے معتبر راوی متعدد لوگ ہیں مثلاً تاج دین نمبردار رحمۃ اللہ علیہ، محمد حسین جعفر کوٹی رحمۃ اللہ علیہ، منشی فیض احمد فیض رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ

۷۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص:۵

۸۔ ''حضرت داتا گنج بخش کے ماموں تاج الاولیاء کی اولاد میں سے ہیں'' ہفت

Marfat.com

روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص: ۵) / کتاب فاروق طریقت، ص: ۹۔

۱۰/ ''علامہ اقبال حضرت تاج الاولیاء کے مزار پر حاضر ہوئے تھے'' (کتاب سیر افغانستان، تصنیف سید سلیمان ندوی، لاہور......۱۹۹۵)

۹۔ کتاب فاروق طریقت، ص: ۱۰

۱۰۔ ''دہلی میں سکونت اختیار کی'' (ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص: ۵)

۱۱۔ یہ نام کاغذات مال میں ہے حقیقی نہیں۔

۱۲۔ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ دہلی میں ان کی اولاد تا حال موجود ہے۔ ۱۹۵۸ء میں اس خاندان کے ایک فرد سید محمود شاہ دہلی سے ٹرانسفر کروا کے پاکستان آئے تھے۔ وہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں انسپکٹر تھے۔ وہ صرف جعفر کوٹ کے سادات کے بعض بزرگان خانوادہ سے ملنے کیلئے پاکستان آئے تھے۔ چنانچہ وہ پاکستان میں تعیناتی سے پہلے راقم کے سامنے حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کو گجرات، پنجاب آ کر ملے تھے۔ ازاں بعد وہ پہلے کوئٹہ اور پھر لاہور متعین ہوئے تھے۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے برادر زادے سید مقبول احمد صدیقی اور میاں عزیز الدین سے ملتے رہے لیکن پھر اکتا کر ٹرانسفر کروا کے دہلی واپس چلے گئے کیونکہ وہ جس جذبۂ اخلاص و محبت سے رشتہ داروں سے ملنے آئے تھے انہیں یہاں اس کا مثبت جواب

Marfat.com

نہ ملا۔ دہلی کو واپس جانے سے پہلے بھی وہ گجرات حاضر ہو کر حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام کرنے آئے تھے۔ (راقم)

۱۴۔ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص:۵/ کتاب فاروق طریقت، ص:۱۰/ گفتگو حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۶۱ء اور ۱۹۷۶ء میں ان مقامات کا ذاتی سفر (راقم)

۱۶۔ ۱۹۷۶ء میں ان مقامات کا ذاتی سفر اور متولی درگاہ عالیہ فقیر خاندان سے ملاقات اور گفتگو (راقم)

۱۷۔ کتاب فاروق طریقت، ص:۱۰/ ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص:۵

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ گفتگو سیدہ رسول بی بی رحمۃ اللہ علیہا بنت میاں عمر دین بن میاں بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ برادر بزرگ حضرت سید نتھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ بہ سال ۱۹۵۸ء/ رسول بی بی بنت کرم بخش نمبردار جعفر کوٹ بہ سال ۱۹۶۲ء

۲۰۔ ''دسمبڑ یال میں آپ کا درس پورے پنجاب میں ایک امتیازی شان کے ساتھ قریباً دو سو سال تک جاری رہا'' (ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد، ص: ۵) / کتاب میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ، تالیف پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت

Marfat.com

برکاتہ، طبع گوجرانوالہ ۱۹۸۱ء، طبع جدید ھذا، مضمون سفر کشمیر: آخری صفحہ اور اس کا حاشیہ نمبر ۴۳/ ''حضرت سید احمد شاہ قادری کا مزار چوکھنڈی میں ہے'' (گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ و تاج دین نمبردار و محمد حسین جعفر کوٹی)/ ''چوکھنڈی میں چار مزارات ہیں'' (گفتگو محمد حسین مرحوم جعفر کوٹی مدفون مانگٹ نارووال، گفتگو رسول بی بی زوجہ محمد حسین و دیگر معتبر راویان) / چوکھنڈی میں مذکورہ چار مزارات مغرب سے مشرق کی طرف حسب ذیل ہیں:

(i) مزار حضرت سید بابا بوڑھ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(چوکھنڈی میں مغرب کی سمت پہلا مزار۔ اس کے سرہانے ایک بوڑھ کا قدیم درخت ہے)

(ii) مزار حضرت سید بابا احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

(iii) مزار حضرت سید بابا اللہ لوک قادری رحمۃ اللہ علیہ

(iv) یہ کسی غیر معروف بزرگ کا مزار ہے۔ بعض کے نزدیک بابا گھڑیالی شاہ کا مزار ہے لیکن اکثر روایات یہ ہیں کہ بابا گھڑیالی شاہ کا مزار جعفر کوٹ گاؤں سے باہر درختوں کے ایک جھنڈ میں واقع ہے جبکہ بعض لوگ غلطی سے اس چوکھنڈی کو خانقاہ بابا گھڑیالی شاہ کہتے ہیں۔

حضرت سید بابا بوڑھ شاہ رحمۃ اللہ علیہ پرانے بزرگ ہیں اور جلالی ہیں۔ ان کا

Marfat.com

تعلق سادات جعفر کوٹ کے ساتھ نہ از روئے نسب ہے نہ از روئے طریقت۔ ان کے مزار کو چھوڑ کر دیگر دو (۲) مزارات سادات جعفر کوٹ کے ہیں (گفتگو مذکورہ بالا راویان) / چوکھنڈی اور مزارات کی تصویر منسلک ھٰذا ہے اور کتاب کے آخر میں بھی لگائی گئی ہے۔

۲۱۔ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ / گفتگو سیدہ رسول بی بی بنت میاں عمر دین ولد میاں بدرالدین

۲۲۔ گفتگو ڈاکٹر محمد عالم مرحوم / گفتگو قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ و دیگر راویان

۲۳۔ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ لاہور کے اولیائے سہرورد، ص: ۲۸۶، ۲۸۸ / گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ کتاب فاروق طریقت، ص: ۱۱-۱۲ / اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانشگاہ پنجاب لاہور ۱۹۷۲ء............۳:۱۳۹ لفظ ''احمد شہید سیّد رحمۃ اللہ علیہ'' / گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ / گفتگو حضرت فاروق طریقت رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ کتاب فاروق طریقت، ص: ۱۱-۱۲، گفتگو حضرت سیّد محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ / گفتگو حضرت سیّد محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ و گفتگو حضرت سیدہ رسول بی بی بنت میاں محمد عمر دین بن میاں بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ جعفر کوٹی

Marfat.com

۲۸۔ کتاب فاروق طریقت، ص:۱۲/ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ گفتگو قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ / گفتگو سیدہ رسول بی بی بنت میاں عمر دین/ گفتگو محمد حسین جعفر کوٹی ٹم مانگٹ/ گفتگو ڈاکٹر محمد عالم/ ملاحظہ فرمائیے حاشیہ نمبر ۲۰

۳۰۔ کتاب لاہور کے اولیائے سہرورد، ص:۸۶، ۸۸/ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ

۳۱۔ کتاب باغی ہندوستان، ص:۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۱/ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ

۳۲۔ کتاب باغی ہندوستان، ص:۲۶

۳۳۔ باغی ہندوستان، ص:۱۵۷، ۱۶۲/ کتاب ''گل رعنا'' تصنیف العلامہ فضل حق خیر آبادی ص:ص:۳۱۶، ۶۷۔۷۳

۳۴۔ کتاب فاروق طریقت، ص:۱۳/ گفتگو قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ کتاب فاروق طریقت، ص:۱۴/ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۱، ص:۱۱۲ لفظ ''سکھ'' /گفتگو حضرت قطب الارشادؒ /گفتگو حضرت فاروق طریقت رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ پنجاب ڈسٹرکٹ گزیٹرز، جلد امرتسر ڈسٹرکٹ ۱۹۱۴ء، طبع لاہور ۱۹۹۵ء مقبول اکیڈمی ص:۲۱/ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔ باغی ہندوستان، ص:۱۴۸/ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۔ گفتگو قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص:۶

Marfat.com

۴۰۔ تاریخ پنجاب، ص:۵۷۹، ۵۸۰/ امپیریل گزیٹر آف انڈیا، پنجاب ضلع امرتسر، ج ۲ص:۴۵

۴۱۔ باغی ہندوستان، ص:۲۱۳، العلامہ فضل حق الخیر آبادی، ص: ۱۲۲/ ۱۸۵۷ء کا سیاسی جائزہ، ص:۵۷، ۶۳، ۶۷، ۸۱/ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۳:۵۱۸، لفظ ''اودھ''

۴۲۔ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۴۳۔ العلامہ فضل حق الخیر آبادی، ص:۱۲۰، ۲۱۰/ باغی ہندوستان، ص:۲۱۳

۴۴۔ ۱۸۵۷ء کا سیاسی جائزہ، ص:۵۷

۴۵۔ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۴۶۔ گفتگو حضرت فاروق طریقت رحمۃ اللہ علیہ

۴۷۔ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۴۸۔ کتاب سعید ازل تصنیف حضرت مولانا سید محمود یوسف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ / گفتگو حضرت فاروق طریقت رحمۃ اللہ علیہ

۴۹۔ کتاب فاروق طریقت، ص:۱۷۔۱۸

۵۰۔ کتاب فاروق طریقت، ص:۱۸

۵۱۔ گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ/ گفتگو حضرت فاروق طریقت رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

۵۲۔ کتاب فاروق طریقت، ص:۱۸۔۱۹/گفتگو حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

۵۳۔ کتاب فاروق طریقت، ص:۱۹

۵۴۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص:۶

۵۵۔ ایضاً

۵۶۔ ایضاً

۵۷۔ ایضاً

۵۸۔ ایضاً

۵۹۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص:۷

۶۰۔ گفتگو حضرت سید مقبول احمد بن حضرت سید محمد حمید اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ / بیاض قلمی حضرت مولانا حرمت علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

۶۱۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات قطب الارشاد نمبر، ص:۷

۶۲۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات، ص:۶

Marfat.com

قطب الارشادؒ کے سوانح وشخصیت

Marfat.com

حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہ

سوانح و شخصیت

اجمالی کوائف

نام

سید محمد حبیب اللہ، کنیت: ابوالعالم، عرف: مولوی صاحب گجرات والے۔

عرش مجید پر حبیب الرحمٰن اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مولوی صاحب گجرات والے کہہ کر یاد کیا گیا۔

پیدائش

بدھ ۱۳ رجب ۱۳۱۲ھ/ ۹ جنوری ۱۸۹۵ء: موضع جعفر کوٹ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر۔

وفات

جمعرات ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ/ ۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء

جائے وفات و مدفن

وفات و مدفن و مزارِ پرانوار شہر گجرات پنجاب المعروف آستانہ عالیہ حبیبیہ، نیو مسلم آباد۔

Marfat.com

ہجرت پاکستان

ہجرت برائے پاکستان بدھ ۱۹ رمضان ۱۳۶۶ھ/ ۶ اگست ۱۹۴۷ھ

خاندان

خاندان سادات حسنی۔ والد مولانا سید عطاء محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ متوفی ۱۸۹۹ء عالم دین وثیقہ نویس ومختار عام رئیس رمداس۔ داداجان شجرہ العلوم مولانا حافظ سید سکندر شاہ معروف بہ نتھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۰۰ء، مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی اور مولانا فضل حق خیرآبادی کے ممتاز شاگرد، سلسلہ عالیہ قادریہ وسہروردیہ کے نہایت بااثر شیخ طریقت۔

تعلیمی کوائف

۱۔ علوم دین، عربی وفارسی زبان وادب از بحر العلوم مولانا محمد عالم آسی امرتسریؒ متوفی ۱۹۴۴ء، مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۵۴ء۔

۲۔ سند اجازہ مرویات صحاح ستہ علی المشکوٰۃ از صدر الفاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۴۸ء۔

۳۔ ڈگری منصب پادری لائی سینٹی ایٹ ان ڈیوٹی از چرچ سیمزی سکول (G.T.S) موضع کھوکھر کی گوجرانوالہ۔ استادِ تدرس ایڈورڈ نمایا ہیڈ ماسٹر چرچ مشن اینگلو ورنیکلر مڈل سکول مجیٹھہ ضلع امرتسر ۱۹۱۲ء

۴۔ ڈگری بشپ شپ: ڈاکٹریٹ ان ڈیونٹی کیمرج یونیورسٹی لندن سنٹر امتحان۔ مرکزی چرچ شہر امرتسر (بھارت) استاد الیس مرکیڈ وسال ۱۹۱۵ء

Marfat.com

امتیاز گولڈ میڈلسٹ

۵۔ میٹرک ۱۹۱۴ء، ایم۔اے۔او۔ہائی سکول امرتسر تقریری مقابلوں میں اوّل۔

۶۔ الیف۔اے ۱۹۱۶ء پرائیویٹ: تاریخ یورپ مفصل خاص مضمون۔

۷۔ تدریس کا پیشہ ورانہ امتحان جے۔اے۔وی از اسلامیہ کالج لاہور/سنٹرل ٹریننگ کالج، لاہور، سال ۱۹۱۷ء امتیاز اول۔

تدریس

جون ۱۹۱۷ء میں خود نواب سر فضل علی مرحوم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زمیندارہ ہائی سکول گجرات (پنجاب) میں لے گئے آغاز مشاہرہ ساٹھ (۶۰) روپے ماہوار جو اس زمانے میں لیکچرار کا گریڈ تھا۔ مضمون تدریس: ''انگریزی زبان'' زمانہ تدریس ''۱۹۱۷ء ----- ۱۹۴۶ء''، ۲۹ سال

بیعت طریقت

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ میں ۱۹۱۴ء میں از ابوالہاشم خواجہ محمد مصطفیٰ، محبوب عالم توکلی سیدوی صاحبِ ''ذکر خیر'' متوفی ۱۹۱۷ء، اجازت وخلافت ۱۹۱۶ء۔

نعمت تامہ

ارشاد شیخ بوقت وفات ''ماںھ دیگاں پکائیاں تے تُسی ورتاؤ'' (میں نے دیگیں پکائیں آپ انہیں بانٹیں)

Marfat.com

دیگر اجازات اور اجتماع ترک وسلاسل

آپ کو اکابر مشائخ وقت نے اپنی گراں قدر نسبتوں سے نوازا اور اکابر متقدمین نے بہ طریق اویسی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فیضان تفویض کیا چنانچہ۔

(i) نسبت قادریہ سہروردیہ

۱۹۱۸ء مجاز از حضرت قاضی سلطان محمود ساکن اعوان شریف متوفی ۱۹۱۹ء۔

(ii) نسبت چشتیہ

۱۹۱۸ء مجاز از حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۳۷ء۔

(iii) نسبت نقشبندیہ مجددیہ زبیریہ

۱۹۲۰ء از حضرت میاں شیر محمد شرقپوری متوفی ۱۹۲۸ء بر موقعہ عرس مکان شریف، ارشاد حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

''واہ! مردا!۔۔۔اج اوہ دِن اے کہ دنیا شیر محمد ول ویکھدی اے تے ادھا گھنٹہ ہو گیا اے کہ شیر محمد تیرے ول دیکھ رہیا اے۔ تیرا دادا پیر نور تیرا پیر نور تے توں نور، ساڈے کولوں وی حصہ لے جا۔''

پھر بغل گیر کر کے نسبت القاء کی اور اپنی تسبیح عنایت فرمائی۔

Marfat.com

اویسی فیض

ا۔ روح مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے۔

۲۔ سیال شریف حاضر ہوئے۔ واپس ہوئے تو شدید بخار چڑھ گیا بے ہوشی کے عالم میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ فرمایا:

مولوی صاحب! فکر نہ کرو۔ ایہہ ساڈا فیض اے بخار نہیں، تُسی شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ دے پوتے او تے ساڈے وی پوتے او

۳۔ روح شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجیٹھہ شریف میں حزب البحر کا چلہ کرنے بیٹھے تو شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک تشریف لائی اور فرمایا:

مولوی صاحب! آپ کو میرے جملہ اَوراد و وظائف کی اجازت ہے۔

پھر اپنی نسبت خاصہ تفویض کی۔

۴۔ زمیندارہ ہائی سکول کے عربی کے استاد مولوی محمد ابراہیم مرحوم کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ (قبلہ مولانا سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں مولوی ابراہیم صاحب سے فرمایا:

فرزندی ہرچہ گوید درست است

او را از ما نسبت صحیحہ رسیدہ است

Marfat.com

ترجمہ: میرے فرزند (قبلہ مولانا سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ) جو کچھ کہتے ہیں درست ہے انہیں ہم سے صحیح نسبت پہنچی ہے۔

یہ اوائل کی بات ہے ازاں بعد جملہ اکابر متقدمین کی ارواح طیبہ سے بھرپور فیضان پایا اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور بارگاہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں خاص حضوری شامل حال رہی۔

معاصر اکابر طریقت کی نگاہ میں

ا۔ حضرت سائیں بہار شاہ علیہ الرحمۃ کا قول

اوائل میں جب حضور رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ کی تلاش تھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں سائیں بہار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی گئے۔ وہ ان دنوں راوی کے بیلے میں تھے۔ جب آدھی رات کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تو وہ لالٹین ہاتھ میں لیے اپنی کٹیا کے دروازے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انتظار میں کھڑے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بیعت کے لیے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا:

> مولوی صاحب تہانوں بیعت کرنا میرے وس دا معاملہ نہیں، تہاڈا فیض ہور تھاں اے تے اوہ "جنا" تہانوں آپے مل پوے گا۔ ہن وقت قریب اے۔

گجرات میں سائیں عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کانواں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد

Marfat.com

خاص تھا۔ کانواں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اسے خوب مارتی اور سارے شہر میں بھگا کر بے سدھ کر دیتی۔ جب سائیں عبدالرحیم کوئی چارہ نہ دیکھتا تو قبلہ مولوی صاحب کی چارپائی کے نیچے آکر چھپ جاتا اور کہتا:

یہی وہ واحد جگہ ہے جہاں میں کانواں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سے محفوظ رہتا ہوں۔

۲۔ شیخ طریقت کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق حضرت قاضی سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا:

مولوی صاحب تہاڈا سینہ خواجہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ دے نور نال بھریا ہویا اے تے تہاڈے پیر نے تہاڈے وچ کوئی کسر نہیں چھڈی، گھبراؤ نہیں جھاتی پا کے ویکھو تہاڈا پیر تہاڈے اندر لُک کے بیٹھا ہویا اے، اجے تہانوں پتہ نہیں پر جلدی وقت آئے گا بڑا افضل ہووے گا اک جہان تہاڈے ول ویکھے گا۔

۳۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مولوی صاحب! مانھ عرب وی گھمیا تے عجم وی۔ پر تہاڈے پیر دی شان دا مرد نہیں ویکھیا۔ تُسی نہ گھبراؤ تہاڈے اندر بیٹھا ہویا اے۔ تے مانھ سابق تے حاضر سبھے اولیائے کرام نوں تہاڈے ول متوجہ دیکھناں۔ دسو کی گل اے؟

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: مجھے سب سے محبت ہے۔

فرمایا:

ٹھیک اے پر مینوں معلوم ہوندااے کہ قطبیت دا تاج تہاڈے سرتے رکھیا جاسی۔

۴۔ حضرت محدث علی پوری امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مولوی صاحب گجرات والے نورانی وجود نیں، اوہ گجرات وچ ہون تے میرے ول آون دی لوڑ نہیں، انہاں کول رہناں میرے کول رہن دے برابر اے۔

یہ الفاظ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید محمد اکبر نعت خواں سے فرمائے۔

۵۔ حضرت جماعت علی شاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مولوی صاحب گجرات والے سلسلہ نقشبندیہ دی زینت نیں۔

۶۔ بھائی تاج الدین نمبر دار سے حضرت خواجہ محمود الحسن تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

تاج دین! تیرا پیر بڑا امر داے۔

۷۔ حضرت مولانا محمد عمر بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک موقعہ پر سیدا شریف دیکھا چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

(آپ رحمۃ اللہ علیہ) پر غلبہ حال تھا آنکھیں بند تھیں۔ سبحان اللہ کیا نورانی چہرہ تھا!!

۸۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۱۸ء میں گجرات آئے تو حضرت سائیں کرم الٰہی عرف کانواں والی سرکار آئے اور مدرسہ سے کچھ فاصلہ پر کھڑے ہو گئے۔ جب آپ باہر برآمدے میں آئے تو سائیں صاحب نے دور سے سلام کیا۔ کسی نے سوال کیا: سائیں جی یہ کون ہیں؟ تو فرمایا ''اوئے اوئے، ایہہ جنا ساڈا بادشاہ اے''۔ پھر سائیں صاحب نے دو کدو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تحفہ میں بھیجے، آپ نے پکا کر کھائے۔ باقی ماندہ حضرت اکبر علی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے کھا لیا تو شدید بخار میں مبتلا ہو گئے۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ نہ ہوا۔ صبح حضرت سائیں صاحب نے پتہ کروایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کدو کھا لیے ہیں اور خیریت سے ہیں؟ اور جب معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خیریت سے ہیں تو بے اختیار کہنے لگے:

''بڑا تنکڑا مرد اے میرے کدو ہضم کر گیا۔''

۹۔ حضرت پیر سید عباس علی شاہ بلخی و بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۴۵ء سلسلہ چشتیہ کے اکابر وقت میں سے تھے۔ انہوں نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارش کی: دعا فرمائیں مجھے مقام قلندری عطا ہو۔ پھر حضور کی خدمت میں ایک خط مقام قلندری کی تشریح میں ارسال کیا۔ اس میں بڑی نیاز مندی اور کمال محبت و اخلاص کا ذکر کیا چنانچہ یہ القابات لکھے۔

Marfat.com

سہر درخشانِ فیض، ماہ فروزان فضل۔ حضرت پیر حبیب، شمع راہِ اتقا، راہبر راہِ وصول، سہر سپہر قبول، بالغِ امر رسول ﷺ۔ سُردَم چشم حیا، بملاحظۂ عظیم البرکت، العالم الفاضل، جامع المحاسن والمحبت، غریق بحرالمشاہدۃ، محی سنن الشریعۃ۔ ماحی رسوم الشرک والبدعۃ، واصل باللہ، حبیب اللہ الحبیب صاحب(۱)

پھر آخر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دو دعائیہ اشعار اپنے اثر طبع سے لکھے جو یہ ہیں:

ہلہ پیوستہ سیرت سبز، لبت خنداں باد
ہلہ پیوستہ دل عشق ز تو شادان باد
غم پرستے کہ ترا بیند و شادی نہ کند
ہمہ سر زیر و سیاہ کاسہ و سرگردان باد

ترجمہ: (۱) حبّذا (سبحان اللہ) آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ سرسبز رہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لب خنداں رہیں اور عشق کا دل سدا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مسرور ہے۔

(۲) غم واندوہ کا مارا ہوا جو شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھے اور خوشی نہ

Marfat.com

منائے وہ سراسر رسوا، بے مراد اور بے ٹھکانہ رہے۔

۱۰۔ حضرت نور المشائخ ملا شور بازار کابلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

سبحان اللہ! عجب سینہء صافی است کہ مثلش نہ دیدہ ام ومباہات می کنم کہ مثل ایشان در طریقہء جد گرامی ما حضرت امام ربّانی ہستند۔

ترجمہ: سبحان اللہ! عجیب سینہء صافی ہے جسکی مثال میں نے نہیں دیکھی اور میں فخر کرتا ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ ہمارے جدّ گرامی حضرت امام ربّانی (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے سلسلہ عالیہ میں موجود ہیں۔

۱۱۔ حضرت سید بشیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شیخ شمس الدین سیالوی کے خلیفہ مجاز تھے اور حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے نیز اٹھارہ برس کا طویل عرصہ حضرت خواجہ توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شب و روز رہے تھے۔ انہوں نے قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

یہ کوئی پہلی یا دوسری صدی ہجری کی مبارک روح ہے۔
جو اللہ تعالیٰ نے ہم غریبوں کے لیے اس زمانے میں بھیجی

Marfat.com

ہے۔الحمدللہ، ثم الحمدللہ!!

اور فرماتے:

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر حضور رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ہے اور غوث پاک کی کچہری کا سارا کام آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہے۔

بعض خصائص و امتیازات

۱۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کمالات ولایت میں چھٹے علی کے نام سے پکارے گئے۔ جبکہ پہلے پانچ حضرات جو اس طرح نسبت حضرت علیؓ سے سرفراز ہوئے وہ یہ ہیں۔ حضرت امام زین العابدینؒ، حضرت ابو علی رود باری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخدوم علی بن عثمان الجلابی الہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہوری، حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور سے نسبت فرزندیت سے نوازے گئے۔

۳۔ بشارت دی گئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خاک پاک سرہند سے ہیں یعنی آپؒ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بقیہ طینت سے ہیں اور اس طرح طینت و اصالت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ یاب ہیں (۲)۔

۴۔ منصب قیومیت جو تیرھویں صدی ہجری کے اواخر میں منقطع ہو گیا تھا۔

Marfat.com

مجذوبوں سے سالکوں کی طرف حکومت تکوینی کی منتقلی کے بعد بحال ہوا۔تو بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اس خلعت سے نوازے گئے۔ یہ واقعہ ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء کا ہے۔اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تھی اس ضمن میں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ آپؒ کے پیشوائے پاک حضرت خواجہ ابولہاشم محمد مصطفیٰ محبوب عالم سیدویؒ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آخری سبق ''دائرہ قیومیت'' تلقین کیا تھا جو ان کی کتاب ''خیرالخیر'' کے آخر میں درج ہے اور ارشاد فرمایا تھا:

اس کا تعلق اسباق سلوک سے نہیں ہے۔ یہ مرتبہ محض موہبت (عنایت) ربانی ہے۔ انشاء اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوگا۔

۵۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیشوائے پاک حضرت خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے ضمنی تھے۔

۶۔ وہ بایزید دوراں تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ خرقانیٔ عصر۔

۷۔ منصب قیومیت پر فائز ہونے کی بنا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں درجہ نیابت سے شرف یاب تھے۔

۸۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مقام فردیت عطا ہوا۔

Marfat.com

۹۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قطب الارشاد کا منصب تفویض ہوا (۳)۔

۱۰۔ کمالات نبوت میں زبردست رسوخ بخشا گیا۔

۱۱۔ بہت سے نئے حقائق شریعت کی دریافت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حصّہ میں آئی مثلاً حقیقت وضو اور حقیقت جمعہ وغیرہ۔

۱۲۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم سید محمد عالم قدس سرّہ متوفی ۱۹۵۴ء کی وفات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گیارہ روحانی وجود عطاء کیے گئے (۴)۔

۱۳۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ عظیم المرتبت نے بشارت دی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور اس میں اکابر علماء و عرفاء داخل ہوں گے۔

۱۴۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت دی گئی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ایک لشکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد "ریاض المدینہ اکبر" میں نماز ادا کرے گا۔

حُلیہ مبارک

سر اقدس درمیان سے اصلع (صاف) مگر ارد گرد خوبصورت چھتے، تا نرمہ گوش۔ فرماتے تھے: حضرت علیؓ بھی اصلع تھے، میں حضرت علیؓ سے مشابہ ہوں۔ چہرہ مبارک بیضوی اور شعشعان (دمکتا ہوا) جیسے چودھویں کا چاند۔ جبین فرخندہ آئین کی لوح محفوظ کشادہ اور تابندہ۔ اس کے داہنی سمت اُوپر کے گوشے میں چاندی کے روپے کی بقدر رسولی کا گول اور تابندہ اُبھار تھا۔ ناک مبارک اُوپر سے اونچا پھر ہموار اور

Marfat.com

روشن نتھنے باریک اور اونچے گویا حلیہ نبوت میں ''اَقْنَی الْعِرْنِیْنَ (۵) لَہٗ نُوْرٌ یَعْلُوْہُ'' (اردو ترجمہ: اونچا باریک ناک جس پر روشنی رہتی تھی) کا مصداق۔ ابرو گنجان، باریک، خمدار، اور باہم مفترق یعنی ''ازجّ الحواجب سوابغ من غیر قرن (۶)'' (اردو ترجمہ: ابرو گھنے مگر باہم جدا جدا)۔ رخسار مبارک فراخ، ہموار اور روشن، چشم مبارک بڑی پتلی سخت سیاہ اور بیضہ بہت سفید۔ بادہ حب و عرفان الٰہی سے دائم مخمور۔ اکثر اوقات بوجہ ذکر و فکر و مراقبہ بند یا نیم وا۔ ازدیاد حب و خشیت الٰہی سے گوشہ ہائے چشم اکثر تر۔ پلکیں دراز اور خوبصورت۔ ریش مبارک گنجان مگر ثقیل نہیں یعنی ''کَثُّ اللِّحْیَۃِ'' (۷)۔ یکمشت، گول، مسجع و مسطح، کنگھی سے آراستہ، دلآویز۔ سر اقدس اور ریش مبارک کے بال زیادہ سفید اور کچھ کچھ سیاہ (۸) نہ گھنگریالے نہ بالکل سیدھے (۹)۔ تار ابریشم باریک ملائم، نرم، خوبصورت اور روشن (۱۰)، گوش مبارک موزوں اور نہایت خوشنما (۱۱)۔

دہان مبارک فراخ۔ دندان پیشین کشادہ اور چمکدار کلام کرتے تو ان سے روشنی پھوٹتی ہوئی معلوم ہوتی۔ گویا حلیہ نبوت میں ''اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذَا تَکَلَّمَ رُأِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنَ ثَنَایَاہُ'' (۱۲) کی روایت کی تصدیق۔ باقی دندان مبارک مثل دانہ ہائے مروارید یکساں ہموار اور باہم پیوست (۱۳)۔ لب مبارک تراشیدہ باریک سفید و سرخ۔ گردن مبارک نہایت خوبصورت گول تراشیدہ صاف شفاف اور سفید مثل عاج ''کَاَنَّ عُنُقَہٗ جِیْدُ دُمْیَۃٍ فِیْ صَفَائِ الْفِضَّۃِ

Marfat.com

"(۱۴) جیسا کہ چاندی کی مورتی کی صاف تراشی ہوئی گردن۔ سینہ فیض گنجینہ فراخ اور اونچا اور پیٹ اس کے ساتھ ہموار۔ ہاتھ پاؤں چھوٹے چھوٹے مگر موزوں اور مضبوط۔ ہاتھ مربع، کف دست فراخ و مثل ابریشم نرم (۱۵)۔ ناخن پتلے نازک اور فراخ۔ ہر دو ساق مبارک پر گوشت مضبوط اور خوبصورت۔

تمام جسم اطہر مضبوط، کسرتی گٹھا ہوا معتدل اور چاق و چوبند۔ معتدل الخلق بادن متماسك" (۱۶)۔ اعصاب نہایت قوی۔ گرفت مضبوط ساٹھ سے اوپر کے سن میں بھی ظاہری حسن و زیبائی اور وجاہت مردانہ کا بہترین پیکر اور نمونہ، جس کی نظیر آنکھ نے نہیں دیکھی۔ البتہ یہ وہ احساس اور تاثر ہے جو صحابہ کرامؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تھا۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب کا قول ہے:

لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ (۱۷)

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل اور بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت براء بن عازبؓ کا کہنا ہے کہ "مارایت قط احسن منه" (۱۸) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین میں نے ہرگز نہیں دیکھا۔ اور حضرت حسان بن ثابتؓ کا مشہور شعر یہ ہے:

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِىْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاء

Marfat.com

اردو ترجمہ: آپ ﷺ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے قطعاً نہیں دیکھا
اور آپ ﷺ سے زیادہ جمیل عورتوں نے ہرگز نہیں جنا۔

الغرض شخصیت سیرت ہی میں نہیں صورت میں بھی آپ ﷺ کا نمونہ تھی۔

قد اقدس

پانچ فٹ دو انچ (″۲-′۵) نہ طویل نہ قصیر بلکہ "رَبْعَةِ یا مَرْبُوْعٌ"(۱۹) یعنی میانہ (۲۰)۔ قد میں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشابہ تھے۔ چنانچہ برادرم نظام الدین توکلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

چھٹیرا قد، شان دل ربائی
نشان خاص فیض مرتضائی

(یاد حبیب)

چلتے ہوئے اوپر سے نیچے اترتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ سبک گام، سبک سیر۔ قدم چھوٹے چھوٹے بھرتے اور عام رفتار سے چلتے مگر ساتھ چلنے والے کو بھاگنا پڑتا۔ یوں محسوس ہوتا جیسے زمین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے لپٹی جا رہی ہو(۲۱)۔ زمین پر قدم پڑنے کی آواز نہ آتی۔ بلکہ یوں لگتا کہ قدم زمین سے صرف مس ہو رہے ہیں اور اس سے اُوپر ہی اُوپر چل رہے ہیں۔ اپنا بوجھ اس پر نہیں ڈال رہے۔

Marfat.com

لباس مبارک

گرمیوں سردیوں میں موسم کے مطابق، زمانہ تدریس میں سکول میں سفید شلوار اور سفید قمیض، گھر سفید تہہ بند اور قمیض، کرتہ بھی پہنتے تھے۔ روایتی اسلوب اور لباس اختیار نہ کیا گیروے یا سبز کپڑے اور مخصوص رنگ کا جبہ و دستار نہ پہنتے۔ اپنے آپ کو طبقہ عوام میں رکھتے اور لباس کے بارے میں اسلامی معاشرت اور سنت نبوی ﷺ کا لحاظ رکھتے۔ عموماً سفید لٹھے کے کرتہ قمیض اور تہہ بند کے ساتھ سفید ململ کا عمامہ، تلّہ والی گول کلاہ پر لنگی بھی باندھتے رہے، دستار اور اسکا طرہ ایستادہ کی بجائے نشستہ رکھتے۔ دستار کے اوپر ڈیڑھ ہاتھ کا سفید ململ کا دوپٹہ اوڑھتے موسم کے مطابق واسکٹ زیب تن رکھتے اور شیروانی بھی پہنتے۔ سرما میں بعض موقعہ دو دو واسکٹ اور دو دو فراک کوٹ بیک وقت اوپر نیچے زیب تن کرتے۔ ان کے اوپر سے اوورکوٹ پہن لیتے۔ اور پھر اس کے اوپر سے کالی لوئی (کمبلی) اوڑھتے۔ ایسا خاص محافل میں یا سفر کے موقع پر ہوتا۔ سرما میں سویٹر، مفلر اور گرم اونی ٹوپی منہ والی بھی استعمال کرتے تھے۔ اور نفیس کپڑے کی دلائی بھی اوڑھتے۔ خصوصاً نماز فجر کے بعد وظائف کے وقت اور پھر مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد جب بیٹھک شریف میں تشریف رکھتے۔ گھر سے باہر جاتے تو ہاتھ میں سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں دستے والا عصا (چھڑی) رکھتے پاپوش عموماً موکیشن ہوتا جسے پنجابی میں گرگابی کہتے ہیں۔ چونکہ ذوق جمال بہت اچھا تھا اور مزاج نہایت نفیس اور نازک تھا۔ لہٰذا لباس نہایت

Marfat.com

لطیف اور صاف ستھرا رکھتے۔ حسن صورت اور حسن لباس دیکھ کر عموماً راہ گزر راستہ چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہ جاتے۔ ایسے مواقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ''کھنڈ دے کھڈاونے'' اور ''فرشتے پئے لگے وہندے نیں'' جیسے تعریفی جملے سنے گئے۔

غذا مبارک

نہایت سادہ عام طور پر پُھلکا شوربہ۔ آخری سالوں میں طبیب کی ہدایت پر بٹیر کے گوشت کا شوربہ یا ایک دو فرائی انڈے اور اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے دو پھلکے۔ صبح و شام، تمام عمر سرخ مرچ طبیعت کو راس نہ آئی لہٰذا سالن میں کالی مرچ ڈالی جاتی وہ بھی خفیف۔ دلیہ بھی استعمال فرماتے۔ سبزیوں میں سے کریلے سونچل کا ساگ بہت کھاتے، سبز چائے پسند کرتے مگر بالالتزام نہ پیتے۔ کالی چائے کے سخت خلاف تھے، چاول بہت کم کھاتے، دعوت قبول فرماتے اور اہل شوق بڑی بڑی تیاریاں کرتے، مگر ان کی حسرت دل میں رہ جاتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لطیف ترین کھانے کے ایک دو لقمے لے کر بس کر دیتے، البتہ میزبان کا دل شیریں زبان اور کمال محبت و شفقت سے خوش کر دیتے۔ پھلوں میں آم پسند تھے، خصوصاً چھوٹے سائز کا چھوٹی گٹھلی والا رس والا آم۔ آم کی مدح سلطان الاثمار کے نام سے کرتے۔ چھوٹا انگور، سیب، سردا، خربوزہ، پپیتا، میٹھا اور مسمی مالٹا بھی کھاتے تھے۔ کھانے کے بعد حسب سنت نبوی ﷺ شہد یا چینی، چائے کے ایک چمچ کے بقدر استعمال کرتے۔

Marfat.com

اخلاق و شمائل

اخلاق قرآنی اور شمائل نبوی ﷺ کی چلتی پھرتی تصویر۔ جلوت وخلوت اور خانگی وخارجی زندگی میں مکمل ہم آہنگی و یکسانیت اور یک رنگی ہر پہلوئے حیات اور ہر گوشہء بود وباش یاد الٰہی للّٰہیت اور انوارِ شریعت سے معمور اور آباد، وقت ضائع کرنے کے خلاف تھے۔ اس کا بہترین مصرف کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پابندی اوقات زبان زد خلایق تھی۔ آہستہ کلام، شیریں زبان، خندہ جبیں، خلیق، ملنسار، پُرخلوص اور محبت شعار، مخاطب سے اسکے مرتبہ اور فہم کے مطابق بات کرتے زیادہ سنتے اور کم کہتے، نہایت حلیم بہت باوقار اور نہایت بارعب، مگر سراسر جمال۔ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران ۱۳۴) اردو ترجمہ: ''بلاشبہ اور غصہ کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں'' (فتح الحمید) کی سچی تصویر۔ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ اردو ترجمہ: ''بلاشبہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی'' (فتح الحمید) اور وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:۱۰۷) اردو ترجمہ: ''اور (اے محمد) ہم نے تم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے'' (فتح الحمید) کے فیض کا پیکر۔ فرماتے: کار تبلیغ'' میں وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران ۱۵۹) اردو ترجمہ: اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے (فتح الحمید) کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے اور اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ'' (النحل ۱۲۵)۔ اردو ترجمہ: ''اے (پیغمبر) لوگوں کو حکمت

Marfat.com

اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ(فتح الحمید)'' کی رو سے موعظہ حسنۃ کے ساتھ حکمت کا وجود ضروری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود اطہر ''وَمَنْ یُؤتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا'' (البقرۃ ۲۶۹)۔ اردو ترجمہ: ''وہ جس کو چاہتا ہے حکمت بخشتا ہے اور جس کو حکمت ملی بے شک اس کو بڑی نعمت ملی'' (فتح الحمید) سے عبارت تھا۔ چنانچہ ہر قول اور فعل حکمت سے پُر ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں تدبیر مستعدی، فعالیت، دل آزاری سے اجتناب، عہد کا پاس، مروت واحسان، مردانگی، سخاوت، ہمدردی، خدمت خلق، برادری پروری اور تعلقات کو ہر قیمت پر نبھانا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے اوصاف تھے۔ کسب حلال کے لیے ۲۹ سال زمیندارہ ہائی سکول گجرات میں تدریس کی۔ نذرانہ کا پیسہ گھر میں خرچ نہ کرتے۔ ایک دفعہ اپنے صاحبزادگان سے فرمایا: ''میں نے نذرانہ کا پیسہ تمہارے خون میں شامل نہیں ہونے دیا''۔ نذرانہ حاجت مندوں میں تقسیم فرمادیتے۔ مشتبہ لقمہ اول تو اٹھاتے ہی نہ تھے۔ اور اگر کسی دعوت میں میزبان کی دل آزاری سے بچنے کے لیے ایک دو لقمے کھالیتے تو کچھ دیر بعد طبیعت ناساز ہو جاتی یہاں تک کہ قے ہو کر معدہ خالی ہو جاتا تب قرار اور سکون ہوتا۔ کسی قسم کے تفوق اور بڑائی کا اظہار نہ کرتے۔ حتی الامکان نمایاں اور ممتاز ہونے سے بچتے۔ شہرت سے گریزاں اور گمنامی پر راضی تھے۔ چنانچہ جید اور بالغ نظر عالم دین اور محقق ہونے کے باوجود فقہی مسائل کی دریافت دیگر علمائے دین سے کرتے تھے خصوصاً حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ سے۔

Marfat.com

یہاں تک کہ جو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مسائل فقہ دریافت کرنے آتے انہیں بھی حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکور کے پاس بھیج دیتے۔ اور فرماتے میں تو درویش ہوں علم کی مسند مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زیبا ہے۔

اکل حلال کے ساتھ صدق مقال بھی طرۂ امتیاز تھا۔ اور رنگ جمال غالب ہونے کے باوجود حق بات کہنے سے باک نہ تھا۔ ابطال باطل اور احقاق حق کے لیے شدت کی ضرورت پڑتی تو اس سے بھی گریز نہ کرتے۔ جذبہ جہاد بدرجہ اتم تھا۔ فرماتے تھے:

زوال امت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس میں جذبہ جہاد کمزور پڑ گیا ہے یورپ جہاد کے لفظ سے خائف ہے۔ اس نے امت مسلمہ کو اس سے غافل کرنے کی کوشش کی، کیونکہ وہ ابھی تک صلیبی جنگوں کو فراموش نہیں کر سکا۔ لیکن امت مسلمہ کی حیات ثانیہ کے لیے جہاد ناگریز ہے۔

پیکر جمال بدرجہ کمال تھے لہٰذا نظر بہت جلد لگ جاتی تھی۔ چنانچہ طبع مبارک پر ستر حال بہت غالب تھا اور فرماتے تھے: ''درویش ہر ویلے اپنے دوالے قلعے اسار دا رہندا اے''۔ استری شدہ کپڑے پسند نہ کرتے تھے فرماتے تھے کہ ان کا اکڑنا منجملہ تکبر ہے۔ نیا لباس اپنی اسی طبع کی بنا پر نیچے پہنتے تھے اوپر پرانے کپڑے پہن لیتے۔ ایک دو دفعہ پہننے سے جب نئے کپڑے کی آب زیادہ نہ رہتی اور وہ درجہ مستعمل میں آجاتا تو پھر اسے بغیر اوپر پرانے لباس کے بھی پہن لیتے تھے۔ نئے کپڑوں کے بارے میں یہ روش خصوصاً فراک

Marfat.com

کوٹ میں ہوتی تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک ماہر شہسوار تھے اور سرکش سے سرکش گھوڑی پر سوار ہوتے تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کان ڈھیلے چھوڑ دیتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت محنتی تھے۔ اصول پسند جری اور مستقیم الاحوال تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیشوائے پاک حضرت خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''کوہ استقامت'' اور ''ازلی سعید'' کے القابات سے نوازا تھا۔ وقت کے اتنے شدید پابند تھے کہ جب صبح کے وقت گھر سے سکول کے لیے روانہ ہوتے تو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر اپنی گھڑیاں درست کر لیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ عین گھنٹی کے وقت سکول کے احاطے میں قدم رکھتے تھے۔

بڑھاپے میں تین صاحبزادگان کے پے بہ پے صدمات دیکھے، خود طویل علالت پائی اور دشمنان خدا سے بہت ایذا اٹھائی۔ مگر سبحان اللہ! صبر و تسلیم ایوب علیہ السلام استقلال و خلق مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقشہ دکھلا گئے۔ زبان نہایت شستہ اور پاکیزہ، ادب خوردہ دل اور ادب قرآن اور ادب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیراب اور مستنیر۔ پنجابی، اردو، عربی، فارسی اور انگریزی پر یکساں اور کامل عبور۔ انگریزی زبان کا لہجہ اور تلفظ کے کمال صحت اور خوبصورتی پر خود انگریز دنگ ہو جاتے تھے۔ اور عربی اور فارسی میں تکلم کی صحت اور روانی پر عرب اور ایران کے علماء حیران ہوتے تھے۔ جبکہ پنجابی اور اردو ویسے ہی گھر کی زبانیں تھیں۔ حکمت گوئی اور نکتہ بیانی پر بڑی قدرت تھی اور ادبی لطائف بیان کرنے کا ایک خاص ذوق حاصل تھا۔

Marfat.com

مسلک

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرقہ بازی سے نفور تھے۔ اتحاد بین المسلمین اور اعتدال مسلک پر عامل تھے۔ اگر کوئی بضد ہوتا کہ کسی فرقہ کے خلاف کچھ اظہار کریں تو سخت ناراض ہوتے اور فرماتے:

ملت عاشق زملتہا جدا ست
عاشقاں را مذہب و ملت خدا ست

ایک دفعہ کسی نے پوچھا حضور رحمۃ اللہ علیہ مختلف مسلک حضرات میں سے کس کی پیروی کی جائے تو فرمایا ''حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا تھا تو آپؒ نے فرمایا جس طرف محبت اور ادب زیادہ ہے اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی آتے ہی مودّب ہو جاتے اور اکثر اس خیال میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔

فقہ حنفی کی پیروی کرتے تھے مجالس ختم شریف منعقد کرتے تھے۔ اور ایسی محفلیں ہمیشہ صلوٰۃ وسلام پر تمام ہوتی تھیں۔

میں نے ایک دفعہ جب میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ ارشاد فرمایا: میرا کوئی فعل خلاف شریعت دیکھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: میری کرامت یہی ہے۔ ''اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ'' استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔ ایک دفعہ ارشاد فرمایا:

Marfat.com

پیروی کیلئے میرا کوئی قول یا فعل حجت نہیں ہے بلکہ پیروی کے لیے شریعت حجت ہے۔

ارشاد فرمایا: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

فردائے قیامت از شریعت خواہند پُرسید
از تصوف نخواہند پُرسید

دخول جنت و تجنّب از نار وابستہ باتیان شریعت است۔ انبیاء کرام صلوٰۃ اللہ و تسلیماتہ علیہم ''کہ بہترین کائنات اند بشرائع دعوت کردہ اند و مدار نجات براں ماندہ۔ ومقصود از بعثت این اکابر تبلیغ شرائع است پس بزرگ ترین خیرات، سعی در ترویج شریعت است۔

(مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول مکتوب ۴۸)

ترجمہ: کل قیامت کو شریعت کے بارے میں پوچھیں گے تصوف کے بارے میں نہیں پوچھیں گے جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات شریعت پر عمل سے وابستہ ہے انبیاء کرام نے (اللہ کا ان پر صلوٰۃ وسلام ہو) جو کائنات میں سب سے بہتر ہیں۔ شرائع کی دعوت دی ہے اور نجات کا مدار اسی پر رہا ہے اور ان اکابر کی بعثت کا مقصود شرائع کی تبلیغ ہے لہٰذا سب سے بڑی نیکی شریعت کی ترویج میں سعی کرنا ہے۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا: حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

كُلُّ حَقِيْقَةٍ لَمْ تَشْهَدْ لَهَا الشَّرِيْعَةُ فَهِيَ زَنْدَقَةٌ''

ترجمہ: ہر وہ حقیقت جس پر شریعت گواہی نہ دے زندقہ ہے۔

(فتوح الغیب، مصر، ۱۹۷۳ء، ص: ۹۷)

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو دہرایا ہے۔

(مکتوب امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ، دفتر مکتوب: ۵۵)

تحقیق علوم و معارف و احوال

ہر مسئلہ کی خوب تحقیق کرتے تھے تب عمل کرتے تھے۔ اور طریقہ ایسا نفیس تھا کہ علماء دنگ رہ جاتے تھے۔ معارف یقین آفرین شارح کتاب و سنت اور احوال اکابر متقدمین کے احوال کی سچی تصویر حکیم الامت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے صبح کے درس قرآن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ان تینوں خصائص کو بیان کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ارباب علم و فضل اور اصحاب عرفان و کمال سے آراستہ ہوتی تھی۔ اور وہاں مردم چیدہ و گزیدہ کسب فیض کرتے نظر آتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۱۶ء سے ۱۹۶۱ء تک ۴۶ سال مسند ارشاد و ہدایت کو رونق بخشی بہت فاضل انگریز پادری آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیع مطالعہ تقابل ادیان اور حسن اخلاق سے متاثر ہو کر دولت اسلام سے مشرف ہوئے سینکڑوں غیر مسلم اسلام لائے لاکھوں طالبان مولا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نام حق کی تلقین پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات، اہل سنت و جماعت

Marfat.com

کا بڑا مرکز علماء و فضلاء کا مرجع اور اولیاء و عرفاء کا معیار تھی چنانچہ:

(۱) ۱۹۲۵ء میں حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ گجرات تشریف لائے تھے۔ وہ رات کو دو بجے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے اور نہایت متاثر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کر کے مجددیہ سلوک کے دس لطائف کی توجہ لی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو خلافت بھی عطا فرمائی۔

(۲) حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۶ء میں تحریک پاکستان کے سلسلہ میں گجرات تشریف لائے تو ایک رات دو بجے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوئے اور توجہ کے لئے ملتمس ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے طے کیا کہ آپؒ پہلے مجھ سے مشکوٰۃ شریف سنیں گے اور اس پر مجھے اپنی مرویات صحاح ستہ کی سند حدیث دینگے۔ ازاں بعد میں آپ کو طریقت کی توجہ دونگا اس طرح تین رات میں مشکوٰۃ شریف مکمل ہوئی اور صدر الافاضل نے اپنی سند حدیث اپنے ہاتھ سے لکھ کر دی۔ انہی تین رات میں درس مشکوٰۃ شریف کے بعد وہ دو زانو بیٹھتے اور توجہ لیتے تھے اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مجددیہ سلوک کے دس لطائف پر توجہ دی اور خلافت بھی دی۔

زمانہ قریب میں جن اکابر علماء نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اٹھائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا۔ ان میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی امین الدین کامونکی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالکریم قلعہ داری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد عالم قلعہ

Marfat.com

داری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سید جلال الدین شاہ صاحب مد ظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم بھکھی شریف کے اسماء لیے جا سکتے ہیں۔

پاکستان سے محبت

فرماتے تھے:

یہ سلطنت خداداد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کا مقصود ہے۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا:

وہ برصغیر کے مسلمانوں کا ایک دردمند دل تھا۔ اولاً اپنے والد سے فیض یاب ہوا۔ بعد ازاں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی روح نے جو ہر دور میں بیتاب رہی ہے اسے دریافت کیا اور اپنا سوز سینہ اس کے سینہ میں منتقل کر دیا۔ البتہ اسے فیضان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے بھی ہوا۔

شادی

۱۹۱۳ء میں دسویں جماعت میں زیر تعلیم تھے کہ پھوپھی زاد حضرت سیّدہ مہر النساء بی بی بنت حضرت قاضی غلام محی الدین بن امام علی ساکن موضوع چونڈہ دیوی ضلع امرتسر سے شادی خانہ آبادی ہوئی۔ یہ نیک عورت اور بلند اختر خاتون قناعت، صبر، شکر، توکل، تسلیم، رضا، محبت اور خدمت کا پیکر تھی اور زندگی کی تلخیوں، مسرتوں اور کامرانیوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح معاون اور رفیق۔ ۳۰ جون ۱۹۵۹ء کو فوت ہوئیں۔

Marfat.com

اولاد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام اولاد نہایت صالح، خدا یاد اور اطاعت گزار ہوئی۔ چھ صاحبزادے (۱) عبدالروف (۲) محمد یوسف (۳) محمد عالم (۴) محمد رفیق احمد ضیاء (۵) محمد مسعود احمد انور (۶) محمد محمود احمد منور رحمہم اللہ تعالیٰ ہوئے۔ان میں سے عبدالروف، بعمر ۲ سال بچپن میں فوت ہوئے۔محمد محمود احمد منور دسویں جماعت کے طالب علم تھے کہ ۱۹۵۰ء میں بعارضہ ہیضہ فوت ہوئے۔حضرت مولانا سید محمد رفیق احمد ضیاء میٹرک اور فاضل اردو (گولڈ میڈلسٹ) تھے اور محکمہ خوراک میں ملازم تھے۔۱۹۵۲ء میں بعمر ۲۸ سال فوت ہوئے اور حضرت مولانا حکیم سید محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے میٹرک کے بعد طبیہ کالج دہلی سے فاضل طب والجراحت کا چار سالہ کورس امتیاز سے پاس کیا۔ایک سال وہیں ہاؤس سرجن رہے حکیم فرید احمد عباسی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ان کے استاد تھے ان کو افضل الاطبّاء کا خطاب دیا تھا گجرات میں انجمن طبیبانِ شہر کے صدر رہے۔نہایت خدا یاد اور بغایت متقی تھے اور حقیقتاً اپنے والد گرامی منزلت کے جانشین تھے۔وہ ان کو ''رازدان'' فرماتے تھے۔۱۹۵۴ء میں بعمر ۳۶ سال انتقال فرمایا۔

اس وقت حضرت مولانا سید محمد یوسف مدظلہ العالی اور حضرت مولانا سید محمد مسعود احمد انور مدظلہ العالی آستانہ عالیہ کی رونق اور زینت ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کا سایہ دراز فرمائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادیاں تین ہوئیں۔سیدہ طاہرہ، سیدہ غلام صغریٰ اور

Marfat.com

سیدہ اعجاز بتول زہرا پہلی دونوں بچپن میں فوت ہوگئیں، حضرت سیدہ اعجاز بتول زہرا سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت پیار تھا اللہ تعالیٰ ان کا سایہ دراز فرمائے۔

خلفاء

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار راقم سے فرمایا: میرے حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا:۔ میں نے فتح مکہ کے موقع پر حاضر صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد کی اصح روایت کے مطابق ڈیڑھ لاکھ لوگوں کو سلسلہ عالیہ میں توسل کے شرف سے باقاعدہ مشرف کیا ہے اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد کی اصح روایت کے مطابق ۸۰ اصحاب کو اجازت اور خلافت کی باقاعدہ دولت دی ہے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ ''مولوی صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ بھی اتنا ہی ہوگا''۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قریباً ۸۰ حضرات نے باقاعدہ اجازت خلافت پائی تھی۔ مگر یہ سب اسماء ہمیں دستیاب نہیں ہوئے۔ البتہ چند نام جو مل سکے ہیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت پیر فضل شاہ علیہ الرحمۃ موضع معین الدین پور ضلع گجرات

۲۔ حضرت مولانا سید نور علی شاہ علیہ الرحمۃ گوجرانوالہ۔

۳۔ جناب ماسٹر عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ والد حکیم محمد یوسف فاروقی مرحوم شہر گجرات۔

۴۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن محدث سندھی سندھ۔

Marfat.com

۵۔ حضرت مولانا محمد نصیر الدین نصیر علیہ الرحمۃ، ڈھوڈہ شریف تحصیل پسرور، ضلع سیالکوٹ۔

۶۔ جناب شیخ کرم الٰہی علیہ الرحمۃ گجرات۔

۷۔ حضرت مولانا میر احمد شاہ علیہ الرحمۃ قصبہ رہتاس ضلع جہلم۔

۸۔ حضرت مولانا حافظ وزیر علی علیہ الرحمۃ، موضع کنجاہ ضلع گجرات۔

۹۔ حضرت خواجہ عبدالحق علیہ الرحمۃ سیالکوٹ۔

۱۰۔ حضرت مولانا فضل شاہ علیہ الرحمۃ برلب نہر کنجاہ ضلع گجرات۔

۱۱۔ حضرت مولانا محمد جعفر صاحب فیصل آباد۔

۱۲۔ حضرت مولانا منظور عالم صاحب قریشی راولپنڈی
خلافت سفارش پر دی تھی مگر ان کی متلون اور غیر مستقیم طبیعت سے نالاں تھے

۱۳۔ جناب صوفی محمد فاضل صاحب محلہ فتو پورہ گجرات۔

۱۴۔ حضرت مولانا سید الطاف الرحمٰن شاہ صاحب گیلانی گوجرانولہ چھاؤنی۔
ان کو مخاطب کر کے فرمایا: ”تو نے کچھ نہیں مانگا میں نے تمہیں سب کچھ دیا“

۱۵۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ سید جلال الدین شاہ صاحب مد ظلہ مہتمم دار العلوم اسلامیہ بھکھی شریف تحصیل پھالیہ و ضلع منڈی بہاؤالدین

۱۶۔ حضرت مولانا عبد العلی معروف بہ اکبر علی مجددی علیہ الرحمۃ گجرات۔

۱۷۔ برادر طریقت سید نذیر حسین شاہ صاحب کو حقائق الٰہیہ اور حقائق انبیاء کی سیر میسر ہے مگر ان کو اذنِ مشیخیت نہیں تھا۔

Marfat.com

۱۸۔ برادر طریقت حکیم غلام محمد سندھی کو کمالات اولوالعزم کا سبق راقم کے سامنے دیا تھا مگر اجازت نہ دی بلکہ ارشاد فرمایا: تمہارا فیض تمہاری دوا کے ساتھ ہی لوگوں کو پہنچا کرے گا۔ سبحان اللہ!

۱۹۔ راقم پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی کو آپ نے اپنی نعمت تامہ سپرد کی۔ راقم کو اپنی دستار مبارک دی۔ اپنا عصا مبارک دیا۔ اپنی تین ویسٹ کوٹس اور تین شیروانیاں دیں۔ وظائف والا بستہ/ بیگ مبارک عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک آئی تھی اور انہوں نے دو بشارات دی ہیں (i) مظہر بہت کام کرے گا اور (ii) وہ صاحب کتاب ہوگا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرا عام مرید بھی اپنے باطنی احوال میں دیگر بزرگوں کے خلفاء سے اونچے درجہ پر ہے۔ چنانچہ بے شمار مریدین کو لطائف عشرہ مجددیہ طے کروا رکھے تھے۔ لیکن ان کو بوجوہ ارشاد و ہدایت کے لئے لوگوں کو بیعت کرنے کی اجازت نہ دی تھی۔

صاحب السّجادہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان میں سے دو صاحبزادے حیات ہیں۔

۱۔ صاحبزادہ صاحب کلاں حضرت مولانا سید محمد یوسف مد ظلہ العالی

Marfat.com

(۱۹۸۲ء میں فوت ہوئے)

۲۔ صاحبزادہ صاحب خورد حضرت مولانا سید محمد مسعود احمد انور مد ظلہ العالی

(۲۰۰۶ء میں فوت ہوئے)

دونوں حضرات آپ رحمۃ اللہ علیہ سے باقاعدہ تربیت یافتہ ہیں اور مجاز ہیں۔ حضورؒ کے مرض وفات میں دو بار ایسا ہوا کہ تکلیف نے شدت اختیار کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کرسی طلب کی اور باری باری ان دونوں صاحبزادگان کرام کو اس پر بٹھایا اور اپنی دستار مبارک ان کے سر پر رکھی اور فرمایا:

خلق خدا کا معاملہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے سپرد کیا۔ طالبوں کو بیعت کریں اور اہل سلسلہ کو مرکز پر قائم رکھیں۔

پھر اہل سلسلہ کو فرمایا:

میں نے تمہیں ان دونوں کے سپرد کیا۔ جو ان سے ملا وہ مجھ سے ملے گا، اب مجھے ملنے کے یہ دروازے ہیں۔

ازاں بعد حضرت صاحبزادہ مسعود احمد صاحب کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''یہ مجاز طریقت ہیں اور اہل سلسلہ کے لیے شفیق بھی مگر بھائیوں کے صدمات کی وجہ سے کمزوری طبیعت، مسلسل بیماری اور غیر متوازن طبیعت کی بنا پر سلسلہ نہیں چلا سکیں گے، سلسلہ عزیزم محمد یوسف سے چلے گا اور

Marfat.com

ان کے بعد سید محمد کبیر احمد مظہر میرے سلسلہ کو سنبھال لے۔
میں نے اپنے سلسلۂ مریدین، اپنی مسجد اور اپنے مزار کی
جگہ کو اسکے سپرد کیا۔ میری تمام تعلیم اور تمام وصایا اس کے
پاس ہیں۔ وہ میرا راز دان ہے۔''

پھر راقم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

''اپنے والد صاحب کا ساتھ دینا اور ان کے بعد میرا سلسلہ
میری درسگاہ اور میری مسجد خود سنبھال لینا میری تعلیمات
کو اور میرے سلسلہ کو رواج دینا۔''

لیکن راقم نے گدی کے تنازعہ اور دعویٰ داروں کے مظالم کی بناء پر یہ مبارک جگہ چھوڑ دی ہے اور لاہور میں جو راقم کا مقام ملازمت رہا ہے ڈیرا لگا لیا ہے۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ صدیق احمد، صاحبزادہ، مولانا، ذکر محبوب، ص: ۱۵

۲۔ طینت واصالت کے مسئلہ کی تحقیق کے لیے دیکھئے مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول مکتوب ۲۶۰/ دفتر سوم مکتوب ۹۳، ۹۴، ۱۰۰ قاضی ثناء اللہ پانی پتی: ارشاد الطالبین، لاہور، ص: ۴۹، ۵۰

۳۔ منصب قطب الارشاد کی تفصیلات کے لیے دیکھئے مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ دفتر اوّل، مکتوب ۲۶۰/ رسائل مجددیہ، لاہور، مبداومعاد ص ۶۲ معارف الدنیة ، ص: ۱۹۷، ۱۹۸۔

۴۔ روحانی وجود کی حقیقت اور اس کے عطاء ہونے کے بارے میں تفصیلات کے لیے دیکھئے مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ دفتر سوم مکتوب ۱۰۰/ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، رسائل مجددیہ: معارف الدنیا لاہور بیڈن روڈ ۱۹۶۵/ ص: ۱۵۴

۵۔ اقنی العرنین: الانف ارتفع اعلاہ واحد ودب وسطه وضاق منخراہ (قاموس الرائد) / ھو نتوء وسط القصبة واشرافهُ وضیق المنخرین (لسان العرب بیروت ۱۹۵۶ء ۵ :۱ /۲۰۳)

۶،۵۔ محمد بن عیسیٰ الترمذی: شمائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجتبائی دہلی ۱۳۰۲ھ ملحق فی آخر

Marfat.com

سنن للترمذی روایتہ ھند بن ابی اھالۃ،ص:۱۰،۱۱،۱۲،۱۳۔ ایضا
شمائل الترمذی ،ص:۱۲

۷تا۲۱۔ شمائل الترمذی / المشکوٰۃ ، باب فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اوصافہ

Marfat.com

قطب الارشادؒ
قیوم زمان

Marfat.com

حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہٗ

قطب الارشاد، قیوم زمان

حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی مجددی توکلی محبوبی قدس سرہ' العزیز

۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء ——— ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء

مفکر اسلام، مخدوم امم، الامام المحقق حضرت داتا گنج بخش، علی بن عثمان الجنیدی الہجویری الغزنوی رحمۃ اللہ علیہ (۴۰۰ھ——۵۰۰ھ) کے ماموں حضرت تاج الاولیاء الغزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ایک خاندان پانچ سو مشائخ سادات کے ساتھ فاتح ہند شہاب الدین غوری م ۶۰۲ھ/ ۱۲۰۶ء کے لشکر کی معیت میں ۵۸۲ھ/۱۱۹۲ء میں جب بادشاہ مذکور نے برصغیر پر اپنے آخری کامیاب حملہ کے بعد اس کو فتح کر کے یہاں اپنی مستقل حکومت قائم کی تھی، غزنی سے برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوا اور دہلی میں سکونت اختیار کی۔ اس خاندان میں شاہی طبابت، منصب فقاہت و قضا اور ولایت و ارشاد ایک طویل وراثت کی صورت میں امتیازی شان کے ساتھ موجود تھے۔ یہاں یہ خاندان سادات دہلی کے نام سے معروف ہوا۔

پھر قریباً پانچ سو سال دہلی میں قیام کے بعد سلطان الہند اورنگ زیب عالمگیرؒ

Marfat.com

کے زمانہ (۱۰۶۹ھ/ ۱۶۵۹ء ــــ ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) میں سادات دہلی کے اس خاندان کے ایک بزرگ حضرت مولانا قاضی سیّد محمد مستقیم الحنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۶۵ھ/ ۱۶۵۵ء ــــ ۱۱۵۳ھ/ ۱۷۷۰ء) گجرات پنجاب کے قصبہ قلعدار میں ۱۰۹۵ھ/ ۱۶۸۵ء میں منصب قضاۃ پر متعین ہوئے۔ لیکن صرف چھ ماہ بعد اپنے مسلک فقر و درویشی کی بنا پر مستعفی ہو کر سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کے قریب موضع کھمبراں والا میں، وہاں کے ایک رئیس کی دعوت پر جا مقیم ہوئے۔ اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے آپ کو قصبہ سمبڑیال میں ایک جامع مسجد اور ایک وسیع درسگاہ بنا دی جو آجکل سمبڑیال کے مغربی محلّہ میں ''جٹاں والی مسجد'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں آپ کا درس پورے پنجاب میں ایک امتیازی شان کے ساتھ یعنی ۱۶۶۳ء سے ۱۹۰۰ء تک قریباً دو سو سال جاری رہا۔

حضرت مولانا قاضی سیّد محمد مستقیم القادری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس موضع کھمبراں والا میں زیارت گاہ عوام و خواص ہے اور ''درگاہ بابا روڑے شاہ رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے معروف ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت جلالی درویش ہیں۔ اہل قریہ کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی بے ادبی ہو جائے تو اس کو فوراً سزا مل جاتی ہے اور یہ کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو، خواہ کیسی ہی بیماری ہو، ایک میٹھا گھی والا روٹ (بڑی روٹی) پکا کر ان کے مزار اقدس پر پیش کر دے تو فوراً شفا ہو جاتی ہے۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند حضرت مولانا قاضی سیّد احمد شاہ

Marfat.com

القادری رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ہجرت کر کے موضع جعفر کوٹ، تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر چلے گئے۔ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں آپ کو سات گاؤں کی جاگیر پیش کی۔ موضع جعفر کوٹ میں حضرت مولانا قاضی سیّد احمد شاہ القادری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں نہایت ذی شان اور ممتاز زمانہ علماء اور اولیاء پیدا ہوئے اور یہ خاندان ''سادات جعفر کوٹ'' کے نام سے معروف ہو گیا ہے۔

زیر موضوع شخصیت قطب الارشاد، قیوم زمان حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ''سادات جعفر کوٹ'' کے اسی مبارک علمی و عرفانی خانوادے سے ہے چنانچہ آپ کا نسب حضرت مولانا قاضی سیّد احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ تک پانچ واسطوں سے یوں پہنچتا ہے۔

حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ حضرت مولانا سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت مولانا سیّد سکندر شاہ المعروف بہ بابا نتھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت مولانا سیّد محمد عظیم المعروف بہ بابا اللہ لوک

۴۔ حضرت مولانا سیّد محمد لطیف المعروف بہ بابا لدھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت مولانا قاضی سیّد احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

سمبڑیال کا عظیم مدرسہ جو انتہائی علوم کی تدریس میں پورے علاقہ میں امتیازی

Marfat.com

شہرت رکھتا تھا، حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جان شجرۃ العلوم مولانا حافظ سیّد سکندر شاہ المعروف بہ بابا تھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۱۰ء ــــــ ۱۹۰۰ء) کے زمانہ تک نہایت شان و شوکت کے ساتھ سادات جعفر کوٹ کے اوپر، مذکورا کابر علم و فضل کے زیر انتظام جاری رہا۔

شجرۃ العلوم مولانا حافظ سیّد سکندر شاہ المعروف بہ بابا تھے شاہ القادری رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے صدر الصدور مفتی صدالدین آزردہ رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز شاگرد تھے۔ انہوں نے مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء، ادبا اور شعرائے دہلی کی صحبتیں بھی اٹھائی تھیں۔ ریاضی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ م ۱۹۳۹ء نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی حکومت میں دیوان مال کا منصب پیش کیا تھا مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ جب پنجاب میں انگریز حکومت آئی تو ڈی سی امرتسر ایل سانڈرز (L.Saunders) نے آپ کو افسر مال (Revenue officer) کا عہدہ پیش کیا، آپ نے اسے بھی قبول نہ کیا۔ تاہم اس کے زیادہ اصرار پر سات گاؤں کی پٹوار قبول کر لی جو مشروط تھی کہ:

(i) ڈی سی آفس امرتسر حاضری نہیں دیں گے

(ii) جو مالیہ وصول کیا جائے گا اس میں سے پہلے علاقہ کے لوگوں کی ضروریات کو پورا کیا جائے گا اور پھر باقی ماندہ رقم ڈی سی آفس بھیج دی جائے گی۔

(iii) حساب کتاب کے لئے افسران بالا خود آپ کے پاس جعفر کوٹ آیا کریں گے۔

اس طرح یہ پٹوار نہیں تھی، بادشاہی تھی۔ آپ نے سلسلہ سہروردیہ کی خلافت

Marfat.com

درس میاں وڈا لاہور کے سجادہ نشین حضرت حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ م ۱۸۵۴ء سے حاصل کی تھی۔ آپ چہل کاف کے بہت بڑے عامل تھے اور فقر و ولایت کی ایک ننگی تلوار تھے۔

حضرت بابا نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے :

(i) سیّد نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ (ii) سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ

سیّد نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے بیٹے تھے شادی کے بعد فوت ہو گئے۔ چنانچہ ان کی بیوہ سیدہ رحیم بی بی بنت حضرت مولانا پیر نظام الدین قادری نوشاہی شیر گڑھی (۱۸۴۱ء —— ۱۹۳۵ء) موضع جگد یو خورد تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کے ساتھ دوسرے فرزند سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شادی کردی گئی۔ سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سیّدہ رحیم بی بی سے تین فرزند پیدا ہوئے۔

(i) سیّد عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ (ii) سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (iii) اور سیّد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

جن میں سے دوسرے اور تیسرے فرزند بچپن میں فوت ہو گئے اور بڑے فرزند عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ جو علم اور فقر دونوں کے جامع تھے بہ عمر ۱۸ سال گھوڑے سے گر کر فوت ہو گئے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ نہایت پریشان ہو گئے کہ کوئی وارث نعمت نہیں رہا اور اپنے والد گرامی حضرت نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دُعا کی درخواست کی۔

یہ جنوری ۱۸۹۵ء اور رجب ۱۳۱۲ھ کے مبارک مہینے کی کوئی رات تھی جب حضرت سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی

Marfat.com

گود میں ایک بچے کو اٹھائے ہوئے تھے جو بشکل آفتاب تھا اور اس کی شعاعیں تمام جہان کو منور کر رہی تھیں۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وہ بچہ حضرت سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں ڈال دیا اور فرمایا: "یہ میرا بیٹا ہے مگر میں اسے تمہیں دیتا ہوں۔" اس بچے نے اس جہان آب و گل میں ۱۲ رجب ۱۳۱۲ھ مطابق ۹ جنوری ۱۸۹۵ء بروز بدھ ظہر کے وقت قدم رکھا اور اپنے دادا جان حضرت نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نام پایا۔ محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک اور بھائی محمد فقیر اللہ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئے تھے جو محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت زیادہ صحت مند اور طاقتور تھے لیکن وہ کچھ عرصہ بعد بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔ محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ سوا سال کے ہوئے تو اپریل ۱۸۹۶ء میں آپ کی والدہ ماجدہ رحیم بی بی فوت ہو گئیں۔ حضرت سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی پرورش کے لئے موضع رمداس تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کے قریشی ہاشمی خاندان کے ایک بزرگ حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سیّدہ ھاجرہ بی بی سے اپنی دوسری شادی کر لی۔ اس خاتون سے محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے بھائی محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ یکم نومبر ۱۸۹۹ء کو صبح سحری کے وقت پیدا ہوئے لیکن محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے متصل ہی سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ خود جہان فانی سے گزر گئے۔ اس وقت وہ قصبہ رمداس میں اپنے سسرال میں تھے چنانچہ وہیں مدفون ہوئے۔ حضرت سیّدہ ھاجرہ بی بی رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سال بیوہ رہنے کے بعد حضرت برکت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بن محکم دین ہاشمی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۴۸ء (خلیفہ خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ، جہان خیلاں شریف) کے ساتھ جو موضع گھکھڑ نزد رمداس کے رہنے والے

Marfat.com

تھے، دوسری شادی کر لی۔ ۳۰ اپریل ۱۹۰۰ء کو حضرت سیّد ننھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی واصل حق ہو گئے۔ ایک سال بعد ان کے بڑے بھائی سیّد بدر دین (۱۸۰۰ء ——— ۱۹۰۱ء) بھی ایک سو ایک سال عمر پا کر ۱۹۰۱ء میں فوت ہو گئے۔

چنانچہ شاندار خاندانی پس منظر کے ساتھ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ پر ولادت کے بعد پے بہ پے جانکاہ صدمے ٹوٹے اور والدہ، والد، دادا جان اور دادا جان کے بڑے بھائی، یکے بعد دیگرے یہ سب سہارے چھوٹ گئے اور آپ چھ سال کی عمر میں زندگی کی وسعتوں میں تگ و دو کرنے کے لئے اور مشکلات سے نبرد آزما ہونے کے لئے تنہا رہ گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ آٹھ بھائی بہن تھے۔ چھ بھائی اور دو بہنیں۔ بھائیوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) سیّد عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ (۲) سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (۳) سیّد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ
(۴) سیّد محمد فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۵) سیّد محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۶) سیّد محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ

جبکہ دو بہنوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) سیّدہ زینب بی بی رحمۃ اللہ علیہا (۲) سیّدہ روشن بی بی رحمۃ اللہ علیہا

اور جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تین بھائی آپ کی پیدائش سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور چوتھے بھائی سیّد محمد فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئے تھے تین ماہ عمر پا کر چل بسے تھے۔ چنانچہ آپ کے چھوٹے بھائی سیّد محمد حمید اللہ

Marfat.com

(۱۸۹۹ء ـــــ ۱۹۵۷ء) جو دوسری والدہ سے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں چار سال چھوٹے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے اور ۵۸ سال عمر پا کر ۱۹۵۷ء میں فوت ہوئے۔ بہنوں میں سے سیّدہ زینب بی بی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۸۴ء ـــــ ۱۹۶۱ء) آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں گیارہ سال بڑی تھیں اور انہوں نے ہی آپ کو اور دوسرے بھائی سیّد محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو والدہ کا کردار ادا کر کے پرورش کیا تھا۔ ان کی شادی چونڈہ دیوی ضلع امرتسر کے نامور بزرگ اور رئیس حضرت امام علی قریشی کے پوتے حضرت مولانا حرمت علی قریشی (۱۸۸۲ء ـــــ ۱۹۷۰ء) کے ساتھ ہوئی تھی جبکہ سیّدہ روشن بی بی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۸۰ء ـــــ ۱۹۲۰ء) کی شادی جگد یو خورد (امرتسر) کے حضرت پیر نظام الدین قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے پوتے حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۸۰ء ـــــ ۱۹۵۷ء) کے ساتھ ہوئی۔ لیکن وہ تین بچوں کی ولادت کے بعد فوت ہو گئیں اور زیادہ عمر نہ پائی اور واضح رہے کہ سیّدہ زینب بی بیؒ اور سیّدہ روشن بی بی رحمۃ اللہ علیہ کی شادیاں حضرت بابا نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپریل ۱۹۰۰ء میں اپنی وفات سے پہلے ہی کر دی تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن ہی سے تعلیم کا انتہائی شوق تھا۔ اس زمانے میں مدرسہ میں پانچ سال سے کم عمر والے بچے داخل نہیں ہو سکتے تھے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شوق تعلیم کے پیش نظر حضرت سیّد بدر دین رحمۃ اللہ علیہ نے جو آپ کے دادا جان حضرت سیّد نتھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت پیچھے کر کے ۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء ہی درج کروا

Marfat.com

دی اور چار سال کی عمر کو پانچ سال ظاہر کر کے مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مدرسہ میں داخل کروا دیا حالانکہ آپ کی اصل تاریخ پیدائش ۹ جنوری ۱۸۹۵ء ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تعلیمی اسناد پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء ہی درج ہوتی رہی ہے اور چونکہ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مدرسہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نیا داخلہ ہوا تھا اور یکم نومبر ۱۸۹۹ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت سیّد عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ قصبہ رمداس میں فوت ہو گئے تھے۔ لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس موقعہ پر سکول کی حاضری چھوڑ کر رمداس نہیں گئے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپریل ۱۹۰۵ء میں ڈی۔ بی لوئر ورنیکلر مڈل سکول (پانچویں جماعت کا پرائمری سکول جہاں انگریزی زبان نہیں پڑھائی جاتی تھی) بلہڑ وال تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر (بھارت) سے پانچویں جماعت پاس کر کے مکمل کی۔ پھر چرچ مشن اینگلو ورنیکلر مڈل سکول مجیٹھہ ضلع امرتسر (بھارت) میں سپیشل جونیئر کلاس میں جس کے استاد ماسٹر گوران دتہ تھے اکتوبر ۱۹۰۵ء میں داخلہ لیا۔ اسے اگلے سال پاس کر کے چھٹی جماعت میں مئی ۱۹۰۶ء میں داخل ہو گئے اور اپریل ۱۹۰۸ء میں مڈل پاس کر کے یہیں بطور ان ٹرینڈ ٹیچر ملازم ہو گئے۔ چار سال ملازمت کر کے رقم جمع کی، پھر اپریل ۱۹۱۲ء میں ایم اے او ہائی سکول امرتسر (بھارت) میں ہائی کلاسز کی تعلیم کے لئے داخل ہو گئے اور یہاں سے ۱۹۱۴ء میں ۸۵۰ میں سے ۵۰۰ نمبر لیکر میٹرک پاس کیا۔

ازاں بعد حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ پھر چرچ مشن اینگلو ورنیکلر مڈل سکول

Marfat.com

مجیٹھہ میں بطور ان ٹرینڈ مدرس ملازم ہو گئے تا کہ مزید تعلیم کے لئے کچھ رقم جمع ہو جائے چنانچہ ۱۹۱۶ء میں ایف اے کا امتحان پرائیویٹ طور پر امتیازی نمبروں سے پاس کیا، اس میں تاریخ یورپ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاص مضمون تھا۔ اور اسی سال گورنمنٹ سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں داخل ہو گئے تا کہ تدریس کے پیشہ ورانہ امتحان J.A.V کی تیاری کر سکیں۔ ۱۹۱۷ء میں یہ امتحان امتیاز سے پاس کر کے مئی ۱۹۱۷ء کو سی۔ ایم زمیندارہ ہائی سکول گجرات میں بطور انگریزی زبان کے استاد کے ملازم ہو گئے اور بی اے کی تیاری کے لئے کتب خرید کر لیں۔ مگر آپ کے پیشوائے پاک حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے روک دیا اور ارشاد فرمایا:

ہمارے لئے فی الحال اتنی پڑھائی ہی کافی ہے جو آپ پہلے حاصل کر چکے ہیں۔

اور تعلیم باطنی کے اسباق شروع کر دیئے۔

(اضافی غیر نصابی اعلیٰ تعلیمات کا تذکرہ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمایئے)۔

چنانچہ بی اے کی تیاری کے لئے خریدی گئی وہ کتب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چھوٹے بھائی سیّد محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیں۔

سوموار ۳۰ اپریل ۱۹۰۰ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسری جماعت میں تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جان حضرت تھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ صبح دم اپنے گھر جعفر کوٹ سے ڈھائی میل

Marfat.com

دور قصبہ بلہڑ وال میں واقع ڈی۔ بی ورنیکلر لوئر مڈل سکول جانے کے لئے تیار ہو کر آپ کو سلام کرنے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:

بیٹا آج سکول سے تفریح کے وقت چھٹی لے کر جلدی گھر آ جانا۔ ضروری کام ہے۔

پھر یہ نصیحتیں کیں:

i۔ ''بیٹا! گھبرانا نہیں۔ زندگی میں مشکلات آئیں گی مگر خدا کی مدد اور میری توجہ تمہارے ساتھ رہے گی لہٰذا فکر نہ کرنا تم بہت بڑے آدمی بنو گے۔ بہت بڑے ہو گے بہت بڑے ہو گے۔''

ii۔ ''میرے بعد انگریز تمہیں کوئی اعلیٰ منصب پیش کرنے آئے گا۔ وہ بزرگوں کی اولادوں کو خراب کرنا چاہتا ہے۔ تم انگریز کی نوکری نہ کرنا مجھے اس سے نفرت ہے۔ اس کو بہر صورت اس ملک سے جانا ہو گا۔''

iii۔ ''آج تک ہمارے خاندان سے فقر اور ولایت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا لہٰذا کسی مرد کامل کا دامن ضرور پکڑنا اور اس وراثت پر قائم رہنا۔''

لیکن جب آپ رحمۃ اللہ علیہ تفریح کے وقت مکمل چھٹی لے کر گھر آئے تو حضرت دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ تیار تھا۔ جب آپ چہرہ دیکھنے کے لئے قریب ہوئے تو قریب موجود میّت کا دایاں ہاتھ اٹھا اور اس نے آپ کو سر پر پیار دیا اور پھر اپنی جگہ واپس چلا

Marfat.com

گیا۔لوگوں نے دیکھا کہ اب سمجھ آئی کہ جلدی آنے کی تاکید کیوں کی تھی۔جیسا کہ پہلے بیان ہوا یہ ۲۹ ذوالحجہ ۱۳۱۷ھ/ ۳۰ اپریل ۱۹۰۰ء کا دن تھا۔ یہ دن اور یہ نصائح حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کو تمام زندگی یاد رہے۔

لیکن اس دن کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا گھر جاتا رہا اور رشتے کے ایک تایا سیّد عمر دین ولد سیّد بدرالدین کی بیوی عائشہ بی بی کے گھر رہنے لگے۔اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جو برا سلوک کیا، اسے سن کر آپ کی پھوپھی جنت بی بی زوجہ قاضی غلام محی الدین بن قاضی امام علی قریشی (م ۱۹۴۳ء) رئیس چونڈہ آپ کو اپنے ہاں وڈالہ اور پھر سلطان خان والا ضلع فیروز پور میں لے گئیں جہاں ان کے شوہر قاضی غلام محی الدین م ۱۹۳۵ء وہاں کے رئیس کے مختار عام (اٹارنی جنرل اور جنرل مینجر) تھے۔سارا سال پھوپھی جان کے پاس گزار کر تیسری جماعت کا امتحان دینے کے لئے موضع جعفر کوٹ آ گئے مگر پھر شوق تعلیم نے جو گھیرا تو تائی عائشہ بی بی کے برے سلوک کو برداشت کرتے ہوئے وہیں ٹھہر گئے یہاں تک کہ ۱۹۰۵ء میں چھٹی جماعت انہی گوناگوں حالات میں پاس کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی بہن زینب بی بی رحمۃ اللہ علیہا کے شوہر حضرت میاں جی حرمت علی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۰۰ء میں مڈل کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا تھا پھر انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ازاں بعد تدریس کے پیشہ ورانہ نصابات جے وی (J.V) اور ایس وی (S.V) کے امتحانات پاس کئے۔ازاں بعد ۱۹۰۵ء میں ان کی تقرری چرچ مشن اینگلو ورنیکلر مڈل سکول مجیٹھہ ضلع امرتسر

Marfat.com

(بھارت) میں ہوئی، اس وقت تک حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بلہڑ وال کے لوئر مڈل ورنیکلر سکول سے پانچویں جماعت پاس کر کے اپنی ابتدائی تعلیم مکمل کر لی تھی لہذا حضرت زینب بی بی رحمۃ اللہ علیہ، محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں بھائیوں کو اپنے پاس لے گئیں۔ اس وقت تک محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کے پاس رمداس میں رہے تھے۔ اسی دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پھوپھی جنت بی بی رحمۃ اللہ علیہ بھی جن کو آپ کا بہت فکر تھا فوت ہو گئیں۔ البتہ وہ وصیت کر گئیں کہ میری دو بیٹیاں (i) سیّدہ مہر النساء بی بی اور (ii) سکینہ بی بی میرے دونوں بھتیجوں کو دے دی جائیں۔ لیکن والدہ کی وفات کے بعد یتیمی کی بنا پر ان بیٹیوں کی حالت بھی بہتر نہ رہی تھی چنانچہ آپ کی بڑی بہن حضرت زینب بی بی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۱۳ء میں ضرورت اور آسانی محسوس کی تو سیّدہ مہر النساء بی بی کی شادی حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ سے کر دی۔

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ ظاہری تعلیم حاصل کر رہے تھے اور دادا جان کی پہلی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے مشکلات کا حل صبر اور استقامت سے تلاش کرتے جا رہے تھے۔ پھر تیسری نصیحت بھی خوب یاد تھی چنانچہ کسی مرد خدا کی تلاش نے قلب میں ناقابل برداشت بے تابی اور تڑپ پیدا کر رکھی تھی۔ اس غرض سے آپ بہت سے مردان خدا کے پاس گئے، لیکن ہر ایک نے آپ کا ہاتھ پکڑنے سے معذرت کی۔ اسی مقصد کے لئے پھر ۱۹۱۳ء ہی کے دوران ساون/ جولائی کے مہینہ میں ایک دفعہ آپ حضرت سائیں بہار شاہ

Marfat.com

قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہم ۱۹ محرم ۱۳۱۴ھ/۱۲ ستمبر ۱۹۲۲ء سے ملنے شاہدرہ لاہور اور پھر وہاں سے دریائے راوی کے بیلے میں ان کی کٹیا میں نصف رات کے قریب جا پہنچے۔ حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑی محبت سے پیش آئے اور اچار کے ساتھ کھانا کھلایا۔ لیکن جب آپ نے بیعت کے لئے عرض کیا تو فرمایا:

''مولوی صاحب! آپ ایک شہباز ہیں آپ کا ہاتھ کوئی شہباز ہی پکڑ سکتا ہے۔ میں آپ کے لائق نہیں ہوں عنقریب وہ شہباز طریقت خود آپ کو ملنے والے ہیں۔

واضح رہے کہ حضرت سائیں بہار شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایسی بزرگ ہستی تھے کہ جن سے ملنے کے لئے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ جایا کرتے تھے۔

حضرت سائیں بہار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مل کر گھر واپس آئے تو اگلی رات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ ٹرین لالہ موسیٰ وہاں سے منڈی بہاؤ الدین اور پھر وہاں سے پیدل ایک لق ودق وسیع صحرا کو عبور کرتے ہوئے ایک بستی میں ایک چھوٹی سی مسجد میں جا پہنچے ہیں۔ وہاں ایک بزرگ موجود ہیں، دراز قامت، خوبصورت، بھاری بھرکم اور رعب دار۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بطریق مسنون بیعت کر کے وظائف بتائے اور اجازت دی بعد ازاں آپ اسی طریق سے اپنے گھر واپس آ گئے۔

Marfat.com

اس خواب کو دیکھے ہوئے چند روز ہی گزرے تھے کہ چونڈہ دیوی امرتسر کے رہنے والے آپ کے ایک بزرگ عزیز رشتہ دار جناب برکت علی قریشی اور دوست منشی غلام جیلانی مقیم گمٹالہ نے، گمٹالہ سے پیغام بھیجا کہ یہاں ایک بزرگ تشریف لائے ہوئے ہیں آپ بھی بہر زیارت آجایئے۔ ان دنوں گمٹالہ کی ایک کھوئی (چھوٹا کنواں) میں ایک خوبصورت پتھر دریافت ہوا تھا جس پر قدرتی رنگوں میں اسم ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم واضح طور پر کندہ تھا اور لوگ اس کی زیارت کے لئے اس کھوئی سے بطور تبرک پانی لینے کے لئے گمٹالہ کی طرف دھڑا دھڑ جا رہے تھے۔ گمٹالہ مجیٹھہ سے چند میل کے فاصلہ پر تھا چنانچہ آپ ایک برتن لے کر اور اپنی بڑی ہمشیرہ حضرت زینب بی بی رحمۃ اللہ علیہا سے جو گھر کی منتظم تھیں، پانی لانے کی اجازت لے کر گمٹالہ پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ بزرگ چونڈہ دیوی چلے گئے ہیں۔ چنانچہ پانی لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے چونڈہ دیوی پہنچ گئے، حضرت میاں غلام علی رحمۃ اللہ علیہ (بابارتی داڑھی والے) کی حویلی میں ایک چبوترے پر نماز عصر باجماعت پڑھی جارہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی والا برتن ایک طرف رکھ کے دوسری رکعت میں شامل جماعت ہو گئے۔ نماز ختم ہوئی تو جناب امام صاحب کی صورت دیکھ کر حیران رہ گئے، عین بعین وہی صورت تھی جسے کچھ روز پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا تھا اور بیعت ہوئے تھے۔ دوسری طرف حضرت امام صاحب نے آپ کو اپنے قریب کر کے محبت سے ارشاد فرمایا: ''مولوی صاحب! پہچان لیا، وہی ہوں۔'' چنانچہ نماز مغرب بھی ان کے پیچھے

Marfat.com

پڑھ کے اوران سے اجازت لے کے آپ رحمۃ اللہ علیہ مچیٹھہ واپس آ گئے۔ اگلے دن پھر آپ چونڈہ پہنچ گئے۔ میاں غلام علی قریشی بیعت ہوئے اورانہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اصرار کیا اور کہا۔ ''مولوی صاحب! آپ کو پیر کی تلاش ہے یہیں بیعت ہو جایئے۔'' مگران کی اس بات کا جواب آپ کی بجائے اس بزرگ ہستی نے خود دیا: ''مولوی صاحب بیعت ہو چکے ہیں'' اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''مولوی صاحب! وہ خواب والی بیعت درست ہے۔ نئی بیعت کی ضرورت نہیں۔'' یہ تھے موضع سیداشریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات پنجاب کے مشہور نقشبندی بزرگ ابوالوقت حضرت خواجہ محبوب عالم توکلی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ۔ چنانچہ تمام دن خدمت میں رہ کر نماز مغرب کے بعد رخصت ہونے کی اجازت لی اور عرض کیا: ''حضور! مچیٹھہ تشریف لایئے'' آپ نے قبول فرمایا۔ رات مچیٹھہ گھر واپس آئے اور تمام احوال اپنی ہمشیرہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو بتائے۔ اگلے دن حضرت خواجہ صاحب مچیٹھہ تشریف لے آئے اور مشہور ہو گیا کہ مولوی حبیب اللہ صاحب بیعت ہو گئے ہیں اور ان کے شیخ طریقت تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ آپ کی برادری کے اور کثیر دوسرے لوگ جو اس انتظار میں تھے کہ جہاں مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہوں گے وہیں وہ بھی بیعت ہوں گے گروہ در گروہ جلد جلد آ پہنچے اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ زینب بی بی رحمۃ اللہ علیہا، آپ کے بہنوئی میاں جی حرمت علی رحمۃ اللہ علیہ، جناب صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جگد یوخورد والے، حافظ سردار علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی برادری کے

Marfat.com

بہت سے دیگر لوگ بھی اسی موقعہ پر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب بھی اس علاقہ میں تشریف لاتے تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زیادہ قیام محیٹھہ ہی میں ہوتا تھا۔ ہفتہ، دس دن تو ضرور ٹھہرتے تھے اور جس نے بھی آپؒ سے ملنا ہوتا تھا یہیں آ کر ملتا تھا۔

چنانچہ ۱۹۱۳ء کا سال اس لحاظ سے بہت مبارک ثابت ہوا کہ:

(i)۔ اس سال آپ کی شادی خانہ آبادی ہوئی۔

(ii)۔ اور اسی سال آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں انتساب طریقت حاصل کیا۔

اب آیئے حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جان حضرت ننھے شاہ صاحبؒ کی دوسری نصیحت کی طرف جس میں انہوں نے آپ کو انگریز کی نوکری سے منع کیا تھا۔ انگریز سے اپنی نفرت کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ اسے بہر صورت اس ملک سے جانا ہوگا۔ یہ نصیحت حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایک ایسا عامل ثابت ہوئی جس نے آپ کی شخصیت کی تعمیر میں نہایت موثر کردار ادا کیا۔ پھر وہ موقعہ بھی آیا کہ جب آپ نے میٹرک پاس کر لیا اور انگریز ڈی سی امرتسر آپ کے پاس خود آیا اور اس نے آپ کو تحصیل دار کے منصب کی پیش کش کی۔ اس وقت آپ نے محض اپنے دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کی اس نصیحت کو سامنے رکھتے ہوئے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ پھر انگریز ڈی سی نے تلاش کیا کہ حضرت ننھے شاہ

Marfat.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا کوئی اور فرد مل جائے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے رشتہ کے تایازاد بھائی جناب حسین بخش بن میاں عمر دین بن میاں بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو پٹوار کا عہدہ دے دیا گیا۔

اور یہ دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت ہی تھی کہ آپ نے گورنمنٹ کے کسی ادارے میں ملازمت کرنا پسند نہیں کیا اور گجرات کے پرائیوٹ سی ایم زمیندارہ سکول میں ملازمت کر لی۔ علاوہ ازیں آپ آزادی ہند کی تحریکات کو پسند کرتے تھے اور تحریک پاکستان کے ساتھ انتہائی قلبی لگاؤ رکھتے تھے۔ مگر واضح رہے کہ آپ کی انگریز دشمنی صرف بدیسی استعمار کو ختم کرنے کی حد تک تھی ورنہ آپ انگریزی زبان و ادب اور یورپ کے علوم مفیدہ سے استفادہ کے حق میں بڑے وسیع القلب واقع ہوئے تھے۔

حضرت ننھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد بحر العلوم حضرت مولانا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۸۱ء---- ۱۹۴۴ء) کی ذات والا صفات ایک دوسرا عامل تھا جس نے حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت میں ایک استاد کی صورت میں نہایت موثر کردار ادا کیا۔ حضرت مولانا آسی رحمۃ اللہ علیہ بھی انگریز اور اس کے بدیسی استعمار کے شدید مخالف تھے اور اسلامی علوم اور اقدار کی حیات نو کے ممتاز نمائندے تھے۔

اس ضمن میں تیسرا عامل، ایس مرکیڈو (S.Mercado) (۱۸۷۰ء— ۱۹۵۷ء) ہیڈ ماسٹر ایم اے او ہائی سکول امرتسر اور بعد ازاں پرنسپل ایم اے او کالج امرتسر کا

Marfat.com

کردار تھا۔ وہ اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کے رسوم و رواج کو بہت پسند کرتا تھا۔ اسلامی تاریخ کا ماہر تھا اور وہ مسلمانوں کے شاندار ماضی کی بنا پر اس قوم کا قدردان تھا اور اس کی ترقی کا دل سے خواہش مند تھا۔ وہ محض آزادی پسندی اور مسلمان دوستی کے ناطے برصغیر کی تقسیم ۱۹۴۷ء کے بعد پاکستان آ گیا تھا اور یہیں لاہور میں فوت ہوا تھا۔

بدیسی استعمار سے آزادی کے بارے میں چوتھا اہم عامل ابوالوقت حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۵۰ء ——— ۱۹۱۷ء) کی ذات بابرکات ہے جس نے شیخ طریقت کی حیثیت سے حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی شخصی تعمیر میں بڑے وسیع گہرے اور دور رس اثرات مرتب کیے۔ وہ (حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ) دارالعلوم دیوبند کے اولین پانچ طلبہ میں سے ایک تھے، شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا فخر الحسن گنگوھی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ہم جماعت تھے اور ان کے قریبی دوست تھے اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ان سے بعض ابتدائی کتب پڑھنے کے لئے آئے تھے مگر ان کی بلند پایہ علمی مصروفیات کی بنا پر ان سے تلمذ نہ پا سکے تھے۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ریاست رامپور میں ۱۸۷۵ء سے دسمبر ۱۸۸۴ء تک دس سال نائب مفتی اعظم (ڈپٹی چیف جسٹس آف سٹیٹ) رہے تھے ازاں بعد مختلف ادوار میں دہلی، کرنال، انبالہ اور گجرات (پاکستان) میں ان کی مفتیانہ حیثیت مسلّم رہی تھی۔ انہوں نے اپنے شیخ طریقت حضرت خواجہ توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۸۹۷ء کی خدمت

Marfat.com

میں ۱۸۸۷ء سے ۱۸۹۷ء تک گیارہ سال تربیت باطنی اٹھائی تھی پھر ۱۸۹۷ء میں پیشوا کی وفات کے بعد ۱۸۹۸ء میں ترک فوج میں بہ حیثیت کرنل کے شرکت کی تھی اور یورپی استعمار کے خلاف جہاد میں صورتاً حصہ لیا تھا، چنانچہ برصغیر میں انگریز حکومت کے محکمہ سی آئی ڈی کے افسران کسی وقت ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے تھے اور انہوں نے امور تکوینی کو مجذوبوں سے واپس لینے اور عالم اسلام سے یورپی استعمار کو دور کرنے کا پروگرام بنا کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے منظور کروایا تھا اور پھر یہ تکوینی پروگرام حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کرتے ہوئے کہا تھا:

''مجذوبوں سے تکوینی حکومت سالکوں کو منتقل ہو جائے گی اور آپ منصب قیومیت پر فائز ہوں گے۔ انگریز یہاں سے چلا جائیگا۔ برصغیر کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے، ایک کا نام ہندوستان اور دوسرے کا نام پاکستان ہوگا۔ عالم اسلام کی ریاستیں یورپی استعمار سے آہستہ آہستہ آزاد ہوتی جائیں گی اور روس سمٹ کر ماسکو تک رہ جائیگا۔''

ان کے نظریات بہت بلند تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کے سچے اور کامل نمائندہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ فرمایا:

''مولوی صاحب! ہم پیری مریدی کے لئے نہیں آئے۔ یہ ہم نے حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں

Marfat.com

شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی ہے۔ اگر ہم اسے اختیار کرنا چاہیں تو اتنی خلقت آئے کہ ہمارے علاقے کی زمینیں ہموار ہو جائیں۔ فقر اور درویشی سے ہمارا مقصد دوسرا ہے اور وہ ہے احوال امت کو امور تکوینیہ پر کنٹرول کر کے سنبھالنا اور سنوارنا۔ البتہ ہم جو پیری مریدی کرتے ہیں یہ محض دعوت و ارشاد نبوی ﷺ کی نسبت سے کچھ حصہ اور شرف پانے کے لئے ہے۔"

آزادی و حریت فکر اور اسلامی حیات نو کے بارے میں حضرت قطب الارشادؒ کے استاد، حضرت مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ (پروفیسر شعبہ عربی و اسلامیات۔ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور) اور سر ہنری مارٹن (پروفیسر و چیئرمین شعبہ انگریزی اور پرنسپل اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور) کا نام بھی لیا جا سکتا ہے ان دونوں نے بھی آپ کو متاثر کیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان سب بزرگوں نے حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کو وہی شفقت و محبت اور قرب بخشا تھا جو ایک حقیقی والد اور دادا دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کے ساتھ اسی نوعیت کے تعلقات استوار کئے تھے اور نبھائے تھے جو والد اور دادا کے ساتھ استوار کرنے اور نبھانے ضروری ہوتے ہیں۔ اس ساری تفصیل کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ اسلامی غیرت و حمیت اور آزادی و حریت کے

Marfat.com

ایک بڑے نمائندے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک پاکستان میں جو نمایاں اور عظیم کردار ادا کیا تھا، اس کے منابع ان کے خاندانی بزرگوں کی وراثت کے علاوہ ان کے اوپر مذکور یہ اساتذہ کرام اور شیخ طریقت بھی تھے۔

اب میں پھر پیچھے کی طرف لوٹتا ہوں اور حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعبہ حیات سے پردہ کشائی کرتا ہوں جو ان کے مروجہ نظام تعلیم کے نصابات کے علاوہ دیگر علوم دینیہ و عقلیہ سے متعلق ہے چنانچہ واضح رہے کہ:

i۔ آپ نے عربی زبان و ادب، قرآن، تفسیر، حدیث، اصول اور جدل و مناظرہ کی تعلیم حضرت مولانا محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے پائی اور آپ کا ان کے ساتھ یہ رابطہ ان کی وفات ۱۹۴۴ء تک بہت گہرا رہا۔

ii۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صحاح ستہ کی مرویات کی دوسری سند آپ نے صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۴۶ء میں حاصل کی جب وہ گجرات پنجاب میں حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت کے لئے مسلم لیگ کے جلسوں سے خطاب کرنے آئے تھے۔ یہ سند حدیث حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے ہاتھ کی تحریری صورت میں حضرت قطب الارشادؒ کے کتب خانے میں موجود ہے۔

iii۔ لائی سنٹی ایٹ ان ڈیونٹی (B.D / بیچلر ان ڈیونٹی Bachelor in Divinity) (امتحان منصب پادری)

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپریل ۱۹۰۸ء میں مڈل پاس کر کے سکاچ چرچ مشن اینگلو

Marfat.com

ورنیکلر مڈل سکول مجیٹھہ ہی میں بطور ان ٹرینڈ ٹیچر ملازم ہو گئے تھے۔اس دوران اس سکول کے عیسائی ہیڈ ماسٹر ایڈورڈ نمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت مہربان تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی زیر نگرانی دین عیسائیت کے مشہور تعلیمی ادارے گورنمنٹ تھیالوجیکل سیمنری سکول (GTSS) موضع کھوکھر کی شہر گوجرانوالہ سے ۱۹۱۲ء میں لائی سینٹی ایٹ ان ڈیونٹی (Licentiate in Divinity) کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا۔ جو آج کل B.D کہلاتا ہے۔واضح رہے کہ گوجرانوالہ میں یہ تھیالوجیکل سیمنری سکول اس سال یعنی ۱۹۱۲ء میں وجود میں آیا تھا اور اس سال ہی اس کے پہلے امتحانات منعقد ہوئے تھے۔

iv۔ دین عیسائیت میں D.D (ڈاکٹر آف ڈیونٹی) کی ڈگری آپ نے کیمبرج یونیورسٹی کے کالج آف ٹرنٹی سے حاصل کی (۱)۔

ایس مرکیڈو نے وائسرائے ہند کے ذریعہ کیمبرج یونیورسٹی سے رابطہ قائم کر کے اس کا امتحانی سنٹر امرتسر چرچ میں بنوایا تھا۔آپ کے تحریری پرچے ہوئے تھے اور مارکنگ کے لئے انگلینڈ گئے تھے جہاں دیگر ممالک کے طلبہ کے پرچے بھی پہنچے تھے۔ان سب کے درمیان آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی پوزیشن حاصل کی تھی اور گولڈ میڈل لیا تھا۔۱۹۱۵ء میں جب حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ڈگری حاصل کی تھی برصغیر میں اس ڈگری کے حامل صرف دو شخص تھے (۲)۔

Marfat.com

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی حیات کے نامساعد سماجی اور معاشی پس منظر کے تناظر کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حاصل کردہ بلند علمی فضائل وکمالات کے بیان کے بعد، اب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور حیات کے اس پہلو سے نقاب کشائی کرنے کی طرف توجہ کرتا ہوں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اصل پہچان ہے اور آپ کی ذات بابرکات کا حقیقی عنوان ہے۔ یعنی آپ کی طریقت کا پہلو اور آپ کی ولایت کے امتیازات اور کمالات کا پہلو۔ اپنے حضرت دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کی تعمیل میں آپ نے خاندانی وراثت فقر کو قائم رکھنے کیلئے جس ہستی مبارک کا دامن پکڑا وہ کمالات ولایت اور دنیائے فقر میں یگانہ روزگار تھی۔ یعنی قطب الارشاد، مجدّد زمان، ابوالوقت، مقتدائے زمن، بایزید جمال، خلیل الرحمٰن ابوالہاشم خواجہ محمد مصطفیٰ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی سیدوی قدس سرہ، (۱۸۵۰ء ــــــ ۱۹۱۷ء) جن کا ذکر خیر پہلے ہو چکا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے متواتر گیارہ سال شب و روز حضرت خواجہ توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۸۹۷ء کی خدمت میں رہ کر سلوک مجددی کو طے کیا اور اس کے مقامات عالیہ کو حاصل کیا، پھر بغداد شریف میں تین سال بسر کئے اور وہاں کے مشائخ سے سلسلہ شاذلیہ اور دیگر سلاسل کی اجازات پائیں، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر دو سال معتکف رہے اور فیوضات کثیرہ حاصل کرنے کے علاوہ آپ کی نیابت کی دولت حاصل کی۔ دریائے دجلہ کے کنارے پانی میں

Marfat.com

کھڑے ہوکر الامام احمد بن علی البونی م ۶۲۲ھ کی فن عملیات پر شہرۂ آفاق ''کتاب شمس المعارف الکبریٰ ولطائف العوارف'' کے تمام عملیات پر دسترس کے لئے چلّے اور مجاہدے کئے۔ مزید برآں یہ کہ حضرت خواجہ توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر سلاسل کے اکابر سے بھی نسبتیں حاصل کیں یہاں تک کہ اپنے زمانہ میں علم وعمل اور فقر وولایت کا نسخہء جامعہ اور نمونہء نادرہ بن گئے تھے۔

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ آپ سے اگست ۱۹۱۳ء میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ میں بیعت ہوئے اور آپ کی وفات جولائی ۱۹۱۷ء تک کامل چار سال تک صحبت اٹھائی۔ سلوک کو مکمل کیا اور قریباً دو سال بعد ۱۹۱۵ء میں اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ اس طرح کہ حضرت محبوب رحمۃ اللہ علیہ کے حبیب بن گئے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب بھی آپ کا ذکر فرماتے تو خوشی سے کہتے ''ہمارے مولوی صاحب کی یہ بات، ہمارے مولوی صاحب کی وہ بات''۔ آپ سیدا شریف حاضر ہوتے تو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خوشی کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سالانہ عرس شریف کی تاریخ میں غلطی لگ گئی اور ایک دن تاخیر سے پہنچے۔ اس وقت عرس شریف ہو چکا تھا اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہل طریقت کو رخصت کر رہے تھے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور تاخیر کی وجہ معلوم ہوئی تو رخصت یافتہ تمام لوگوں کو روک لیا اور فرمایا:

ہمارے مولوی صاحب آگئے ہیں، اب عرس پھر ہوگا۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے لئے کھانے کا خاص اہتمام فرماتے تھے

Marfat.com

اور عام لنگر کی روٹی کی بجائے گھر سے پھلکے پکواتے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی صاحبزادی صاحبہ سیّدہ صالحہ بی بی رحمۃ اللہ علیہا نے بیان کیا:

> ایک دفعہ ہمارے جی صاحب (وہ اپنے والد صاحب کو جی صاحب کہتی تھیں) تہبند پکڑے ہوئے تیز تیز چلتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوئے۔ والدہ سو رہی تھیں ان کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور مجھے فرمایا: ''سائیں''! (اصل نام صالحہ بی بی لیکن آپ پیار سے ان کو سائیں کہا کرتے تھے) جلدی کر۔ میں آٹا گوندھ دیتا ہوں اور تو پھلکے پکا دے۔ ہمارے مولوی صاحب گجرات والے آئے ہیں۔ وہ موٹی روٹی نہیں کھاتے۔ میری عمر گیارہ سال تھی میں بڑی حیران ہوئی کہ کسی مرید کے لئے آپ اتنا اہتمام نہیں کرتے یہاں تک کہ حضرت جرنیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ صاحب کے خلیفہ خاص) بھی لنگر ہی کا کھانا کھاتے ہیں پھر مولوی صاحب گجرات والے کون ہیں جن کے لئے جی صاحب اس قدر محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکا دیں تو جی صاحب انہیں چھابی میں رکھ کر باہر لے گئے۔

دوسری جانب حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیشوا

Marfat.com

بھی سمجھا اور باپ دادا بھی۔ چنانچہ یکم تاریخ کو تنخواہ موصول ہوتی تو سید اشریف حاضر ہو کر پورا بٹوا پیش کر دیتے۔ پھر جتنی رقم حضرت خواجہ صاحب چاہتے رکھ لیتے اور جتنی رقم چاہتے واپس کر دیتے۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلوک کی تکمیل کے علاوہ عملیات میں سے سورۃ الشمس، سورۃ جن اور سورۃ مزمل باموءکل کے تین چلّے اپنی نگرانی میں کروائے اور فرمایا:

> مولوی صاحب! ہتھیار پاس ہونا چاہئے کسی وقت ضرورت پڑ جاتی ہے۔

پھر یکم رمضان ۱۳۳۵ھ بمطابق ۲۱ جون ۱۹۱۷ء کو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نامہ مبارک آیا۔

> مولوی صاحب! گرمیوں کی چھٹیاں ہو چکی ہیں فوراً میرے پاس آجائیں۔ یہ مہینہ میرے پاس رہنا ہے اور ہاں آپ کے لئے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بھی ایک خاص بشارت ہے۔

نامہ مبارک پہنچتے ہی حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ سید اشریف حاضر ہو گئے۔ اس وقت حضرت خواجہ صاحب تندرست تھے۔ پوچھا:

> مولوی صاحب! آپ کا حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تعلق ہے؟

Marfat.com

عرض کیا:

حضور! محبت ہے اور گیارہویں شریف کا ختم شریف دلاتا ہوں۔

فرمایا:

صرف اتنی بات نہیں ہے۔آپ نے حکم دیا کہ حبیب اللہ میرا بیٹا ہے اس کی تربیت میں کوئی کمی نہ چھوڑنا۔

اور خاموش ہو گئے۔پھر فرمایا:

سلوک اجمالی سکھا دیا ہے تفصیلات وارد ہوتی رہیں گی۔ ہماری قبر پر آتے رہنا اسباق پختہ ہوتے رہیں گے۔اول تو کہیں اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں پھر بھی اگر دل گھبرائے تو پہلے قاضی صاحب اعوان شریف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے جانا۔وہ بڑے مجاہد مرد ہیں جس دن وہ فوت ہوئے مجاہدے کی لٹھ ٹوٹ جائے گی اور پھر پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے جانا۔ان دو کے سوا کسی کے پاس جانے کی اجازت نہیں۔

پھر فرمایا:

ہمارا وقت تھوڑا ہے اس لئے بلا لیا ہے۔

اور فرمایا:

مولوی صاحب! اکو واری کہ کیاری کیاری؟

Marfat.com

پھر خود ہی فرمایا:

مولوی صاحب وقت تھوڑا ہے اکو واری ٹھیک ہے۔

اور بھرپور توجہ دی جس سے حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے اور نکسیر بہنے لگی کچھ عرصہ بعد نکسیر بند ہو گئی اور ہوش بھی آ گیا مگر تین دن تک بخار رہا۔

۱۵ رمضان ۱۳۳۵ھ بمطابق ۶ جولائی ۱۹۱۷ء کو جمعہ کا دن تھا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسہال سے نڈھال تھے مرض وفات شروع ہو چکا تھا۔ آپ کے تمام بڑے بڑے خلفاء اور اکثر مریدین بلا لئے گئے تھے۔ اس وقت سب بڑے خلفاء اور علماء کی موجودگی میں حکم دیا:

مولوی صاحب! مسجد میں جائیے اور میرے منبر پر بیٹھ کر وعظ کہیے اور نماز جمعہ پڑھا دیجئے۔

عرض کیا:

بڑے بڑے خلفاء اور علماء مثل حضرت جرنیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ جمال دین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں میری عمر ابھی بائیس سال بھی نہیں ہوئی ہے۔ آپ کسی اور بزرگ پیر بھائی کو فرما دیجئے۔

اس پر جوش آ گیا اور فرمایا:

Marfat.com

یہ میرا امر ہے جمعہ آپ پڑھائیں۔

چنانچہ الامر فوق الادب کے تحت آپ نے منبر شریف پر بیٹھ کر وعظ فرمایا۔عنوان یہ آیت مبارکہ تھی:

یا ایھا الذین آمنو اطیعوا اللّٰہ واطیعوا
الرسول و اولی الامر منکم۔

(النساء۴:۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو
رسول (ﷺ) کی اور اس کی جو تمہارے درمیان اولوالامر ہے۔

اس وعظ شریف میں بنیادی نکتہ یہ تھا کہ اولوالامر سے مراد پیشوائے پاک کی ذات ہے کیونکہ یہاں امر سے مراد انسانی حکم نہیں بلکہ ربانی حکم ہے یعنی شرع الٰہی۔اور پیشوا امر الٰہی کا ان سلاطین اور علماء کی نسبت زیادہ عالم، محافظ اور جاری کرنے والا ہوتا ہے جن کو عام طور پر اولوالامر کہا جاتا ہے۔وجہ یہ ہے کہ:

i۔ امر الٰہی یا شرع الٰہی اس کی زندگی میں بے نقاب ہوتی ہے اور اس کے اسرار و رموز اس کی دنیائے اخلاص و عمل میں کھل جاتے ہیں۔

ii۔ وہ اس امر الٰہی کا مالک ہوتا ہے جو خدا اور رسول کے پاس ہوتا

Marfat.com

ہے اور وہ اس میں ذات حرص و ہوس یا خوشی و غضب کی بنا پر کوئی
کمی بیشی نہیں کرتا۔

iii۔ صاحب الہام ربانی ہونے کی بنا پر وہ عالم امر سے براہ
راست امر الٰہی کو وصول کرنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔
لہٰذا اس آیت شریفہ میں حکم دیا گیا ہے اطاعت کرو اللہ کی اور
اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اس کی جو تمہارے درمیان
اولوالامر ہے یعنی پیشوا۔

یہ قریباً آدھ گھنٹہ کا وعظ تھا اور پہلو والے حجرے سے حضرت خواجہ صاحب دیکھ رہے تھے۔ جب نماز کے بعد حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے اور پوچھنے پر وعظ کا خلاصہ عرض کیا تو ارشاد فرمایا:

مولوی صاحب! اولوالامر کے یہ معنی نہ تو جرنیل بیان کر سکتا تھا اور نہ
حافظ جمال دین۔ یہ فیضان آپ ہی کو پہنچا ہے۔

۲۱ رمضان جمعرات کے دن سب خلفاء سے باری باری پوچھتے جاتے:
مانگو! کیا مانگتے ہو؟

پھر ہر ایک کی گذارش کے مطابق دعا فرما دیتے۔ یہاں تک کہ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی باری آگئی۔ آپ سے بھی یہ ہی سوال کیا:

Marfat.com

مولوی صاحب! مانگ لیجئے جو مانگنا ہے۔

عرض کیا:

حضور کچھ نہیں۔

پھر ارشاد فرمایا:

مانگ لیجئے جو مانگنا ہے۔

پھر عرض کیا کچھ نہیں، حتیٰ کہ تیسری بار زور دے کر پوچھا تو عرض کیا:

حضور سائل سے مسئول بہتر جانتا ہے۔

اس جواب پر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا:

مولوی صاحب! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ نہیں مانگا ہم نے سب کچھ دیا۔ ہم نے دیگیں پکا دی ہیں آپ تقسیم کر دینا۔

پھر ایک کرسی منگوائی اور اس پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ آپ جھجکے کہ بے ادبی نہ ہو۔ تو

فرمایا:

الامر فوق الادب۔

چنانچہ آپ بیٹھ گئے۔ فرمایا:

اللہ کا نام بتاتے رہنا اور سلسلہ چلاتے رہنا۔

عرض کیا:

Marfat.com

میرے پاس کون آئے گا اور میرا مرید بننا کون اختیار کرے گا؟

اس وقت آپ پر اپنی ناتمامی اور نیستی کا احساس طاری تھا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پھر جوش آ گیا۔ لیٹے ہوئے تھے، اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

کیا کہا آپ کے پاس کون آئے گا؟ کون مرید ہوگا؟ میں تو ایک عصا کو توجہ دوں تو وہ قیامت تک ارشاد و ہدایت کا کام کرتا رہے آپ تو پھر آدمی ہیں، دیکھئے! یہ جرنیل کا خاندان میرے سامنے سے گزر رہا ہے، یہ عبداللہ خان کا یہ فلاں خلیفہ کا اور یہ فلاں خلیفہ کا۔

سب نام گنوائے پھر فرمایا:

مولوی صاحب! اب یہ آپ کا سلسلہ گزر رہا ہے بلے! بلے! یہ تو ختم ہی نہیں ہوتا قیامت تک جا رہا ہے اور بڑے بڑے مردان خدا اس میں نظر آ رہے ہیں۔

بعد ازاں اس طرح حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام اکابر خلفاء کے سامنے آپ کو خلافت تامہ عطا فرمانے کے بعد آخری سبق دائرہ قیومیت کا دیا اور فرمایا:

یہ سبق سلوک کے اسباق سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ محض انعام ربانی

Marfat.com

ہے انشاء اللہ حکومت تکوینی مجذوبوں سے منتقل ہوکر سالکوں کو ملے گی تو آپ اس منصب پر فائز ہوں گے۔ہم نے یہ منصب بارگاہ رسالت ﷺ سے امت محمدیہ ﷺ کی خدمت کے لئے مانگا ہے۔

پھر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ''ازلی سعید'' اور ''کوہ استقامت'' کے القابات دیئے اور فرمایا:

مولوی صاحب! مصائب بہت آئیں گے مگر خدا اپنے بندے کو ضائع نہیں کرے گا۔آپ عامل بہت دیکھیں گے مگر کامل کوئی نہیں ملے گا۔

پھر اور وصیتیں فرمائیں خصوصاً حضرت صاحبزادہ صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش، تعلیم ظاہری اور تربیت روحانی کے بارے میں۔۲۲ رمضان جمعہ کے دن صبح سحری کے وقت ۳:۳۰ بجے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ واصل بحق ہو گئے اور حسب وصیت آپ کو غسل دینے والے چار آدمیوں میں حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد درد مہجوری میں حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ پہلے حضرت قاضی صاحب اعوان شریف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے نسبت سہروردی و قادری وصول کی۔ پھر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کے پاس بھی حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنی نسبت چشتیہ پیش کی اور ساتھ ہی فرمایا:

"مولوی صاحب میں حاضر اور گذشتہ تمام ارواح بزرگان
کو آپ کی طرف متوجہ دیکھتا ہوں، معلوم ہوتا ہے کہ قطبیت
عالم کا تاج آپ کو عنایت ہوگا۔"

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد حرف بحرف درست ثابت ہوا اور تمام اکابر کی نسبتوں نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ ۱۹۳۵ء میں بعمر چالیس سال آپ منصب قیومیت سے سرفراز ہوئے جس کی بشارت حضرت خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سے دے رکھی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اور رسالہ "مبدا و معاد" میں قیوم اور قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ابحاث فرمائی ہیں جنہیں مزید تشریح کے ساتھ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی نے "زبدۃ المقامات" میں، خواجہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے "حضرات القدس" میں، خواجہ محمد احسان نے "روضۃ القیومیتہ" میں، شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے "عبقات" میں اور ڈاکٹر سیّد محمد عبداللہ نے "اردو دائرہ معارف اسلامیہ"، ۱۶/۲، ۵۶۰ میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ قیوم اور قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے مناصب جلیلہ کی توضیح ان میں سے بعض مصادر کے حوالہ سے ذیل میں کی جاتی ہے۔

قیوم اور قیومیت:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ۔

الخ (فاطر، ۳۵:۳۲)

ترجمہ: پھر ہم نے ان لوگوں کو اپنی کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا۔ چنانچہ ان میں سے بعض لوگ ظالم لنفسہ: (اپنے اوپر ظلم کرنے والے) ہیں۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا۔

(الاحزاب، ۳۳:۷۲)

ترجمہ: ہم نے اپنی امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی لیکن انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا اور اس کو دیکھ کر ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا یہ بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔

اور حدیث قدسی میں آتا ہے:

Marfat.com

ان اللّٰہ خلق آدم علی صورتہ۔

(مسند الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ج ۲، ص: ۴۸۳، ح ۷۲۷۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

اور چونکہ اللہ تعالیٰ صورت سے پاک اور برتر ہے۔ لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مرتبہ تنزیہ کی فرضی صورت عالم مثال میں قائم کی جائے تو یہ صورت جامع ہوگی جس پر انسان جامع موجود ہوا۔ اس کے سوا کسی اور صورت کو یہ قابلیت نہیں ہے کہ اس مرتبہ مقدسہ کی جامع ہو سکے اور اس کا آئینہ بن سکے اور یہی ہے کہ انسان حق تعالیٰ کی خلافت کے لائق ہوا۔ کیونکہ خلیفہ جب تک شے کی صورت پر مخلوق نہ ہو اس شے کی خلافت کا مستحق نہیں ہوتا۔ چونکہ انسان رحمٰن کا خلیفہ بن گیا اس لئے بار امانت بھی اسی کو اٹھانا پڑا۔

لَا یَحْمِلُ عَطَایَا الْمَلِكِ اِلَّا مَطَایَاهُ

ترجمہ: بادشاہ کے عطیات کو اس کی شاہی سواریاں ہی اٹھا سکتی ہیں۔

لہٰذا آسمان زمین اور پہاڑ یہ جامعیت کہاں سے لاتے تا آنکہ حق تعالیٰ کی صورت پر پیدا ہوتے اور اس کی خلافت کے لائق ہو کر بار امانت کو اٹھا سکتے۔ بلکہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ اس بار امانت کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں کے سپرد بھی کر دیتے

Marfat.com

تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور ان کا کچھ نشان باقی نہ رہتا۔

لہٰذا یہ امانت خدا کی خلافت اور نیابت کی حیثیت سے تمام اشیاء کی قیومیت ہے جو انسان کامل کے ساتھ مخصوص ہے۔یعنی انسان کامل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بطور خلافت تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں اور تمام مخلوق کو تمام ظاہری باطنی کمالات کا افاضہ اور قیام و بقا اسی کے ذریعہ پہنچاتے ہیں۔اگر فرشتہ ہے تو وہ بھی اسی کا وسیلہ پکڑتا ہے۔غرض حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اسی کی طرف ہوتی ہے اور سب اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔خواہ وہ اس امر کو جانیں یا نہ جانیں۔

ظَلُوماً: انسان کامل اور قیوم کی صفت ہے۔(مبالغہ کا صیغہ) یعنی اپنی جان پر یہاں تک ظلم کرتا ہے کہ اپنے وجود اور اس کے توابع کا کوئی نام ونشان اور اثر وحکم باقی نہیں چھوڑتا۔واقعی جب تک اپنی جان کے ساتھ ایسا رویہ اختیار نہ کرے بار امانت کے لائق نہیں ہو سکتا۔

جَھُوْلاً: یہ انسان کامل اور قیوم کی دوسری صفت ہے۔(مبالغہ کا صیغہ) یعنی اس قدر جاہل ہے کہ اس کو اپنے مطلوب (بار امانت) کا کوئی علم اور ادراک نہیں ہے بلکہ ادراک سے عاجز ہونا اور علم سے جاہل ہونا اس کا مقصود ہے۔یہ عجز و جہل اس مقام میں کمال معرفت ہے کیونکہ سب سے زیادہ جاہل اس مقام میں سب سے زیادہ عارف

Marfat.com

ہوتا ہے اور جو سب سے زیادہ عارف ہوگا وہی بار امانت کے لائق ہوگا۔

یہ دونوں صفتیں (ا۔ظلوم ۲۔جہول) گویا بار امانت اٹھالینے کا باعث ہیں۔یہ عارف جو جواشیاء کی قیومیت کے مرتبہ سے مشرف ہوا ہے۔وزیر کا حکم رکھتا ہے جس کی طرف (پر) تمام مخلوقات کے ضروری کام اور معاملات راجع (عاید) ہیں۔انعامات اگرچہ بادشاہ کی طرف سے ہوتے ہیں لیکن مخلوقات تک وزیر کی طرف سے پہنچتے ہیں۔

اس دولت کے رئیس ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔یہ مرتبہ اصلی طور پر اولوالعزم پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے یا ان لوگوں کے ساتھ جن کو اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی وراثت اور تبعیت کے طور پر اس دولت سے مشرف فرمائیں۔

بر کریماں کار ہا دشوار نیست

وارثان کتاب میں پہلا گروہ جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہے ظالم لنفسہ ہے، جو منصب وزارت اور قیومیت سے مشرف ہے۔

(مکتوبات امام ربانی ۲/۴/۷)

قیوم بمنزلہ جوہر ہے اور ذات حق کو چھوڑ کر باقی جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے جوہر اور عرض کی فلسفیانہ اصطلاح کا استعمال مناسب نہیں۔البتہ یہ کہنا ٹھیک ہے کہ خدا کے علاوہ جمیع مخلوقات کا انحصار قیوم پر ہوتا ہے۔(راقم) وہ اللہ تعالیٰ کا وزیر اور نائب اتم ہوتا ہے اسے بے چونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے جسے ذات موہوب کہتے ہیں جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے۔باوجود جوہر ہونے کے

Marfat.com

جوہریت کا اطلاق اس پر زیب نہیں دیتا۔ غوث، قطب، فرد، ابدال، اوتاد وغیرہ سب قیوم کے نائب، پیش کار اور خادم ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اکمل ہوتا ہے۔ تمام جہان کے معاملات اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ جہان اور اہل جہان کی توجہ کا قبلہ ہوتا ہے۔ خواہ اہل جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔

(روضۃ القیومیہ، اردو ترجمہ لاہور، ۱۹۸۹ء، ص: ۱۷۳)

ذات موہوب ذات حق کا نمونہ ہوتی ہے اور بہت سے قرنوں اور بے شمار زمانوں کے بعد کسی صاحب دولت کو فناء اتم کے بعد بقاء اتم بخشتے ہیں اور جب اس قسم کا بزرگ بیشمار قرنوں کے بعد پیدا ہوتا ہے تو پھر ایک زمانہ میں ایسے متعدد بزرگ کس طرح پیدا ہو سکتے ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی، ۳/ ۸۰)

یہ وجود موہوب مقام صحو میں متمکن ہونے کے لئے دیا جاتا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، ۳/ ۱۱۷)

قیوم، انتظام کائنات میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نائب ہوتا ہے جن کو قیومت، بارہ آئمہ اہل بیت کی طرف سے بطور وراثت ملی ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، ۳/ ۱۲۳)

گویا قیوم ابن عربی کا قطب الاقطاب، عبدالکریم الجیلی کا انسان کامل اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا انسان اکبر ہے۔

Marfat.com

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عبدہ، مرد منتظر اور سوار اشہب دوراں کا نام دیا ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر — ما سراپا انتظارِ او منتظر
عبدہ صورت گر تقدیر ہا — اندر و ویرانہ ہا تعمیر ہا
اے سوارِ اشہبِ دوراں بیا — اے سوادِ دیدۂ امکاں بیا

قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ

قطب ارشاد رحمۃ اللہ علیہ، قیوم کے مقابل جو تکوینی امور کا سربراہ ہوتا ہے، امور ارشاد و ہدایت کا ناظم اعلیٰ ہوتا ہے اس طرح خلافت الٰہیہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

۱۔ خلافت امور تکوینی ۲۔ خلافت امور ارشاد و ہدایت

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق قطب الارشاد بھی قیوم کی طرح کئی صدیوں کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان حسب ذیل ہے:

قطب الارشاد جس میں فردیت کے محال کمالات بھی پائے جاتے ہیں نہایت قلیل الوجود ہوتا ہے۔ کئی صدیوں بلکہ کئی بے شمار زمانوں کے بعد اس قسم کا موتی ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے نور ظہور سے تاریک دنیا روشن ہو جاتی ہے۔ اس کا ارشاد و ہدایت

Marfat.com

محیط عرش سے لے کر مرکز زمین تک تمام جہان کو حاصل ہوتا ہے۔ جس شخص کو رشد و ہدایت اور ایمان و معرفت حاصل ہوتے ہیں اسی کی وساطت سے ہوتے ہیں۔ اس کے وسیلہ کے بغیر براہ راست کسی کو یہ نعمت حاصل نہیں ہوسکتی۔ گویا اس کا نورِ ہدایت سمندر کی طرح تمام جہان کو گھیرے ہوتا ہے جو لوگ اس شخص سے ناراض ہوں خواہ کتنے ہی ذاکر و شاغل ہوں ہدایت سے محروم رہتے ہیں اور جو اس بزرگ سے محبت کریں خواہ ذکر الٰہی اور شغل سے خالی ہوں رشد و ہدایت کا نور پا لیتے ہیں۔

(رسالہ مبداو معاد لاہور، ۱۹۹۰ء اردو ترجمہ قاضی عالم الدین ص ۶۸۹۔۶۹۰ از آخر مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ)

قیوم اور قطب الارشاد کی ان اصطلاحات کی ضروری توضیح کے بعد واضح رہے کہ قطب الارشاد قیوم زمان حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بیک وقت یہ دونوں قسم کی خلافتیں حاصل تھیں۔ خلافت امور تکوینی بھی اور خلافت امور ارشاد و ہدایت بھی اور بقول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں مراتب عظیمہ بہت نادر کسی ایک شخص پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ تحریر اس ضمن میں صرف دعویٰ پر مبنی نہیں بلکہ اکابر زمانہ کے ارشادات کی روشنی میں جو انہوں نے حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اعتراف کے طور پر کہے یہ تحریر وجود میں آئی ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے دوستانہ تعلقات (۱۹۲۰ء تا ۱۹۳۷ء) رہے اور حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ جب بھی برائے

Marfat.com

ملاقات گولڑہ شریف جاتے تھے حضرت قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ کشف پہلے ہی اطلاع ہو جاتی تھی اور آپ اپنے آدمی برائے استقبال گولڑہ سٹیشن پر بھیج دیتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف پہنچ گئے اور حضرت قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بوجہ سماع خانہ میں ہونے کے اطلاع نہ مل سکی۔ چنانچہ حضرت قطب الارشاد سماع خانہ کے باہر انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں سماع خانہ کے سازندوں کے تار ٹوٹ گئے اور باوجود کوشش کے جلد مرمت نہ ہو سکے۔ اس دوران حضرت قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حال کی کیفیت بھی اتر چکی تھی آپ نے فرمایا: ارے سازندو! یہ تمہارے ساز درست نہیں ہوں گے باہر ایک نقشبندی بزرگ کھڑے ہیں اور جلدی سے باہر نکل کر آپ سے بغل گیر ہوئے۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: حضور گستاخی کی معذرت چاہتا ہوں۔ واپسی کی ٹرین میں تھوڑا وقت رہ گیا تھا اور بغیر ملاقات کئے واپس ہو جانا مناسب نہ تھا لہٰذا یہ جرأت کرنا پڑی۔

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیشوائے پاک کی وفات کے بعد ۱۹۱۷ء سے اپنی وفات ۱۹۶۱ء تک ۴۴ سال تک پورے برصغیر اور اس سے باہر اسلامی دنیا کو اپنے فیض رشد وہدایت سے بھرپور انداز سے سیراب کیا اور بقول حفیظ جالندھری:

یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں

سبحان اللہ! یہ عجیب کرامت ہے کہ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۹۶۱ء کو آج ۳۲ برس ہو گئے لیکن آپ سے عالی مقامات تک سلوک طے کرنے

Marfat.com

والے اور فیض پانے والے لوگ ابھی تک پشاور سے کراچی تک پورے بھارت اور عرب دنیا میں موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میری مثال حضرت خواجہ توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جیسے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سرچشمہ فیض جاری ہوا ہے ویسے ہی میرا فیضان بھی دنیا کو گھیرے رکھے گا اور یہ بھی ارشاد فرمایا تھا:

"مجھے بشارت دی گئی ہے کہ میرے روضہ پر خلقت کا ہجوم اسی طرح کثرت کے ساتھ ہوا کرے گا جس طرح کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ روضہ شریف پر ہوتا ہے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حقائق انبیاء اور حقائق مشائخ کا ورود بھی انتہائی مقامات سے ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میری مثال اس زمانے میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی سی ہے اور میرے شیخ طریقت حضرت خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال اس زمانے میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہے۔ نیز آپ پر حقائق صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقائق و کمالات زیادہ وارد ہوئے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

دنیا میں کل سات علی ہوں گے ان میں سے میں چھٹا علی ہوں۔

آپ کو بشارت دی گئی کہ آپ کا وجود خاک پاک سرہند سے ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمت اور قبولیت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجذوبوں کی تکوینی حکومت کے خلاف بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دعویٰ دائر کر دیا کہ انہوں نے دنیائے اسلام کو زار و زبوں کر دیا ہے چنانچہ قیومیت کا منصب عالی ڈیڑھ سو سال

Marfat.com

غائب رہنے کے بعد دوبارہ سالکوں میں واپس آیا اور حضرت قطب الارشادؒ کو اپنے حضرت خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل حاصل ہوا۔

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ فضائل و کمالات ولایت کا احصاء ان چند صفحات میں ممکن نہیں ہے البتہ اس ضمن میں چند واقعات درج ذیل ہیں۔

ا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چوتھی جماعت میں پڑھتے تھے اور رشتہ کے تایا جی میاں عمر دین کے گھر جعفر کوٹ میں رہتے تھے گرمیوں کا موسم تھا تمام لوگ کوٹھے پر سوئے ہوئے تھے اور آپ نیچے صحن میں بتی کی روشنی میں پڑھائی کر رہے تھے۔ آدھی رات کو کسی کام سے آپ کے رشتہ کے تایا میاں عمر دین کوٹھے سے اتر کر نیچے آئے تو دیکھا کہ آپ کے جسم کے اعضاء الگ الگ ہو کر بکھرے پڑے ہیں ڈر کر چیخ ماری اور کوٹھے پر واپس ہو گئے گھر والوں کو اٹھا کر لائے کہ حبیب اللہ قتل ہو گیا ہے۔ لیکن جونہی اہل خانہ آپ تک پہنچے میاں عمر دین صاحب نے دیکھا کہ آپ ٹھیک ٹھاک کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ چنانچہ میاں عمر دین کی بات پر کسی نے توجہ نہ دی۔ انہوں نے الگ ہو کر پوچھا حبیب اللہ! یہ کیا ماجرا ہے تو فرمایا ''تایا جی خاموش رہیئے یہ راز الٰہی ہے''۔

۲۔ اسی طرح جب آپ رحمۃ اللہ علیہ جعفر کوٹ میں پانچویں جماعت میں پڑھتے تھے، ایک دن دوپہر کے وقت بیرونی بیٹھک میں سو گئے آپ کے رشتہ کے دوسرے تایا سیّد محمد ابراہیم پاس تھے۔ وہ مسجد میں نماز ظہر ادا کرنے جانے لگے تو باہر سے

Marfat.com

دروازے کو کنڈا لگا دیا تا کہ کوئی شخص آپ کو بیدار نہ کر دے اور آرام میں مخل نہ ہو۔ جب واپس آئے دروازہ کھولا، تو دیکھا کہ آپ کے جسم کے اعضاء بکھرے پڑے تھے۔ وہ بھی ڈر کر باہر بھاگے اور شور مچا دیا کہ حبیب اللہ قتل ہو گیا ہے۔ جب چند عزیز اکٹھے ہو کر آئے تو دیکھا کہ آپ ٹھیک ٹھاک تھے اور مسکرا رہے تھے۔ وہ عزیز واپس ہو گئے تو جناب محمد ابراہیم صاحب نے پوچھا حبیب اللہ! یہ کیا واقعہ تھا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے بھی عرض کیا:

تایا جی چپ رہیئے، یہ راز الٰہی ہے۔

ان واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی اللہ تھے اور لوگوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا احترام بچپن ہی سے اس انداز سے کیا جاتا تھا۔

۳۔ دسمبر ۱۹۴۲ء کا واقعہ ہے کہ کوٹلی مموله نارووال میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز جناب سیّد محمد شاہ ولد سیّد محمد ابراہیم جعفر کوٹی کی بیٹی زہرہ بی بی کی شادی تھی۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ اس موقعہ پر وہاں تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے سگے پھوپھا حاجی نور احمد رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی اور پرہیز گار قسم کے طویل قامت دیوبندی مسلک کے آدمی تھے اور اولیائے کرام کے فیضان توجہ کے قائل نہ تھے۔ البتہ وہ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کا ادب بوجہ آپ کے عالم دین اور متقی ہونے کے بہت کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہمیشہ نیچے بیٹھا کرتے تھے۔ انہی ایام میں ایک دن آپ کے حضور کسی نے اولیائے کرام کی تاثیر توجہ کے بارے میں بات شروع کر دی اور

Marfat.com

چند ایک واقعات اس ضمن میں سنا دیئے۔ قبلہ حاجی نور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا کہ یہ توجہ وغیرہ کوئی شے نہیں لوگوں کا وہم ہے۔ بالآخر یہ مسئلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ ''میاں جی! توجہ ہوتی ہے'' مگر انہوں نے پے در پے دو تین بار انکار کیا۔ آخر آپ کو جوش آ گیا اور فرمایا ''اچھا! دوزانو ہو جائیں اور دیکھیں''۔ ازاں بعد آپ نے لمحہ بھر کے لئے توجہ دی۔ حاجی صاحب پھڑک کر دور جا گرے اور سینے کے درمیان انگلی بھر سوراخ ہو گیا خون ابلنے لگا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے عزیزوں سے فرمایا۔ ''بس اب ان کو لے جاؤ۔ گاؤں میں شور نہ مچ جائے۔ کہیں لوگ جادو کا افسانہ نہ تراش لیں'' پھر فرمایا۔ ''تین دن یونہی رہیں گے پھر فوت ہو جائیں گے۔ ان کی نماز جنازہ میں خود پڑھاؤں گا۔'' پھر آپ گجرات تشریف لے گئے تیسرے دن حاجی نور احمد صاحب فوت ہو گئے آدمی گجرات بھیجا گیا لیکن آپ پہلے ہی سکول سے چھٹی لے کر آ گئے۔ نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا: ''بڑا نور برس رہا تھا۔'' یہ تھا آپ کا زور ولایت۔

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت مولانا سیّد بشیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ خاص حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر آپ کے گھر میں ہے اور کثیر ارواح طیبہ کی ہر وقت آمد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رہتی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کوئی پہلی دوسری صدی کی مبارک روح ہیں جو ہم غریبوں کے لئے
اس زمانے میں بھیجی گئی ہے۔"

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ/ ۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء بروز جمعرات (۱۰:۵۵) دس بجکر پچپن منٹ قبل دوپہر واصل بحق ہوئے اور اپنے خاص احاطے میں دفن ہوئے جو فروری ۱۹۶۰ء میں آپ نے اپنے مرض وفات کے آغاز میں اسی خاص غرض کے لئے خرید اتھا اور آج کل آستانہ عالیہ حبیبیہ (حبیب سٹریٹ، نیو مسلم آباد گجرات) کے نام سے مشہور ہے اور زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ یہ دین عیسائیت کی انتہائی ڈگری ہے جو بشپ بننے کے لئے بنیادی اہلیت ہے۔ برصغیر کی تقسیم ۱۹۴۷ء سے پہلے، بیسویں صدی کے پہلے ربع میں، برصغیر میں صرف لائی سینٹی ایٹ آف ڈیوِنٹی (B.D) کی ڈگری مقامی طور پر ۱۹۱۲ء میں جاری ہونا شروع ہوئی تھی اور اس سال ایڈورڈ کے اصرار پر حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا امتحان دیا تھا اور اس میں امتیازی کامیابی حاصل کی تھی۔ یہ ڈگری جو بعد ازاں B.D اور D.D کی ڈگری کہلائی۔ یہ دونوں ڈگریاں صرف یورپ کے ممالک فرانس، جرمن، آسٹریا، یونان اور انگلینڈ وغیرہ سے ہی حاصل ہوتی تھیں اور غیر عیسائیوں خصوصاً مسلمانوں کے لئے ان کی مطلق اجازت نہیں تھی۔

(W.Haysting: Encyclopedia of Religions and Ethics; Church ; India)

لیکن حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے۔ چنانچہ اس صورت حال میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو D.D کی ڈگری دلانے کی فضیلت ایس مرکیڈو (S.Mercado) کو جاتی ہے جو پاپائے روم کا فرزند ارجمند تھا وائسرائے ہند کا ذاتی دوست تھا۔

Marfat.com

امرتسر کچہری روڈ پر واقع مرکزی چرچ کی انتظامیہ کا صدر تھا اور خود بھی دین عیسائیت کے علوم میں ممتاز ماہرانہ مقام رکھتا تھا۔ اس نے یہ اہتمام کیا تھا کہ دہلی اور بمبئی کے فاضل بشپ ہر اتوار کو باری باری امرتسر چرچ آتے تھے اور حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کو D.D کے نصاب کی مشکل کتب پڑھاتے تھے۔ علاوہ ازیں خود ایس مرکیڈو اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمومی رہنمائی کرتا تھا۔ پھر اس نے امرتسر کے اس چرچ کی لائبریری میں قریباً دو لاکھ روپے کی قیمتی اور نادر کتب خرید کر ذخیرہ کی تھیں اور مقصد یہ تھا کہ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ زیادہ سے زیادہ مطالعہ کر سکیں۔

۲۔ واضح رہے کہ آنرری بشپ شپ بھی مل جاتی ہے لیکن جو بشپ شپ باقاعدہ امتحان میں بیٹھ کر اور پرچے دے کر حاصل کی جائے تو اس کو (Earned Bishop Ship) کہتے ہیں۔ (گفتگو بشپ لاہور، الیگزینڈر جان ملک)

(i) بشپ بمبئی اور (ii) بشپ دہلی ____ اور یہ دونوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے اور عیسائی تھے جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایس مرکیڈو کو شاید یہ امید تھی کہ میں دین عیسائیت کے اس وسیع اور گہرے مطالعہ کے بعد اس دین کو قبول کر لوں گا مگر اس کی یہ امید پوری نہ ہوئی۔

Marfat.com

خلق عظیم اور
اتباع سنت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

جناب حافظ محمد عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلقِ عظیم اور اتباعِ سنّت ﷺ

ہزار خویش کہ بے گانہ از خدا باشد خدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

تعارف

مجھے محمد عالم کے نام سے پکارا جاتا ہے ابتدا میں میری رہائش موضع جٹو کل متصل گجرات میں تھی۔اب قریبا ۲۲ سال سے محلہ حسن پورہ بیرون محلّہ خوجیانوالہ شہر گجرات میں مقیم ہوں۔بی۔اے پاس کرنے سے قبل اور بعد مختلف سکولوں میں مدرس رہا ہوں اور حضرت صاحب سے پہلا تعارف زمیندارہ ہائی سکول میں ہی ہوا۔جہاں میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں ۱۲ سال گزارے اور بعدہ گردش زمانہ سے دیگر سکولوں میں وقت گزارا مگر الحمدللہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا۔

معذرت

کسی بلند شخصیت کی بالخصوص صاحب حال بزرگ کی سوانح حیات لکھنے کے لیے قلم اٹھانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔کسی چیز کی ماہیت یا کسی شخصیت کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اسی قسم کی علمیت معرفت اور آگاہی درکار ہوتی ہے۔ہر چیز کا ظاہر اور باطن

Marfat.com

ہوتا ہے۔ایک ظاہر بین، کم علم صرف سطحی نظر سے ظاہر ہی کو دیکھ سکتا ہے۔مگر باطن کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے کے لیے ایک ماہر غواص کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ بزرگ اپنے باطن کو اپنی پریشان حالی اور سادگی میں چھپانے میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔اس لیے میرے جیسے کور باطن اور کوتاہ نظروں کو اس کی جھلک بھی نصیب ہونا محال ہوتا ہے۔

گزشتہ عرس مبارک پر یہ سوال پیدا ہوا کہ حضور کی زندگی مبارک کا ایک مجمل سا نظارہ شائقین و محبین کی دل جوئی اور تسکین قلب کی خاطر تحریر میں لایا جائے تا کہ موجودہ عمر رسیدہ غلاموں کے پوشیدہ ہو جانے کے بعد آئندہ بزرگان سلسلہ کی رہنمائی اور واقفیت حضورؒ کے ساتھ ربط قائم رکھنے کا ذریعہ بن سکے۔اس سلسلہ میں محترم صاحبزادہ محمد یوسف صاحب نے اس ہیچمدان اور ہیچ میرز کو بھی ارشاد فرمایا کہ حضور کے باطنی نہ سہی تو ظاہری حالات ہی جو میرے دیکھنے میں آئے ہیں لکھ کر پیش کردوں۔میں خود کو ہرگز اس کام کے قابل نہیں پاتا۔صرف حکم کی تعمیل اور حضور کی روحانی خوشی اور اپنی نجات اُخروی کا ایک باعث سمجھتے ہوئے مصر کی بے سروساماں مگر شوق فراواں سے لبریز بڑھیا کی طرح یوسف علیہ السلام کی خریداری کے لیے ایک سُوت کی اَٹی لے کر نکلا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔آمین

اے بے خبر بکوش کہ صاحب خبر شوی — تاراہ بین نہ باشی کے راہبر شوی
دست ازمس وجود چو مردان راہ بشوی — تا کیمیائے عشق بیابی و زر شوی
در مکتب حقائق و پیش ادیب عشق — ہاں اے پسر بکوش کہ روزے پدر شوئی
خواب و خورت ز مرتبہ عشق دور کرد — آندم رسی بدست کہ بے خواب و خور شوی

Marfat.com

گر نور عشق حق بدل وجانت اوفتند بااللہ کز آفتاب فلک خوب ترشوی
از پائے تاسرت ہمہ نور خدا شود در راہ ذوالجلال چوبے پاؤ سرشوی
گردر سرت ہوائے وصال است حافظا
باید کہ خاک در گہ اہل نظر شوی

بیعت

۲۸ اپریل ۱۹۱۹ء میرا زمیندارہ ہائی سکول گجرات میں ملازمت کا پہلا دن تھا اور یہیں میرے آئندہ کرم فرما حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ زینتِ سکول تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۲۵ سال کے لگ بھگ ہوگی۔ پہلی زیارت پر ہی نور کی شعاعیں میرے سیاہ دل کو منور کرنے کے درپے ہوئیں۔ لیکن یہ سیاہی بہت غلیظ تھی۔ اس کو دھونے بلکہ پھیکا کرنے میں بھی دس بارہ سال کا عرصہ لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب مولوی صاحب تھا۔ میں بھی یہی سمجھ رہا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دیگر علماء ظاہری کی طرح مولوی صاحب ہی ہیں۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت، خوش کلامی، دنیادار علماء سے بالکل مختلف تھی جو رفتہ رفتہ دل میں گھر کرتی جا رہی تھی۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت جوں جوں بڑھتی جاتی میرا میلان بھی زیادہ ہوتا جاتا یہاں تک کہ کئی بار حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھ کھانے میں شریک فرمایا۔ میں اسی غلط فہمی میں رہا کہ شریک کار ہونے کی حیثیت سے شامل فرما لیتے ہیں۔ مگر باطنی طور پر بجلی گھر سے تار جوڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ سلسلہ میں داخل ہونے سے پہلے مجھے سیدا شریف، سرہند شریف اور انبالہ شریف کے عرائس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ اب تو محبت کی آگ

Marfat.com

اور بھی بھڑک اٹھی اور یہی دل چاہنے لگا کہ اکثر وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزرے۔ انہیں ایام میں میاں محمد صاحب رحمة الله عليه کی تصنیف "سیف الملوك" جس کا آئے دن چرچا رہتا تھا ہاتھ لگی اور چند صفحات کا مطالعہ کیا۔ شروع جو کی تو چھوڑنا کیسا۔ ختم کر کے ہی دم لیا ان کے اشعار:

مرد ملے تے درد گواوے اوگن دے گن کردا　　کامل پیر محمد بخشا لعل بناون پتھر دا

سوحیلے باہجھ وسیلے کریئے نال دلیلے　　بھار بیڑے دا پار نہ ہوندا باہجھ ملاح رنگیلے

اسی قسم کے اور اشعار جو نظر سے گزرے گویا آگ لگا دی۔ اب تو یہی دل چاہنے لگا کہ کسی بزرگ کی غلامی اختیار کروں۔ اس سلسلہ انتخاب میں میرے ایک ہمراز قاضی محمد منیر صاحب، جو سیکنڈ ماسٹر کی اسامی پر فائز تھے۔ مشیر تھے، ان کو بھی کسی رہبر کی تلاش تھی لیکن شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کہ ہم ہائی سکولوں میں کام کرتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ مڈل میں۔ کہیں تعظیم و تکریم میں فرق آنے سے گنہگار نہ ٹھہریں۔ چنانچہ اسی کش مکش میں ان کا تبادلہ ہو گیا اور یہ فقیر ایک سال کے بعد ۱۹۲۹ء یا ۱۹۳۰ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو گیا۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خاص مہربانی تھی کہ ایسے سیاہ کار کو سلسلہ میں منسلک فرمایا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت عنایات فرمائیں اور محسوس ہوا کہ بغیر مرشد کے کوئی زندگی نہیں۔

پیر را بگزین کہ بے پیر ایں سفر　　ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

گر نخواہی بر دمے ایں خفت و خیز　　کن زخاک پائے مردے چشم تیز

Marfat.com

کحل دیدہ ساز خاک پاش را تا نینداری سر او باش را
سرمہ کن تو خاک ہر بگزیدہ را ہم بسوز دہم بسازد دیدہ را
چشم روشن کن زخاک اولیاء تا بہ بینی ز ابتدا تا انتہا

عادات وخصائل

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور میرا ۴۰ سالہ مشاہدہ ہے کہ شاید ہی کوئی خوبی ہو جو آپ رحمۃ اللہ علیہ میں موجود نہ ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صوری اور معنوی طور پر سرور کائنات ﷺ کا نمونہ تھے۔ یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش، بچپن میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ جانا یعنی یتیمی، چچاؤں اور رشتہ داروں کے ہاں پرورش پانا، دنیا کے مصائب، ۶۳ سال کی عمر میں وصال کی خبر وغیرہ وغیرہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عادات کریمہ کو مختصر الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔ اتباع سنت، فکر میں سلجھاؤ، طبیعت میں سلامتی، مزاج میں اعتدال، سیرت میں مضبوطی، اخلاق میں پاکیزگی، روح میں لطافت ونظافت، جسم میں طہارت، برتاؤ میں خوشگواری، معاملات میں راست بازی، کلام میں صداقت شعاری، قول وقرار میں پختگی، معاشرت میں حسن سلوک، تہذیب میں نفسیات، تمدن میں توازن، معیشت میں عدل ومساوات، عہد وپیمان میں وثوق، غرضیکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دیانت، شرافت، سعادت، محنت، خلوص، سادگی، صبر وشکر، رزق حلال طیب، عوام سے اجتناب، امراء وروسا سے علیحدگی، بزرگوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت، غریبوں اور محتاجوں سے ہمدردی اور دل جوئی وقت کی پابندی جلوت، تواضع، مہمان نوازی جھگڑوں سے پرہیز

Marfat.com

ہمسایوں سے نیک برتاؤ وغیرہ وغیرہ

تا قیامت گر بگویم زیں کلام صد قیامت بگزرد ایں ناتمام

غرض وغایت

قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جو اوصاف اوپر گنائے گئے ہیں۔ اس سے آپ کی صرف مدح سرائی ہی مقصود نہیں ایک بدگمان جن اوصاف کو محض خوش فہمی اور خوش اعتقادی پر محمول کرسکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان تمام اوصاف کے حامل تھے۔ اور ان اوصاف سے ان اوراق کو زینت دی گئی ہے یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا نچوڑ ہیں۔ جن میں سے ایک ایک وصف شمع ہدایت اور رہبر کامل کا کام دیتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ ہم صرف ان کو پڑھ کر خوش ہی نہ ہوں اور پدرم سلطان بود کے مصداق نہ بنیں بلکہ ان اوصاف حمیدہ کو اپنائیں اور اپنی نجات اور دوسروں کی رہنمائی کا باعث ہوں نہ کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے باعث ننگ۔

زندگی مبارک

ملازمت

میری نظر میں سب سے اعلیٰ اور ارفع وصف آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ملازمت اختیار کر کے حلال اور طیب کمائی سے اپنا، اپنے بال بچوں، مہمانوں اور فقراء کا پیٹ پالنا اور خدمت کرنا تھا۔ جو فی زمانہ ایک فیصد پیروں میں بھی نہیں پایا جاتا اور اسی لیے

Marfat.com

پیر دوسروں کے لیے باعث عار ہو رہے ہیں اور لوگ بجائے نفع حاصل کرنے کے بیزاری اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

اول: حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کھلایا ہے کھایا نہیں، دیا ہے لیا نہیں، الیَدُ العُلْیَاء خَیْرٌ مِنْ الیدالسفلٰی ''(اونچا ہاتھ بہتر ہوتا ہے نچلے ہاتھ سے) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دست مبارک ہمیشہ اونچا ہی رہا اور یہ سب ملازمت ہی کی برکت کا نتیجہ تھا۔

دوم: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محنت اور جان فشانی سے کام کر کے اپنے مریدوں کے سامنے مثال پیش کر دی کہ کاروبار اور ملازمت رضائے خدا اور معمولات دین میں حائل نہیں ہوتے۔

سوم: یہ کہ ملازمت کوئی باعث شرم چیز نہیں جیسا کہ عام طور پر یہ خیال متصوفانہ حلقوں میں راہ پا گیا ہے۔

چہارم: ہر خاص و عام اور چھوٹے بڑے سے اختلاط کرنے سے شریعت اور طریقت کے جو اثرات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دلوں میں نقش کیے ہیں وہ گوشہ نشینی سے ہرگز نہیں ہو سکتے تھے۔ درحقیت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ نبوی ﷺ کا پورا پورا حق ادا کیا ہے۔

پنجم: اپنی درویشی کو پردہ ملازمت میں ایسے پوشیدہ کئے رکھا کہ عام لوگ متاثر تو ہوتے گئے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صرف مولوی صاحب ہی سمجھتے تھے۔ جس سے معتقدین تو ان گنت ہو گئے لیکن مریدین کی تعداد محدود ہی رہی سوائے اس

Marfat.com

خوش قسمت کے جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دامن میں لینا چاہا۔

ششم: مختلف المزاج اور مختلف الاحوال اساتذہ سے تعلقات رکھتے ہوئے ثابت کر دیا کہ اسلام مساوات کا سبق دیتا ہے اور کسی کو کسی پر ظاہری فوقیت نہیں۔

ہفتم: سکولوں کے شریر النفس اور بد تہذیب لڑکوں سے پدرانہ اور مشفقانہ سلوک کر کے ضبط نفس، خود پسند اور خود غرض ہیڈ ماسٹروں کے نا قابل تعمیل احکام بھی بجا لا کر نفس کشی کی ایسی مثال قائم کر دی جسکی نظیر نہیں ملتی۔ جس سے آپؒ کے علوم باطنی اور رعنائیت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

علم کز تو ترانہ ' بستاند
جہل زان علم بہ بود بسیار

سادہ زندگی

زندگی میں نمود و نمائش کے سلسلہ میں بے شمار چیزوں کو دخل ہے۔ لیکن زیادہ اہم لباس خوراک اور مکان ہیں۔ مجھے چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سالہا سال رہنے کا شرف حاصل ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی مبارک کا نہایت قریب ہو کر مطالعہ کیا اس لیے اس میں افراط و تفریط یا مبالغہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس اتنا سادہ، خوراک ایسی ہلکی اور مکان ایسا مختصر ہوتا کہ گویا دنیا ایک قید خانہ یا مسافر خانہ ہے جو دل لگانے کی جگہ نہیں۔ مثلاً مکان ایک چھوٹے سے کمرہ اور برائے نام صحن پر مشتمل ہوتا خوراک میں سوائے سالن اور چپاتی کے کوئی تیسری چیز نہ ہوتی۔ حلوہ، چاول، فرنی، فروٹ وغیرہ پکتے یا کھاتے میں

Marfat.com

نے سوائے کسی دعوت کے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ تبرکاً ایک دو لقمے تناول فرماتے کبھی نہیں دیکھا۔ دودھ، چائے، سوڈا وغیرہ عمر بھر میں کبھی بطور دوائی استعمال کیے ہیں تو مضائقہ نہیں ورنہ جز وطعام وشرب ہرگز نہ ہوتے۔

معمولی ہلکی سی چارپائی پر سادہ مگر آرام دہ بستر ہوتا۔ کمرہ میں صف بچھی ہوتی جس پر جائے نماز پڑا ہوتا آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر نماز پڑھ کر وہیں آرام فرماتے اور بیٹھتے تو تکیہ سے سہارا لیتے۔ لباس میں عمامہ، ململ کا دوپٹہ، اکثر دیسی قسم کا کرتہ، کوٹ نما واسکٹ، تہ بند اور دیسی جوتی جو بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں تکلیف کی وجہ سے گرگابی میں بدلی تھی شامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شلوار بھی پہنتے مگر صرف سکول کے اوقات میں۔ اپنے حجرہ شریف پر پہنچ کر جو سب سے پہلے کام ہوتا وہ شلوار کا اتارنا اور تہ بند کا زیب تن فرمانا تھا۔ لباس صاف ستھرا اور سفید پسند فرماتے کبھی رنگین یا ممیز لباس زیب تن نہیں فرمایا۔ مجلس میں عوام میں بیٹھے ہوتے تو سوائے نورانی شکل اور پرسکون اور بارعب چہرہ مبارک کے کوئی ذریعہ شناخت نہ تھا۔ ایسی درویشانہ اور مطمئن زندگی کا ابن یمین نے یوں نقشہ کھینچا ہے۔

نان جوین وخرقہ پشمین وآب شور — سی پارۂ کلام وحدیث پیمبری
هم نسخه دوچار ز علمے که نافع است — در دین نه لغو بوعلی و ژاژ عنصری
تاریک کلبۂ که پئے روشنی آن — بے ہودہ ہمتے نہ برد شمع خاوری
بایک در آشنا که نیرزد به نیم جو — درپیش چشم همت شان ملک سنجری
ایں آن سعادت است که حسرت برد برآن — جیائے تخت قیصر و ملک سکندری

Marfat.com

ایسی زندگی اختیار فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سبق دیا ہے کہ:۔

۱۔ نمود و نمائش اور ریا کاری سے بچنا چاہیے۔

۲۔ بے ہودہ زیب و زینت اسراف میں شامل ہے۔

۳۔ دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں۔

۴۔ اعلیٰ لباس، عالیشان محل، مرغن غذائیں کسالت اور غفلت کا سبب ہوتی ہیں

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

اتباع سنت

فی الحقیقت ایک مومن بالخصوص صاحب حال کی تمام زندگی بچپن سے رحلت تک سنت نبوی ﷺ سے گھری ہوتی ہے۔ اسکا چلنا، پھرنا، بیٹھنا، اٹھنا، سونا، جاگنا، کرنا، کہنا، رہنا، عبادت ریاضت غرضیکہ زندگی کا کوئی پہلو خلاف سنت نہیں ہوتا۔ زندگی بھر کی تفصیل لکھنا تو محال ہے تاہم اپنے دوستوں کی واقفیت کے لیے چند اہم پہلو بطور مثال پیش کرتا ہوں جس پر عمل کرنا ہمارے لیے آسان بھی ہو اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی باقی زندگی اور اعمال کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

(۱) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس اور ظاہری شکل و صورت عین سنت نبوی ﷺ کے مطابق تھی۔ ریش مبارک کبھی مشت سے کم نہ ہوتی اور نہ ہی بے تحاشا

Marfat.com

دراز۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کو حجامت بنواتے اور آنکھیں بند کر کے ذکر میں مشغول ہو جاتے گویا مراقبہ کر رہے ہیں۔ غسل فرماتے ۔مسواک کرتے کپڑے بدلتے اور سنتیں گھر پڑھ کر مسجد کو جاتے۔ جمعہ کا دن گویا خاص اہتمام اور خوشی کا دن ہوتا۔

(۲) گالی دینا جو ہمارے نزدیک ایک معمولی چیز ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں میں اتنی مکروہ اور ناپسند تھی کہ باوجود ۳۰ سال تک بچوں کو پڑھانے کے معمولی سی گالی جس کو ہما یا بوم یا خر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کبھی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان فیض ترجمان سے سننے میں نہیں آئی۔ جیسے ایک برتن میں پاک اور نجس پانی اکھٹے ہو کر پاک نہیں رہ سکتے ۔اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک ناموں کا دائمی وظیفہ کرنے والی زبان پر ناپاک الفاظ کیسے جاری ہو سکتے ہیں۔

(۳) کھانا کھانے سے قبل اور بعد ہمیشہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

(۴) یتیموں، بیواؤں اور مساکین کے وظیفے مقرر تھے۔ کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہیں کیا۔

(۵) نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر بگفتن ایں لَآ اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰــــہُ

(٦) مہمان نوازی نہ صرف طعام سے کی جاتی بلکہ خوش کلامی اور توجہ سے بھی

Marfat.com

یعنی جسم اور روح دونوں کی مہمان نوازی ہوتی۔

(۷) بیت الخلاء میں بغیر ڈھیلوں کے کبھی نہیں گئے۔

(۸) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چار پائی ہمیشہ شمالاً جنوباً بچھائی جاتی۔

(۹) کبھی سودا بازار سے ادھار نہیں منگوایا۔

(۱۰) "لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ"(۱) پر ایسا عمل تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح معنوں میں حیات النبی ﷺ سمجھا تھا کہ چلا کر بولنا تو درکنار کبھی آواز گفتگو میں بھی بلند نہیں کی تھی۔

(۱۱) قہقہہ کبھی نہیں سنا گیا ہمیشہ تبسم فرماتے۔

(۱۲) وضو میں آپ کبھی کلام نہ فرماتے۔

یہ ہیں مشتے از خروارے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادات واتباع سنت کے نمونے ہمارے لیے مقام غور ہے۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

طہارت اور اتقاء

جیسے روح پاک صاف تھی ایسے ہی ظاہری صفائی اور طہارت بدرجہ کمال تھی۔ زبان، کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، لباس، خوارک، ایسے پاکیزہ اور صاف تھے کہ زبان پر

Marfat.com

غیبت یا مکروہ کلام کبھی جاری نہیں ہوا۔ کان کوئی فضول بات سننا پسند نہ فرماتے ۔ اگر کوئی کسی کی شکایت نام لے کر شروع کرتا فوراً منع فرما دیتے۔ بازار سے گزرتے وقت آنکھیں زمین پر گڑی رہتیں ۔ ہاتھ یا زبان سے کبھی کسی کو ایذا نہیں پہنچی ۔ پاؤں صرف مسجد، زیارت بزرگان اور اسلامی سفر کے لیے وقف تھے ۔ لباس یا دیگر پارچات کبھی دھوبی سے نہ دھلواتے کیونکہ وہ مشتبہ پانی سے پرہیز نہیں کرتے ۔ کپڑے کو کبھی استری نہ کرواتے ۔ ہمیشہ گھر کی پکی ہوئی چپاتی استعمال کرتے تنور پر انواع واقسام کے انسان اور مشتبہ برتن ہوتے ہیں اور بعض تو ایسا ویسا ایندھن استعمال کر لیتے ہیں ۔ استنجاء کرنے کا لوٹا علیحدہ تھا اور وضو کا علیحدہ ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انگریزی دوائی اور ٹیکہ کو بھی استعمال نہیں کیا کیونکہ ان میں مشتبہ اور حرام مشروبات اور دوائیوں کی ملاوٹ ہوتی ہے ۔ ایک دفعہ فرمایا کہ مٹی کے ڈھیلے کسی وقف شدہ یا شاملاٹ زمین سے لایا کرو جو کسی کی ملک نہ ہوں ۔ دعوت بہت کم قبول فرماتے کیونکہ لوگوں کی کمائی اکثر مشتبہ ہوتی ہے اور شادیوں میں تو بدعات اور فضول رسوم کے اجراء کی وجہ سے کبھی شرکت نہ فرماتے ۔ تعویزات وغیرہ لکھنے کی مخصوص قلم دوات تھی ۔ جس سے سوائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے اور کوئی کام نہ لیا جاتا ۔ اگر کپڑے پر چھینٹ کا احتمال بھی ہو جاتا اسکو دھلوا لیتے ۔ کسی کا مستعمل تولیہ استعمال نہ فرماتے ۔ طبیعت میں اس قدر لطافت اور نظافت پیدا ہو گئی تھی کہ دیگر لوگوں کے مکروہ حالات سن اور دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دائمی نزلہ ہو گیا تھا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (۲)

Marfat.com

اخلاق کریمہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق میں حضور اکرم ﷺ کے اخلاق عظیم کی خوشبو آتی تھی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فدائی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کے شیدائی، عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متوالے۔ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ کے عاشق، غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے لاڈلے، اور شاہ صاحب انبالوی اور خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے محبّ تھے۔ اور ان کے اخلاق کو ایسا اپنایا ہوا تھا کہ گویا ان کی پاک روحیں آپ رحمۃ اللہ علیہ میں حلول کر گئی تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صداقت، عدل، حیا، ریاضت اور عبادت خاص ان بزرگوں کی یاد کو تازہ کرتی تھیں۔ مجلس میں کبھی اپنا نام تک نہ لیا انہی بزرگوں کے بالخصوص اور دیگر بزرگان دین کے بالعموم احوال بیان فرما کر بہت خوش ہوتے۔ انداز بیان ایسا دلربا، محبت سے لبریز اور موثر ہوتا کہ گھنٹوں سننے سے طبیعت سیر نہ ہوتی۔ ہر ایک سے خوش خوش ملتے اور مسکراتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ یکساں محبت ہے اور دنیا میں کسی سے حسد یا عداوت نہ تھی۔

ہر ایک سے ہمدردی اور خیر خواہی کر کے صحیح معنوں میں "انما المومنون اخوۃ (۳) کا درس دیا۔ اپنے پیر بھائیوں کی بہت تکریم فرماتے تھے اور ان کو اپنی مخصوص جگہ پر بٹھاتے اور خود پائنتی کی طرف بیٹھ جاتے۔ ملاقات کے لیے کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ صبح سے

Marfat.com

عشاء کے بعد تک عام اجازت تھی۔ جب تک زائرین خود اجازت طلب نہ کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کو رخصت نہ کرتے۔ اس طرح بے وقت سونے اور گھنٹوں متواتر بیٹھنے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت جسمانی بہت کمزور ہوگئی لیکن یہ تکلیف خود برداشت کی مگر دوسرے کا دل دکھانا کبھی گوارہ نہ فرمایا۔ کسی شخص کو بغیر کھلائے پلائے نہ جانے دیتے۔ بلکہ بعض غریب مریدین کو تو کرایہ بھی عطا فرماتے۔ کبھی کسی سائل کو نہ جھڑکتے اور نہ ہی مسائل یا دیگر دینی امور میں جھگڑا کرتے۔ دوسرے کی رائے خواہ غلط بھی ہوتی تو اگر وہ مصر ہوتا تو کبھی اس پر دباؤ نہ ڈالتے البتہ اس کا ظاہری یا باطنی نقصان معلوم کرتے تو نہایت نرم اور سلجھے ہوئے طریقے سے آگاہ فرمادیتے۔ فکر معاش سے بے نیاز اور فکر عاقبت میں مصروف رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا سے بیزار ہیں اور کسی غم اور فکر میں مستغرق ہیں۔ ہر ایک سے اور بالخصوص پڑوسیوں سے بہت نیک برتاؤ کرتے۔ مہمانوں کو پاپیادہ ٹانگے وغیرہ میں سوار کرنے بذات خود جاتے یا بحالت مجبوری کسی کو ساتھ بھیجتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو نرم اور رفتار نہایت تیز ہوتی گویا ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ سکول جاتے وقت مجھے عین عالم شباب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پیدل جانے کا اتفاق ہوا لیکن اکثر بھاگنا پڑتا اور اگر کسی وجہ سے ہم چند قدم پیچھے رہ جاتے تو دوڑ کر یا بائیسکل پر سوار ہو کر ملتے۔ کبھی کرسی پر بیٹھ کر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ مطابق سنت چٹائی یا چارپائی پر دسترخوان بچھایا جاتا۔ تہ بند ہمیشہ ٹخنوں سے اونچا رکھتے۔ کبھی کسی

Marfat.com

پر ناراض نہیں ہوئے اگر کوئی نقصان بھی کر دیتا تو مسکرا کر فرماتے خیال سے کام کیا کرو۔ جس قسم کا آدمی آتا اس کی دلجوئی کے لیے اس کے مزاج کے مطابق گفتگو فرماتے کسی کو حقیر نہ جانتے۔ ان اخلاق کریمہ کا نتیجہ تھا جو بچشم خود مشاہدہ کیا ہے کہ شہر گجرات میں ہر قسم کا آدمی، مسلم، غیر مسلم مرد عورت بچے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس احترام و عقیدت سے دیکھتے کہ اس شہر میں شاید ہی کسی کو نصیب ہوا ہو۔

کرامات

ا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت خلق عظیم اور اتباع سنت ﷺ تھی جس کی ادائیگی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام ہمت صرف کر دی۔ گزشتہ صفحات میں جو کچھ بیان ہوا وہ سنت کی پیروی ہی تو ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہوا میں اڑنا یا پانی پر چلنا کوئی ایسی بڑی کرامت نہیں وہ تو پرندے اور مچھلیاں بھی کر لیتی ہیں۔ سنت نبوی ﷺ پر عمر بھر عمل کرنا پل صراط پر چلنا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال ریاضت شاقہ کی لیکن آخر معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام پر عمل کرنا اس ریاضت سے بہت دشوار ہے۔

۲ زبان کو ذکر الٰہی میں ہر دم مشغول رکھنا اور کبھی کسی برے کلمہ یا غیبت کا زبان پر نہ آنا بہت بڑی کرامت ہے۔ میں نے چالیس سال میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے معمولی گالی بھی نہیں سنی۔ میرے لیے کیا یہ کرامت سے کم ہے۔ کرامت تو منکروں

Marfat.com

اور بے دینوں کو یقین دلانے کے لیے ہوتی ہے اور سنت پر عمل دائمی یقین والوں کو راستہ دکھانے اور اس پر چلانے کے لیے۔ کوئی ملنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ سوائے حاجات ضروریہ کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ تسبیح سے خالی ہوں یا زبان متحرک نہ ہو۔ ورنہ دل تو ہر وقت یادِ خدا میں مشغول رہتا۔

۳ رزق حلال: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت میں پڑھاتے وقت صحیح معنوں میں وقت کا استعمال کیا تاکہ بچوں کا وقت ضائع نہ جائے اور میری کمائی میں فرق نہ آئے۔ جب بھی دیکھا آپ رحمۃ اللہ علیہ پڑھانے لکھانے، سمجھانے ہی میں مشغول ہوتے اور جماعت کے وقت میں سوائے سکول کے کام کے کسی ملاقاتی کو نہ ملتے۔ اس کے علاوہ کسی سے صدقہ یا زکوٰۃ اپنے مصرف کے لیے قبول نہ فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کھانا ہمیشہ گھر میں پکتا چکی پر آٹا پسوانے کے وقت سخت تاکید ہوتی کہ کسی کا آٹا یعنی مملوکہ غیر ہمارے آٹے میں نہ ملے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر کبھی ٹیوشن کا کام نہیں کیا۔ گھر سے ایسے وقت روانہ ہوتے اور رفتار ایسی ہوتی کہ ادھر پاؤں سکول کے دروازہ میں ہوتا ادھر چپڑاسی بغیر گھڑی دیکھے گھنٹی بجانے بھاگ پڑتا۔ یہ حقیقت ہے کہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر گھڑیاں ٹھیک کرتے تھے۔ ہر بازار والے اور راستہ کے آدمی کو معلوم ہوتا تھا کہ فلاں وقت یہاں سے گزریں گے۔ یہ تھی وقت کی پابندی اور قدر و قیمت۔ پابندی وقت کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے۔

Marfat.com

انہوں نے سمجھ رکھا تھا کہ وقت زندگی کا دوسرا نام ہے۔ وقت کا مجموعہ زندگی ہے وقت ضائع ہوگیا تو زندگی ضائع گئی۔ بھینس یا گائے کو کبھی باہر چرنے کے لیے نہ بھیجتے ایسا نہ ہو کہ کسی کے کھیت میں سے کھا جائے۔ مشتبہ کمائی والے کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ شادیوں میں شریک نہ ہوتے۔ سودا منگواتے وقت تاکید ہوتی کہ جھونگا نہ مانگنا۔ ناجائز ہے، بلکہ سود کا دوسرا نام ہے جیسے آج کل سود نفع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی زکوٰۃ کی رقم مساکین میں تقسیم کرنے کے لیے دیتا تو ہو بہو وہی نوٹ ایک علیحدہ جیب میں رکھتے اور ویسے کے ویسے ہی تقسیم کرتے اپنے نوٹوں میں نہ ملاتے۔ یہ ہے اتقاء اور سنت نبوی ﷺ پر عمل۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سوچیے کیا یہ پل صراط پر چلنے سے آسان ہے کیا یہ طرز زندگی بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ قول کی تصدیق نہیں کرتی۔

ایک بہت بڑی کرامت، بعض بزرگوں کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ اپنے کنبہ اور خاندان یا اکثر اہل شہران کی بزرگی کے بہت کم قائل ہوتے ہیں بلکہ حسد یا بے دینی کے سبب بُرے الفاظ سے یاد کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں۔ ایک بزرگ تھے بہت بڑے۔ ایک دفعہ ایک معتقد آدمی ان کے گھر ملاقات کے لیے گیا گھر پر موجود نہ تھے۔ بیوی صاحبہ سے پوچھا تو نہایت بُرے الفاظ میں یاد کر کے فرمایا کہ فلانا فلانا کہیں باہر گیا ہوا ہے وہ باہر جنگل کی طرف تلاش میں چل نکلے۔ دور سے دیکھا تو شیر پر سوار لکڑیوں کا گٹھہ لادے آرہے ہیں۔ حیرت زدہ ہو کر سوال

Marfat.com

کیا کہ گھر میں وہ حال اور باہر یہ۔ مسکرا کر فرمایا یہ آزمائش ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ گھر والے اور کہنے والے سب سے آخر میں قائل ہوتے ہیں اس لیے حضور اکرم ﷺ کو ارشاد باری تعالیٰ ہوا تھا:

وانذر عشیرتك الاقربین (۴)۔

حضرت صاحب قبلہ کا تمام خاندان کیا چھوٹے کیا بڑے یا خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے یا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پیروں کی طرح احترام کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ دار جو رشتے اور عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے تھے اور خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دوزانو بیٹھتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں دباتے تھے اور ایسی پست آواز میں گفتگو کرتے تھے کہ گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مرید ہیں۔

حقیقت میں بزرگ کی موجودگی ہی ایک کرامت ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ سراپا معجزہ تھے یہ بزرگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشین ہوتے ہوئے سراپا کرامت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں کلی اطمینان قلب ہوتا اور دیکھتے ہی خدا یاد آ جاتا۔ دنیا کے تمام تفکرات بھول جاتے۔ سوائے ذکر الٰہی کے کوئی شغل نہ ہوتا یہ ان کی فنائیت کی دلیل ہے۔

تواضع اور انکساری

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کے لیے بھی تحکمانہ لہجہ کبھی اختیار نہیں

Marfat.com

فرمایا بلکہ شیخ صاحب ، حافظ صاحب ،چودھری صاحب کے سے القابات سے یاد فرماتے۔ جب کوئی طالب علم آتا بہت خوش ہوتے اور فرماتے یہ طالب علم ہیں یہ ہم سے اچھے ہیں۔ طالب علم کے لیے حضور اکرم ﷺ نے بہت وعدے فرمائے ہیں۔اگر کوئی مرید کبھی مسئلہ پوچھتا تو یہی فرماتے فلاں مولوی صاحب سے دریافت کرنا یا مفتی صاحب کے پاس بھیج دیتے۔یہ تھی کسر نفسی۔اگر کوئی دنیادار کاروبار کے سلسلہ میں کوئی نئی بات کرتا تو فرماتے ہم تو طالب علم ہی ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ سمجھتے ہیں۔اگر بازار میں سے گزرنا ہوتا تو مریدین کو ساتھ نہ چلنے دیتے یا پہلے بھیج دیتے یا کچھ فاصلہ کر لیتے تاکہ کسی کو انگشت نمائی کا موقع ہاتھ نہ آئے۔نمائش سے کوسوں دور بھاگتے۔انکساری اور خداخوفی کا یہ عالم تھا کہ چلتے ہوئے گردن جھکائے رکھتے۔کبھی دائیں بائیں نہ دیکھتے۔ چلتے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں کی کبھی آہٹ نہیں سنائی دیتی تھی۔

تواضع کند ہوش مند گزین

نہد شاخ پرمیوہ سر بر زمین

مجالس لھوولعب اور امراء سے اجتناب

شادیوں میں شمولیت نہ فرماتے کیونکہ وہاں بدعات کی کثرت ہوتی ہے۔اگر نہ بھی ہوں تو انواع واقسام کے آدمیوں سے میل جول ناپسند فرماتے۔فرمایا کرتے: اس سے روح پر میل آجاتی ہے۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ عمر بھر کسی امیر آدمی یا افسر کے ہاں نہیں گئے۔ البتہ اگر کوئی آدمی سلسلہ سے تعلق رکھتا تو ان کی دلجوئی اور ہدائت کی خاطر تشریف لے جاتے اور وہ بھی شاذ۔ میرے سامنے چالیس سال میں صرف ایک دو مواقع پیش آئے ہیں۔ سکول میں اگر کوئی پارٹی ہوتی جیسا کہ اساتذہ کے الوداع کے مواقع پر ہوتی ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ چندہ عطا فرما دیتے لیکن کھانے میں کبھی شریک نہ ہوتے بازار سے گزرتے کوئی چیز خریدتے یا خرید کر کھاتے کبھی کسی نے نہیں دیکھا ہوگا۔ میں نے تو عمر بھر میں نہیں دیکھا۔ البتہ غربا اور یتیموں پر بہت مہربانی فرماتے ان کی عیادت فرماتے اور بعض بوڑھی عورتوں سے دعا کے لیے فرمایا کرتے۔ یہی جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا۔

در ہر پیرزن مے زد پیمبر　　که اے زن در دعایم یاد آور
یقین مے داں که شیراں شکاری　　درین راہ خواستند از مور یاری

تعمیر مسجد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد بنوانے کا بہت شوق تھا۔ "من بنی مسجداً للّٰہ بنی اللّٰہُ لہ بیتا فی الجنۃ" (۵)۔ جعفر کوٹ شریف میں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وطن مالوف تھا اور تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں ایک گاؤں ہے، ایک مسجد تعمیر کروائی تھی۔ جب مجیٹھہ شریف تشریف لائے تو اپنے مکان شریف کے سامنے باہر ایک جامع مسجد تعمیر کروائی۔ جمعہ بھی وہیں پڑھا کرتے۔ میں نے خود بھی دونوں جگہ جمعہ کی نماز پڑھی ہے اور تیسری مسجد گجرات شریف میں محلّہ مسلم آباد (معروف گیان پورہ) میں چالیس

Marfat.com

پچاس ہزار روپیہ کی لاگت سے بنوائی یہ مسجد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت بڑی کرامت ہے کہ دو تین سال میں ایسی عالیشان مسجد تیار ہوگئی۔ حالانکہ شہر گجرات میں کیا اور باہر کیا کبھی کسی سے ایک پیسہ چندہ کی اپیل نہیں کی گئی۔ بلکہ تیار ہونے کے بعد بھی شہر کے بعض لوگوں کو اس مسجد کا پتہ بھی نہیں تھا۔ اور سب سے بڑھ کر جو مساجد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب یقین لوگوں کے دلوں میں بنائی ہیں کبھی مٹنے کی ہی نہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ آباد رکھے۔

رضاو تسلیم

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا میں بڑے بڑے صبر آزما مصائب کا سامنا ہوا لیکن حرف شکایت تو کیا اس موضوع پر کبھی لب کشائی بھی نہیں فرمائی۔ پاکستان جب معرض وجود میں آیا تو مجیٹھہ شریف میں مقیم تھے۔ دشمنان اسلام کی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت زیادہ تھی۔ جب کسی خیر خواہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کی اطلاع دی کہ کافر مکان پر حملہ کی تیاریاں کرر ہے ہیں۔ تو اللہ کا نام لے کر نہایت اطمینان سے اپنے اہل وعیال کو کوچ کا حکم دیا اور تمام سامان اور مال چھوڑ کر روانہ ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جب بھینس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ گجرات پہنچ کر مکان کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں لوگوں نے سخت مخالفتیں کیں لیکن ہمیشہ خاموش رہے اور کبھی اپنے یا پرائے سے تکلیف بیان نہیں کی۔ گجرات میں بعض حاسدوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خانہ اور صاحبزادوں پر جادو اور تعویز گنڈے کروائے جس سے تمام اہل خانہ بیماری کا شکار ہوئے۔ لیکن باوجود معلوم ہونے کے کسی سے انتقام لینا نہ

Marfat.com

چاہا اور صبر و شکر کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ تسلیم و رضا کی سب سے ارفع منزل کا امتحان تب ہوا جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے دو دو سال کے وقفہ سے یکے بعد دیگرے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو داغ جدائی دے کر عالم بقا کو سدھار گئے (اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند رکھے) محمود احمد صاحب جو جماعت دہم میں پڑھتے تھے۔ محمد رفیق صاحب جن کی عمر ۲۵، ۳۰ کے درمیان تھی اور حکیم محمد عالم صاحب جو ۳۰ سے کچھ اوپر تھے۔ ان کے نابالغ صاحبزادے اور بیوگان کی حسرت بھری زندگی الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا صبر کے پہاڑ تھے اور تسلیم و رضا کے کس اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ آنسو گرنا تو کیا جو ان صاحبزادے کی میت سامنے ہے نظر ان کے چہرہ پر جمی ہوئی ہے اور تسبیح ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے۔ تسبیح و تہلیل اور تحمید کا وظیفہ جاری ہے۔ سبحان اللہ یہ ہے اللہ سے دوستی۔ والذین امنو اشد حباللہ۔ اس کے تھوڑے سے عرصہ بعد ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ اور ہمشیرہ صاحبہ محترمہ کا انتقال ہوا لیکن کیا مجال جو کبھی زبان اس موضوع پر حرکت کرے۔

"اناللہ وانا الیہ راجعون"

ان صدمات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہضم کیا کہ ان کے اثرات سے دل و دماغ متاثر ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت کی کمزوری کا باعث ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر فالج کا حملہ ہوا جسم بالکل ناتواں اور بے حس ہوگیا۔ علاج سے کچھ افاقہ ہوا لیکن چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے۔ کمزوری انتہا کو پہنچ گئی چارپائی پر پڑے ہیں اور ہاتھ اور زبان میں اور دل ذکر الٰہی میں مصروف ہیں۔ اس معذوری کی حالت میں بھی دوسرے کی مدد سے باہر تشریف لاتے اور ملنے والوں کے دل کو تسلی دیتے۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک اب ۶۳ سال تک پہنچ چکی تھی۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ وقت وصال قریب ہے۔ اس لیے عزیزوں اور مریدوں کو اتنا پیار کرتے، چومتے کہ آنسوؤں کی ندیاں بہہ جاتیں۔ آخر ہم سے جدائی کا وقت قریب آ گیا اور اللہ تعالیٰ سے وصال کا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ بروز جمعرات ۱۰:۵۵ بجے قبل دوپہر کے قریب اللہ اللہ کرتے اللہ سے جا ملے اور اس دنیا فانی سے آخر جدائی کا وقت آ گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ O

گھر میں کہرام مچ گیا۔ شہر میں قیامت برپا ہو گئی۔ دل بے قابو ہو گئے۔ آنکھوں میں اندھیرے چھا گئے فضا بے رونق ہو گئی لیکن آخر دل پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے۔

یہ خبر آناً فاناً شہر میں پھیل گئی لوگ جوق در جوق آنے شروع ہو گئے۔ گھر میں اور گلی میں گزرنا مشکل ہو گیا۔ تمام رات زائرین آتے جاتے رہے اور زیارت سے شرف حاصل کرتے رہے۔ آخر ۲۵ ربیع الثانی کو غسل دے کر بعد از نماز جمعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ لوگ کندھا دینے کے لیے اس قدر مشتاق تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا چارپائی ہاتھوں اور سروں پر تیرتی جا رہی ہے۔ ۳ بجے کے قریب نارمل سکول گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ شامل ہوئے۔ اتنی کثیر تعداد کا جنازہ میں نے عمر بھر میں پہلی دفعہ دیکھا۔ زیارت کا خاص انتظام کیا گیا پولیس کے افسر سپاہیوں نے انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور عصر کے قریب شہر سے مشرقی جانب قبرستان کے قریب اپنی زر خرید جگہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جسم مبارک سپرد خاک کیا گیا۔

Marfat.com

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (٦)۔

(القرآن بسورہ طٰہٰ:۵۵)

ترجمہ: اس (زمین) سے ہم نے تم کو پیدا کیا اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اس سے دوسری مرتبہ نکالیں گے۔

پہلے ایک دو دن تو غم و حزن اور رونے کے سوا کچھ نہ سوجھتا تھا لیکن جب روضہ پاک تیار ہوا اور وہاں حاضری نصیب ہوتی اور تسکین ہوتی تو معلوم ہوا کہ:

موت کو سمجھے ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اس پیکر صبر و شکر اور مرشد مشفق و مہربان کی شان میں اپنی منظوم کردہ داستانِ فراق (دردِ فراق) کو بیان کروں۔

دردِ فراق

اُٹھ گئے گجرات سے ہیں نائب اسلام آج کون پلوائے ہمیں وحدت کے بھر بھر جام آج
چل بسے ہیں بیکسوں بیواؤں مسکینوں کے باپ ہو گئے رخصت ہمارے چین اور آرام آج

Marfat.com

آپ کیا رخصت ہوئے رخصت تصوف ہوگیا کون دے صبر و محبت کے ہمیں پیغام آج
آفتاب رشد آج آنکھوں سے اوجھل ہوگیا روز روشن ہوگیا ہے غم سے تیرہ فام آج
دست شفقت کون رکھے گا سروں پر اسکے بعد طالبان نگہ رحمت سب ہیں تشنہ کام آج
ہائے! دل سینہ سے نکلا جارہا ہے ہائے دل کس کی انگشت شہادت سے ملے آرام آج
وہ نگہ مخمور اور ایسا تکلم سحروش! بادہ نوشان محبت کے تہی ہیں جام آج
صاحب عرفان وحکمت علم اور حلم وشعور مرشد کامل ہیں ایسے نادر ایام آج
گلستان فقر میں کیا چل گئی باد خزاں بلبلیں ہیں نوحہ خواں پژمردہ ہر گلفام آج
گھر جو تھے آباد کل تک آج ویرانے ہوئے اور ویرانوں کی آبادی کا دیکھ انجام آج

تیرہ سو اکیاسی ہجری اور پنج شنبہ کا دن
ہیں ربیع آخر کے گزرے بست وچار ایام آج

Marfat.com

تریاق تسکین

مرد نادان ایں چنین آہ و فغان
نیست جز کم فہمی تو بے گمان !
بے خبر ہستی ز فقر و رازھا
زیں سبب چشمت ز فرقت خونچکان
نیست قرب و بعد نزد اولیاء
تو حیات و موت شان یکساں بدان
عاشقان ہرگز نہ میرند اے عزیز
لاتقل اموات بل احیا بخوان
باز لا خوف علیہم راہخوان !
باز واکن چشم خود را اے جوان
آن حبیب اللہ محبوب خدا
رہنمائے ناقصان و کاملان
بدعیان و ز دیدہ پردہ پوش بود
چونکہ پردہ پوش شد گشتہ عیاں
او بحق واصل شدہ جنت نشان
بود عاشق جفت شد با عاشقان

از پئے سن وصال آمد ندا
تو ورا لاریب و شک مغفور دان

۱۳۸۱ھ

Marfat.com

معمولات ومشغولات

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات کو تفصیل سے لکھنا ناممکن ہے۔میں نے ۴۰ سال میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے بلند آواز میں سوائے کسی خاص مجلس کے کوئی کلمہ نہیں سنا۔ذکر جہر سے آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت پرہیز کرتے اور ذکر خفی میں ہر دم مشغول رہتے۔ذکر خفی کا یہ حال تھا کہ شاید ہی کوئی وقت ہو جس میں ہاتھ زبان اور دل اکٹھے مشغول نہ ہوں اس لیے صرف ظاہری عبادت پر ہی اکتفا ہو گی۔نماز تہجد،نوافل زائدہ، روزہ نفلی یا اس قسم کی عبادت خفیہ کو تو وہی جان سکتا ہے جس کو شب و روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہوا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دن کے مشاغل یہ تھے کہ بعد از نماز فجر آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز اشراق تک تلاوت قرآن مجید و دیگر وظائف پڑھنے میں مشغول رہتے۔پھر اندر تشریف لے جاتے اور وقتاً فوقتاً زائرین کی ملاقات کے لیے باہر تشریف لاتے یہ سلسلہ دوپہر تک جاری رہتا۔دوپہر کو کھانا کھا کر آرام فرماتے۔

نماز ظہر آخری وقت میں ادا فرماتے پھر کچھ وظائف پڑھتے اور حاضرین کو توجہ دیتے۔اگر کوئی صاحب علم وذوق ہوتے تو ان سے علمی باتیں ہوتیں۔ایام ملازمت میں نماز عصر کے بعد کبھی کبھی سیر کو بھی تشریف لے جاتے اور نماز مغرب اکثر واپس گھر میں آ کر ادا کرتے۔مغرب کے بعد نماز اوابین پڑھتے اور حاضرین کو توجہ دیتے۔ کبھی کبھی کلمہ شریف کا ذکر ذرا بلند آواز سے فرماتے اور حاضرین بھی شامل ہو جاتے۔

Marfat.com

دعا ہمیشہ خاموشی سے مانگتے آنکھیں بند ہوتیں گویا عین دربار الٰہی میں حاضر ہیں۔ کئی دفعہ دعا میں استغراق ہو جاتا تو ہاتھ نیچے آ جاتے۔ جب ہوش آتا تو پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے اور یہ حالت کئی بار ہوتی۔

بے کیمیائے مستی تبدیل غم نہ باشد
یا مے حلال فرما یا غم حرام گردان

ہر وقت مئے محبت میں سرشار رہتے تھے اور کوئی دنیا کا فکر دامن گیر نہ ہوتا تھا۔ کھانا ذرا دیر سے کھاتے اور پھر دیر تک تکیہ پر سہارا لیے بیٹھے رہتے اور اپنی زبان فیض ترجمان سے حاضرین کو مستفید فرماتے۔ یہ صحبت کے لحاظ سے بہترین وقت ہوتا۔ عشاء کی نماز دیر سے ادا فرماتے اور پھر آرام کرنے کے لیے چارپائی پر یا بعض دفعہ جائے نماز پر ہی لیٹ جاتے۔ جمعہ شریف کی خاص تیاری ہوتی صبح حجامت بنواتے، کپڑے دھلواتے، مسواک کرتے، غسل فرماتے، تیل سر پر اور ریش مبارک پر لگاتے، کنگھی کرتے، سرمہ بھی لگاتے گویا صحیح معنوں میں دربار خداوندی میں حاضری کی تیاری ہوتی۔ جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح بھی ادا فرماتے۔ احتیاط الظہر ہمیشہ ادا فرماتے۔ جمعہ کے بعد ہمیشہ حلقہ ہوتا اور مریدین ختم شریف پڑھتے۔ یہ سلسلہ تقریباً عصر تک جاری رہتا اور پھر بعد دعا سب کو رخصت فرماتے۔ رمضان شریف میں تراویح میں دو تین ختم قرآن ہوتے۔ ۲۱ رمضان کو خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کا عرس منایا جاتا۔ ہر ماہ کی 11 یا کسی مناسب تاریخ کو گیارہویں شریف کا ختم ہوتا۔ پاکستان بننے سے پہلے ہر سال سرہند شریف اور انبالہ شریف عرس مبارک پر حاضری ہوتی اور عجیب کیفیت ہوتی جو بیان نہیں ہوسکتی۔ ہر سال بلاناغہ رجب کی ۲۷ یعنی شب معراج منانے کے لیے سیدا شریف حاضر ہوتے۔ پیر کے دربار میں حاضری کیا تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نشۂ محبت میں مخمور معلوم ہوتے تھے۔ادب کا یہ حال تھا کہ کبھی ادھر پیٹھ نہ کرتے اور قضائے حاجت کے لیے ایک ایک میل تک دور چلے جاتے۔صاجبزادگان سے بے پناہ محبت تھی۔گھنٹوں ان کے پاس باادب بیٹھے رہتے اور راز و نیاز کی باتیں ہوتیں۔قضائے حاجت میں سنت نبوی ﷺ کے اجرا کا اہتمام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ مٹی کے ڈھیلوں سے استنجا پاک کر کے پھر پانی سے پاک کرتے۔

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ (۷)۔

(القرآن سورہ توبہ ۱۰۸)

ترجمہ: اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

یادالٰہی میں اتنا شغف تھا کہ زمانہ ملازمت میں تیس سال اپنے عیال کو مجیٹھہ شریف میں رکھا اور خود تنہا گجرات شریف میں رہے۔تعطیلات میں گھر تشریف لے

Marfat.com

جاتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی صحیح معنوں میں اسلامی زندگی تھی اور سلف صالحین کا نمونہ تھی۔خدا تعالیٰ ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین!

Marfat.com

حواشی

۱۔ القرآن، اَلْحُجُرَاتِ : ۲

۲۔ القرآن ، البقرۃ:۲۲۲

۳۔ القرآ ن ،الحجرات :۱۰

۴۔ القرآن ، الشعرا : ۲۱۴

۵۔ حدیث شریف

۶۔ القرآ ن ،طٰہٰ:۵۵

۷۔ القرآ ن،التوبۃ :۱۰۸

Marfat.com

یادگارِ سلف

Marfat.com

حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یادگارِ سلف

سلف کی دیکھ رکھو راستی اور راست اخلاقی
کہ ان کے دیکھنے والے ابھی کچھ لوگ ہیں باقی

تعارف

ایک وقت تھا کہ حاجی محمد دین صاحب مرحوم کی مسجد کی خطابت میرے سپرد تھی۔اس زمانے میں حضرت کا دستور تھا کہ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد دربار شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے جاتے۔وہاں سے فارغ ہو کر حاجی صاحب کی مسجد میں جاتے کیونکہ وہاں نماز جمعہ نسبتاً دیر میں پڑھی جاتی تھی۔اگر موقعہ ملتا تو نوافل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جاتے۔میں تعارف کے دن تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس معمول سے بے خبر تھا۔ایک جمعہ کا ذکر ہے کہ نماز سے پہلے احکام خداوندی کی اطاعت کا بیان تھا۔دوران تقریر سیدنا آدم علیہ السلام کے گندم کھانے اور زمین پر تشریف لانے کا ذکر آ گیا لیکن لہجہ کچھ ایسا تھا کہ گویا یہ خطا کی پاداش تھی۔تقریر ختم ہوئی تو صفوں کے پیچھے سے آواز آئی کہ نماز پڑھ کر سب لوگ بیٹھے رہیں۔چنانچہ نماز کے بعد نورانی چہرے والے ایک بزرگ (آپ رحمۃ اللہ علیہ) منبر پر رونق افروز ہوئے۔چہرہ انور پر کچھ

Marfat.com

جلالت کے آثار تھے لیکن ہیبت پر کشش غالب تھی۔ فرمایا کہ واعظ اور مقرر کو حفظ مراتب کا خیال ضروری ہے۔ کلام خداوندی کے جذبے کو سمجھے پھر بیان کرے انبیاء اکرام معصوم ہیں۔ وہاں گناہ کا وہم بھی گناہ ہے یہ خیال ہی غلط ہے کہ آدم علیہ السلام کا زمین پر تشریف لانا کسی خطا کی پاداش میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں کو فرمایا تھا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔

ترجمہ: میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کو پیدا ہی مالک حقیقی کے احکام کے ماتحت زمین کے انتظام کے لیے کیا گیا تھا۔ اسی مضمون کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خوب وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ دعا کے بعد باقی لوگوں کیساتھ میں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا۔ تشریف لے گئے تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ بعدازاں گاہے گاہے خدمت عالیہ میں حاضر ہونے لگا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت رنگ لانے لگی۔ مجالس مبارکہ کا خاصہ تھا کہ حاضرین میں سے ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ توجہ اور مہربانی میرے ہی حال پر ہے۔

جواہر ریزے ____ اقوال و ارشادات

۱۔ وعظ کہنا بہت مشکل ہو گیا ہے ____ کافی روز بعد کا ذکر ہے جب تقسیم پاک و ہند کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مقام ہجرت طے کر کے دوبارہ گجرات میں رونق افروز ہوئے اور راقم الحروف نماز جمعہ کے لیے باری والی مسجد میں جایا کرتا تھا۔

Marfat.com

ایک روز مجلس مبارک میں حاضر ہوا۔ کمال شفقت کے ساتھ حسب معمول قریب سے قریب تر بلایا گیا۔ دریافت حال فرمایا۔ دوران گفتگو میں ارشاد ہوا: تم بھی وعظ کہا کرتے ہوناں؟ میں مسکرا کے خاموش رہا پھر دوبارہ سہ بارہ استفہامیہ لہجہ میں یہی فرمایا۔ عرض کی: حضور میں کیا وعظ کہوں گا!! فرمایا: یہ نہیں میرا مطلب ہے کہ اب وعظ کہنا بہت مشکل ہو گیا ہے جس کی ایک وجہ یہ ہے لوگ کہتے ہیں کہ (ہماری حسب منشاء) فلاں فلاں کو کافر کہو تو تمہارا وعظ سنیں گے۔ اس ارشاد مبارک کی ایک وجہ تو یہی ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرما دی۔ یعنی سامعین اپنی اصلاح کے لیے نہیں سنتے بلکہ اسے فراغت کا ایک مشغلہ اور دماغی عیاشی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مقرر اور واعظ ان کی مرضی پر چلے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حصول علم کا اولین مقصد اپنے حال کی اصلاح ہے۔ دوسروں کی اصلاح کی باری بعد میں آتی ہے۔ جب مقصد اوّل ہی فوت ہو اور خشت اول ہی کج ہو تو انجام معلوم! اس کے علاوہ بدلتے ہوئے حالات اور ذہنی انقلاب کے اس دور میں ان الفاظ پر کہ ”وعظ کہنا بہت مشکل ہو گیا ہے“ جس قدر غور کریں یہ حقیقت زیادہ سے زیادہ واضح ہوتی چلی جاتی ہے۔ جلسوں اور تقریروں پر جس قدر زیادہ زور ہے اسی قدر تاثیر مفقود ہے۔

Marfat.com

۲۔ جن سے کوئی نہیں سنتا ان سے میں سنتا ہوں____ زبان پر خشکی غالب آ جانے کے باعث رمضان شریف میں قرآن مجید کا سنانا چند سال موقوف رہا۔ ایک بار عیدالفطر کے بعد سلام کو حاضر ہوا تو فرمایا: اس دفعہ قرآن مجید کہاں سنایا ہے؟ عرض کی: حضور رحمۃ اللہ علیہ اب مجھ سے کون سنتا ہے! نہایت شفقت آمیز لہجہ میں فرمایا: یہاں آ جاتے، جن سے کوئی نہیں سنتا ان سے میں سنتا ہوں۔ معاً خیال آیا۔ بزرگان دین "تخلقوا باخلاق اللّٰہ" کے زیور سے آراستہ ہیں کہ جن کی کوئی نہیں سنتا ان کی وہ سنتا ہے۔

۳۔ میں کھڑوں کا یار نہیں بیٹھوں کا یار ہوں____ الیکشن کا زمانہ تھا۔ ایک صحبت میں کسی خادم نے ایک شخص کا ذکر شروع کر دیا۔ فرمایا: کس کی باتیں کر رہے ہو؟ ایک دو بار اس نے وضاحت کرنے کی کوشش کی۔ فرمایا: میرے ذہن میں نہیں آ رہا۔ کسی نے کہا: جناب فلاں شخص جو (الیکشن میں) کھڑا ابھی ہوا تھا۔ مسکرا کر فرمایا: یاد کیسے آئے تم جانتے ہو کہ "میں کھڑوں کا یار نہیں میں تو بیٹھوں کا یار ہوں"۔ سبحان اللّٰہ دنیا داروں سے کیا بے نیازی ہے۔

حدیث پاک ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ دوڑنے والے سے چلنے والا، چلنے والے سے کھڑا ہوا اور کھڑے ہوئے سے بیٹھا ہو۔ بہتر ہوگا یعنی بے دینی کا دور ہوگا۔ دنیا کی محبت غالب ہوگی۔ اس وقت گوشہ نشینی ہی دین کی سلامتی ہوگی۔

Marfat.com

۴۔ ہاں! تو پھر وہ میرا بھائی ہے___ ایک دن حاضر خدمت ہوا۔ دو شخص مجلس میں بیٹھے تھے دونوں کی داڑھیاں حنا بستہ تھیں۔ ایک قریب بیٹھا آپ سے مصروفِ گفتگو تھا۔ دوسرا اس کے پیچھے ذرا فاصلے پر تھا۔ حسب معمول مجھے آپؒ نے اپنے قریب بٹھالیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وضو کے لیے اٹھنے لگے۔ اٹھتے اٹھتے اس شخص سے جو قریب تھا پوچھا: یہ پیچھے بیٹھے ہوئے آپ کے بھائی ہیں؟ اس نے جواب دیا: جی نہیں! یہ ہمارے گاؤں کا موچی ہے اور اس نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: اچھا تو پھر وہ میرا بھائی ہوا ناں۔ وہ شخص کھسیانا سا ہو کر رہ گیا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ" کی کیا عملی تفسیر اور کیسے احسن طریق سے فرمائی۔

۵۔ جوانی گوجروں نے لے لی۔ اب بڑھاپے میں کیا ہو___ زمیندارہ ہائی سکول کی مدرسی ترک کرنے کے بعد ایک روز ایک صحبت میں یہ جملہ فرمایا۔ حاضرین کو سمجھانا منظور تھا کہ وقت کی قدر کرو کیونکہ الوقت سیف قاطع۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اور گیا وقت پھر ہاتھ بھی نہیں آتا، آئندہ کی امید میں مت بیٹھو۔ کیا معلوم دیکھنا نصیب ہو یا نہ ہو۔ موجودہ سانس کو غنیمت جانو۔ اس میں اللہ کو راضی کرلو۔ غیروں کی خوشنودی کی خاطر اور دنیا کی مصروفیتوں میں اسے ناراض نہ کرلو۔

Marfat.com

جو کل کرنا ہے آج ہی کر جو آج کر لے سواب کر لے

جب چڑیوں نے چگ کھیت لیا پھر ہُو ہُو سے کیا ہووت ہے

مگر کسی کا نام لے کر خطاب نہیں فرمایا بلکہ اپنا ذکر فرمایا ہے، کیونکہ اللہ والے:

جانچتے اوروں کو ہیں خود لے کے اپنا امتحاں

رکھتے ہیں اپنا طریق امتحاں سب سے الگ

۶۔ درویش اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رفیقہ حیات رحمۃ اللہ علیہا کا انتقال ہوا۔ میں باہر گیا ہوا تھا۔ نماز جنازہ میں شمولیت کی سعادت حاصل نہ کر سکا۔ دو روز بعد فاتحہ خوانی کو حاضر ہوا۔ چہرہ انور پر خلاف معمول ملال کے آثار نمودار تھے۔ دعا کے بعد قریب بلا لیا اور فرمایا: فاتحہ میں کیا پڑھتے ہیں؟ میں خاموش رہا مگر دو بار اور سہ بار یہی سوال فرمایا۔ آخر الامر فوق الادب کے تحت عرض کی: حضور رحمۃ اللہ علیہ کم از کم ایک بار الحمد شریف اور تین بار سورۂ اخلاص تو پڑھے۔ فرمایا: یہی میرا مطلب تھا آدمی کو اتنا پڑھنے اور دعا مانگنے میں زیادہ نہ سہی کم از کم دو تین منٹ تو لگ ہی جاتے ہیں ناں! عرض کی ضرور۔ فرمایا: میں حیران ہوتا ہوں لوگ آتے ہیں ہاتھ اٹھاتے ہی منہ پر پھیر دیتے ہیں۔ نا معلوم کیا اور کب پڑھتے ہیں۔ درویش اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ زندوں سے تو مذاق ہوا مُردوں

Marfat.com

سے مذاق کیا معنی؟

۷۔ صفائی قلب

ایک دن کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک عمل پر نظر پڑی اس کے فوائد پر جی للچایا خیال آیا کہ کسی بزرگ سے اجازت مل جائے تو اس کی زبان کی برکت سے حصول مقصد میں آسانی ہو۔ حضرت مہربان تو تھے ہی۔ فوراً خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نماز عصر پڑھ کر گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وضو کے لیے اٹھ رہے تھے۔ سلام کے جواب کے بعد فرمایا: نماز ادا کر چکے ہو اور باوضو ہو؟ عرض کی: حضور۔ فرمایا: ٹھیک ہے میں نماز پڑھ لوں، تم بیٹھو اور یہ پڑھتے رہو۔ وہی عمل اسی ترتیب سے بتا دیا۔ حیرت زدہ ہو گیا بیٹھ کے پڑھتا رہا۔ نماز سے فارغ ہو کر بلایا اور پوچھا: پڑھ لیا ہے؟ عرض کی:، پڑھ لیا ہے اور میں تو اس کے فوائد پڑھ کر اجازت لینے کو آیا تھا۔ ہنس کے فرمایا: ہمارا کام اتنا ہی ہے اگلا کام جس کا ہے وہ اسے بہتر جانتا ہے۔ زمیندار محنت کرنے کے بعد اس کے فضل کا امیدوار ہوتا ہے۔

۸۔ اخلاق حمیدہ

حضرت کی بیماری کے دوران میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تکلیف کے خیال سے بہت روز حاضری سے محروم رہا۔ ایک دن حاضر ہوا۔ میاں جی بیٹھک میں تھے۔ سردی کا موسم تھا اور صبح تقریباً ۱۰ بجے کا وقت۔ فرمانے لگے: آپ رحمۃ اللہ علیہ ابھی ابھی چھت

Marfat.com

پر گئے ہیں میں اطلاع دیتا ہوں۔عرض کی: تکلیف نہ دیں میں پھر آ جاؤں گا لیکن وہ جلدی جلدی اوپر چلے گئے۔ دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت دو شخصوں کی مدد سے سیڑھیوں پر سے اُترے اور تشریف لائے۔خیریت پوچھی۔آنے کی وجہ دریافت کی۔عرض کی: بہت روز ہو گئے تھے سلام کو جی چاہتا تھا۔تھوڑی دیر بیٹھے دعا فرمائی اور اسی طرح دو آدمیوں کے بازوؤں کا سہارا لئے اُوپر تشریف لے گئے۔ سبحان اللہ دوسروں کی دلجوئی کا کس قدر پاس ہے۔اپنی تکلیف کی شکایت کا ایک لفظ زبان پر نہیں آتا۔

سب کی سن لیتے ہیں لیکن اپنی کچھ کہتے نہیں
ہے کوئی بھیدی اور ان کا رازداں سب سے الگ

۹۔ عشق ومحبت کے سارے دعوے ایک سنت کی پیروی پر قربان ہیں

میرے ایک استاد چودھری رحمت اللہ صاحب ساکن موضع ودھرا تحصیل کھاریاں ہیں۔سکول سے ریٹائر تھے لیکن تاحال داڑھی منڈاتے تھے۔مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ایک دن گجرات میرے پاس آئے اور کہا کہ یہاں ایک مولوی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کو جانتے ہو۔ میں نے کہا میرے حال پر بہت شفقت فرماتے ہیں۔ چنانچہ صبح میرے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔سلام عرض کیا اور اپنا تعارف کرایا کہ بہت عرصہ ہوا سیدے شریف جاتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مانو چک ٹھہرے تھے وہاں میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی تھی۔ اس کے بعد اپنے دینی شوق اور حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنی محبت اور اللہ والوں کے ساتھ عقیدت کا ذکر کرتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سنتے رہے۔ جب بہت کچھ کہہ چکے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نگاہ کرم سے نوازا اور دل موہ لینے والی ایک مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا: عشق و محبت کے سارے دعوے ایک سنت کی پیروی پر قربان ہیں۔ وہ ذرا سے خاموش ہوگئے وہاں سے رخصت ہوئے تو میں نے عرض کی: آپ کچھ سمجھے؟ فرمایا: بہت سمجھا۔ اس کے بعد جو گجرات آئے تو چہرہ سنّت کے نور سے منور تھا۔

Marfat.com

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی
ارادت ہو تو دیکھ ان کو

Marfat.com

جناب پروفیسر محمد فرمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو

مرشد کامل فقیہہ بے نظیر واقف اسرار کن روشن ضمیر

تاریخ کی کتابوں، تذکروں اور سیرت کی کتب کے مطالعہ سے ہر مسلمان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمان آج کہیں دیکھنے میں آئیں تاکہ ان کی سیرت و کردار کے مشاہدہ سے دل کو تسکین ملے۔ لیکن اس زمانے میں یہ بات ناممکن ہے کہ بیک وقت ایسے کثیر کامل افراد کسی کو دیکھنے نصیب ہوں۔ وہ زمانہ خیر گزر گیا۔ اور اب اس زمانے کا پوری شان کے ساتھ دوبارہ آنا ممکن نہیں۔ لیکن اللہ کی مرضی سے کبھی کبھار کوئی ایسا نابغۂ روزگار وجود میں آجاتا ہے جس کی دید سے آنکھیں روشن ہوتی ہیں اور جس کے فیض سے مدتوں تک امت محمدیہ مشرف ہوتی ہے۔ ایسے کامل افراد ہی حضور نبی کریم ﷺ کے وارث اور جانشین ہوتے ہیں۔ ان کی زندگیاں جناب رسالت مآب ﷺ کی سیرت کا ایک ایسا عکس ہوتی ہیں جس پر ملائکہ رشک کرتے ہیں۔

ان نفوس قدسیہ کی بدولت عام مومنوں کے اخلاق سنوارے جاتے ہیں۔ عدمات کے افسردہ آئین ان اخلاق حسنہ کے پرتو سے اخلاق فاضلہ کا اکتساب کرتے

Marfat.com

ہیں ۔اور یوں بہت سے افراد کامل اس دور میں مل کر ایک ایسی سوسائٹی کو وجود میں لاتے ہیں جو اپنے دور میں خطہء ارضی پر سب سے اعلی اور نمایاں سوسائٹی ہوتی ہے۔ یہ افراد کامل نبی کریم ﷺ کی سنت کا احیاء کرتے ہیں ان کی نگاہ کیمیا ہوتی ہے۔علامہ اقبال نے ایسے ہی افراد کے بارے میں کہا ہے:

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

پیرومرشد حضرت مولانا سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود گرامی اس دور میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جو پہنچا اور پھر وہ خوش نصیب وہاں جس شرف سے مشرف ہوا اسے کوئی دوسرا کیا جانے۔ مجھے جناب کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت اکثر نصیب ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طرزِ تکلم، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسن اخلاق دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا اور آنکھوں کے سامنے وہ دور گزرنے لگتا تھا جس کے دیکھنے کی تمنا ہر مسلمان کے دل میں موجزن ہے۔ گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبی ﷺ کی پیروی میں اس درجہ سرشار تھے کہ آپ کی مجلس میں محویت کے عالم میں ایک سالک کو یہ گمان گزرتا تھا کہ وہ کئی صدیاں طے کر کے قرون اولیٰ کے کسی صاحب ارشاد کی محفل پاک میں پہنچ گیا ہے اور معرفت کے سمندر میں غوطہ زن ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اس درجہ انکساری سے کام لیتے تھے کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔شہباز لامکانی نے ستر احوال اتنا کیا کہ کوئی دوسرا شاید کبھی نہ کرسکتا۔واقف

Marfat.com

اسرارکن نے رازوں پر سے پردہ اٹھانے میں بڑی احتیاط کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ایک لاثانی فرد تھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہر کو دیکھ کر عموماً آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک مدرس یا مولوی ہونے کا گمان گزرتا تھا۔ حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے والوں میں ایسے خوش نصیب آج بھی موجود ہیں جو مسئلہ زمان ومکان کو چند لمحوں میں حل کرسکتے ہیں۔ اور وحدت الوجود اور وحدت الشہود جیسے نازک مسائل چٹکیوں میں بیان کرسکتے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کس درجہ کے کامل، مکمل اور معرفت آشنا تھے۔

میں ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شیخ کرم الٰہی مرحوم کی معیت میں حاضر ہوا۔ جناب کچھ دیر تک میرے افراد خانہ کے متعلق احوال پوچھتے رہے۔ اس کے بعد جب مجلس برخاست ہوئی تو بیٹھک کے دروازے کے قریب میرے سینہ کے درمیان مقام اخفی پر دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے تین بار لفظ اللہ لکھا اور فرمایا:۔ جاؤ اجازت ہے۔ اس کے بعد جناب سے صرف دو تین دفعہ سرسری ملاقات نصیب ہوئی۔ میرے چند احباب کا یہ خیال ہے کہ اجازت کے لفظ سے صرف یہ مراد ہے کہ اس عاجز کو عام ذکر اللہ کرنے کی اجازت ہے مگر اس فقیر کو اپنے ان احباب کی رائے سے اتفاق نہیں ہے بلکہ لفظ اجازت سے مراد طالبان حق کو مقام اخفی تک سبق دینے کی اجازت ہے (۱)۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اجازت عطا کرنے والی شخصیت کی شان اس درجہ کی ہے کہ اس کی عطا بھی عظیم اور کبیر ہونی چاہیے۔

Marfat.com

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

حضرات نقشبندیہ عجیب قافلہ سالار ہیں۔ بدایت میں نہایت کا اندراج ان کے سلوک کا خاصہ ہے ان کا حضور دائمی اور ان کی یافت ابدی ہے۔ لہذا ان کا فیض عظیم اور ان کی عطا بے بہا ہوتی ہے۔

جناب کی وفات پر گجرات میں کہرام مچ گیا اور کسی اطلاع کے بغیر سارا شہر اور اردگرد کی بستیاں نارمل سکول میں اُمنڈ آئیں۔ وہاں جناب کا جنازہ دھرا ہوا تھا۔ مشتاقان دید پروانہ وار جھپٹ رہے تھے۔ مجھے اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر کوئی خاص صدمہ نہ ہوا لیکن جوں جوں دن گزرتے گئے درد و کرب میں اضافہ ہوتا گیا۔ آنکھیں اس شمع لامکانی کی دید کو ترسنے لگیں تو میں نے اپنے مرشد ثانی حضرت شیخ کرم الٰہی مرحوم کی خدمت میں گزارش کی کہ یہ کیا معاملہ ہے، وقت تو ہر دکھ کا مرہم ہوتا ہے لیکن یہاں معاملہ برعکس کیوں ہے؟۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''یہ ایک ایسا راز ہے کہ جس سے بہت کم لوگ آشنا ہیں۔ جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا جناب کے احباب کو جناب کی جدائی کا صدمہ پہلے سے زیادہ محسوس ہونے لگے گا۔ نہ ایسا کوئی دوسرا فرد دیکھنے میں آئے گا نہ ایسی شفقت کہیں ملے گی اور نہ دل کو تسلی ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات جب شائع ہوں گے آئندہ زمانے کے اہل علم حیران رہ جائیں گے۔ انہیں بیسویں صدی میں ایسے کامل فرد کا وجود ناممکن نظر آئے

Marfat.com

گا۔ واقفان حال اور شناسان اسرار جناب کے زمانے کے نہ پانے اور جناب کی صحبت کے فیضان سے محروم رہ جانے پر کف افسوس ملیں گے۔ لیکن کچھ ہاتھ نہیں آئے گا وہ لوگ بڑے ہی خوش قسمت ہیں جنہوں نے جناب کی ذات گرامی سے فیض پایا۔"

میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ جناب حضرت صاحب اپنی مسجد میں تشریف لے جا رہے ہیں وہاں قرآن مجید کا درس ہو رہا ہے۔ جو طالب علم قرآن مجید پڑھنے میں کوئی غلطی کرتا ہے جناب اس کی تصحیح فرما دیتے ہیں۔ میں نے دوسرے دن شیخ کرم الٰہی مرحوم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خواب سنایا اور حقیقت حال دریافت کی۔ فرمانے لگے: خواب سچا ہے۔ جناب کی روح مبارک کے مختلف فیضان ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن مجید پڑھنے والے اگر کہیں غلطی کر جائیں تو ان کی رہنمائی کی جائے (۲)۔

میں ایک شام کو جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی سالک کو لطائف کی توجہ دے رہے تھے۔ قلب، روح، سر، خفی، اور اخفی کے مقررہ مقامات پر دست مبارک سے اشارے کر رہے تھے اور وہ سالک منازل سلوک طے کر رہا تھا۔ ان لطائف کی سیر سے جدید دور کے اہل علم ناواقف ہیں۔ ان کی تمام تگ و دو ان کی دہلیز تک بھی نہیں ہے۔ ان کمالات سے صرف اہل سلوک ہی واقف ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سالکان طریقت کو چند لمحوں میں تمام سیر کرا دینے پر قادر تھے۔

Marfat.com

نقشبندیہ مجددیہ حضرات کے نزدیک کرامات کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔ جتنی کہ دوسرے سلسلوں کے بزرگواروں کے ہاں ہے۔ اس لیے جناب کی کرامات کا ذکر کرنا میرے نزدیک اتنا ضروری نہیں ہے۔ جتنا یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آپ کی ساری زندگی سنت نبوی ﷺ میں گزری ہے اور یہ ایک ایسی کرامت ہے کہ جس کا مقبول ہونا ثابت ہے اور جس کا ضروری ہونا ایک عاشقِ رسول ﷺ کی سیرت کا خاصا ہوتا ہے۔ میرے بڑے لڑکے محمد زبیر نے حضرت صاحبزادہ محمد یوسف صاحب سے بیعت کی ہے۔ وہ ایک دن مجھ سے کہنے لگا: ابا جی حضرت صاحب مجھے اپنے سب مریدوں سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور ان کی جو شفقت میرے ساتھ ہے شاید وہ کسی دوسرے کے ساتھ نہیں ہے۔ میں نے بتایا کہ بیٹا یہ ایک ایسا احساس ہے جو ہر نقشبندی کو ہوتا ہے۔ ہمارے خواجگان ایسے شفیق اور مہربان ہوتے ہیں کہ ان کا ہر مرید یہی محسوس کرتا ہے کہ اس کا پیر اسی پر سب سے زیادہ مہربان ہے۔ میں نے خود حضرت مولانا مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بارہا ایسا محسوس کیا ہے۔ آپ کی محبت کا سمندر بے پایاں تھا کہ ہر کسی کے حصے اتنی شفقت آتی جو اس کے ظرف سے بہر حال زیادہ ہوتی تھی۔ جناب کا مزار مبارک گجرات میں مطلع انوار ہے۔

جناب کی اولاد حسن اخلاق اور سیرت و کردار کے لحاظ سے جناب کے نقش قدم پر گامزن ہے۔ حضرت صاحبزادہ محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی طبع کی علالت کے باوجود جس محبت، خلوص، ہمدردی اور پیار سے سالکان طریقت کی خدمت کا فریضہ

Marfat.com

ادا کر رہے ہیں وہ ان ہی کا دل گردہ ہے۔ امراض کے ہجوم بلا میں یاد خدا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کا ایک ایسا پہلو ہے جسے ہر سالک رشک کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ میرے خیال میں یہ استقامت حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کا نتیجہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب زادہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور ہم مشتاقان دید جی بھر کر سیراب ہوتے رہیں۔ آمین!

Marfat.com

حواشی

۱۔ ''اجازت ہے'' یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عام لفظ تھا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ارشاد فرماتے تھے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی کو رخصت فرمانا چاہتے تھے مگر اس بارے میں پروفیسر محمد فرمان صاحب کا اپنا خیال ہی درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ میرے سامنے انہوں نے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے اسی وقت ان معنی کا اظہار کیا تھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے فہم کی تائید کی تھی۔(مرتب)

۲۔ یہ حقیقت قرآن کے فیضان کا اثر ہے۔(مرتب)

Marfat.com

شیخ کامل

Marfat.com

حضرت مولانا اکبر علی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (۱)

شیخِ کامل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یـا ایھـا النّبی انـا ارسلنٰك شـاهداً ومبشراً و نذیراً
وداعیاً الی اللّٰه باذنه سراجاً منیراً (۲)

(سورۃ احزاب: ۴۶)

ترجمہ: اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن۔ (فتح الحمید)

نور مردان مشرق و مغرب گرفت
آسمانہا سجدہ کردند از شگفت

۱۹۱۹ء میں میری عمر ۱۴ سال تھی اور میں بارہ دری گجرات بورڈنگ ہاؤس میں رہتا تھا۔ اس زمانے میں حضرت صاحب ہمیں ساتویں جماعت میں شیشیانوالہ دروازہ کے باہر جو موٹے موٹے ستونوں والا سکول ہے اس میں انگلش پڑھایا کرتے تھے۔ یہ سکول اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گھر اور روضہ شریف اس بات کے شاہد ہیں (۳) کہ

Marfat.com

گجرات کی ولایت اللہ جل شانہٗ نے بالخصوص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمائی تھی۔ اس وقت اس سکول کے گرد کوئی مکان نہیں تھا اور اس تمام زمین میں کاشت ہوتی تھی جہاں آج کل محلّہ گیان پورہ آباد ہے۔

ایک رات میں نے خواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ ایک وسیع میدان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کی امامت فرما رہے ہیں اور آسمان سے نہایت صاف نورانی آسمانی رنگ کی برسات ہو رہی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر گرتی ہے اور سینے کے اندر چلی جاتی ہے۔

صبح آپ رحمۃ اللہ علیہ جماعت میں تشریف لائے اور ہمیں سبق دینے کے بعد خاموش بیٹھ گئے۔ میری جگہ آپ کے بالکل سامنے والی قطار میں تھی۔ آپ نے مجھے بلایا اور مسکرا کر پوچھا:

کوئی خواب دیکھا ہے؟

میں نے سارا واقعہ جو رات دیکھا تھا عرض کر دیا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ کو فرمایا:

تم چھوٹے ہو، چھوٹا سا وظیفہ پڑھا کرو یعنی نماز عشاء کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ تسبیح۔

چند روز ہی یہ وظیفہ پڑھا تھا کہ مجھے درود شریف کے انوارات نے گھیر لیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کا یہ عالم ہو گیا کہ مجھے بورڈنگ ہاؤس میں رہنا

Marfat.com

اور سکول کے اوقات کے بعد جن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب رہتی تھی باقی اوقات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کے بغیر گزارنا دشوار معلوم ہونے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری یہ حالت دیکھی تو اجازت فرمائی کہ تم میرے پاس ہی آ جاؤ۔

اس زمانے میں ہمارے دادا پیر حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شریف ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے جدائی کا صدمہ بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ساری ساری رات حضرت مولانا غلام رسول عالم پوری کی کتاب احسن القصص پڑھا کرتے تھے اور رو رو کر اپنی ریش مبارک تر کرلیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان میں اکیلے رہتے تھے یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نہیں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھانا اپنے ہاتھ مبارک سے پکایا کرتے تھے پھر خود بھی کھاتے تھے اور اس ناچیز کو بھی عنایت فرماتے تھے۔ اس کھانے میں وہ لذت تھی کہ ایسی لذت کسی کھانے میں نہیں آئی اور نہ ہی امید ہے کہ آوے۔

اس زمانے میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بندہ کو کئی دفعہ سیدا شریف حاضری کی سعادت ہوئی۔ حضرت مولانا خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حیات تھیں۔ وہ اکثر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی مبارک کے حالات ہمارے سامنے بیان فرماتی تھیں اور نہایت محبت بھرے انداز میں کہا کرتی تھیں:

میرے محبوب کی یہ بات۔ میرے محبوب کی وہ بات۔

Marfat.com

ایک بہت بڑی تسبیح ان کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ وہ ہم سے باتیں بھی کرتی جاتیں اور اس پر ذکر الٰہی بھی کرتی جاتیں اور ساتھ ہمیں تبرک کی نوازش سے جو مٹھائی، پھلیاں، بتاشے، بھنے ہوئے چنے، نمکین دال، مکھانوں اور گڑ وغیرہ میں سے کوئی چیز ہوتی تھی، بار بار نوازتی تھیں۔

اس زمانے میں موٹروں کا کوئی رستہ نہیں تھا۔ منڈی بہاؤالدین سے پیدل ہی جنگلات میں سے گزر کر سیدا شریف جانا پڑتا تھا۔ میری عمر چھوٹی تھی۔ راستہ کٹھن اور دراز تھا۔ پھر حضور قبلہ عالم قدس سرّہ کا ساتھ ہوتا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ تیز رفتار بھی اتنے تھے کہ میں نے آج تک اتنا تیز چلتے کسی کو نہیں دیکھا لیکن یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیّن کرامت تھی کہ مجھے کبھی دشواری کا احساس نہیں ہوا نہ یہ لمبا اور کٹھن راستہ طے کرنے میں اور نہ تیز رفتاری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ دینے میں۔ آپ مجھے فرمایا کرتے تھے: اکبر! یا حیّ یا قیّوم پڑھتے ہوئے میرے پاؤں پر پاؤں رکھتے چلے آؤ۔ سبحان اللہ! ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے طے الارض والا کمال آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمادیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے ساتھ ساتھ اڑائے لئے جاتے ہیں۔ بہرحال مجھے اس طرح متواتر چار سال آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رکاب میں سیدے شریف جانے کا اتفاق ہوا اور یہی وہ زمانہ ہے کہ میں چھٹی جماعت سے دسویں پاس کرنے تک حضور کے گھر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس متواتر رہا۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ مجسم نسبت تھے اور گو کہ اس چھوٹی عمر میں مجھے نسبت کا پورا شعور نہیں تھا تاہم ازخود محسوس ہوتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت انوارات میں مستغرق رہتے تھے۔ سکول کے اوقات تعلیم کے علاوہ باقی اوقات ہمیشہ اپنے مکان پر رونق افروز رہتے تھے اور گھر پر ہی نماز باجماعت ادا فرماتے تھے۔ اس زمانے میں آپ جمعہ کی نماز حضرت مولانا محمد یوسف صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پڑھتے تھے جو کالری دروازہ والی جامع مسجد میں خطیب تھے (۴)۔ ازاں بعد کچھ عرصہ آپ خود اسی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھاتے رہے۔ ازاں بعد منڈی والی مسجد میں ایک نابینا حافظ تھے۔ ان کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھتے رہے، چنانچہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک دفعہ اسی مسجد میں حقیقت جمعہ کا سبق عنایت کیا جو میں نے کسی تصوف کی کتاب میں آج تک نہیں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات خصوصی تھے جو اسرار کے خزانے ہیں اس لئے ان کو راز ہی میں رکھنا بہتر ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس نہایت پاکیزہ وجمیل اور محیط انوار و فیوض ہوتی تھی۔ اس میں خاموشی اور سکوت زیادہ ہوتا تھا مگر جب گفتگو ہوتی تو وہ خالص علمی اور عرفانی ہوتی تھی۔ لہجہ دھیما ہوتا تھا اور غرض افادہ اور استفادہ ہوتی۔ اختلافی مسائل میں قطعاً توجہ نہیں دیتے تھے اور نہ ہی ہم کو مجال ہوتی تھی کہ وہاں کوئی ایسی بات کریں کیونکہ یہ نوری مجلس جاء الحق وزھق الباطل (۵) کا پورا ظہور ہوتی تھی، چنانچہ ہیبتِ حق اتنی غالب ہوتی تھی کہ زبان گُنگ رہتی تھی۔

Marfat.com

ہیبت حق است ایں از خلق نیست ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

یہ کیفیت میں نے ۴۲ سال کے طویل عرصہ میں ملاحظہ کی۔ ابتداء سے انتہا تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو دل گواہی دیتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرد حق ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں قلب میں شک یا وسوسہ کبھی گزرتا ہی نہ تھا اور جمعیت قلبی اور یاد الٰہی کا غلبہ رہتا تھا اور اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب (٦) اور اذا رُئُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ (٧) کا نظارہ ملاحظہ ہوتا تھا۔

کرامات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات حد و حساب سے باہر ہیں لیکن چونکہ تقویٰ کا نتیجہ ہوتی ہیں ان کا ذکر مقصود بالذات نہیں نیز مرید صادق کیلئے حیات شیخ کا ہر لحظہ کرامت ہوتا ہے۔ بہرحال تین واقعات درج ذیل ہیں جن میں سے دو میری آپ بیتی ہیں اور ایک میرے ایک دوست کا چشم دید ہے۔

۱۔ تپ دق سے نجات

ایک دفعہ بندہ دو سال متواتر بعارضہ بخار بیمار رہا۔ طبیبوں نے تشخیص کی کہ تپ دق ہو گیا ہے۔ بندہ نے حضور کی خدمت میں صورتحال عرض کی اور دعا کا طالب ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس روز اپنے کھانے پر مجھے بھی ساتھ بٹھایا اور کھلایا اور فرمایا: فکر مت کرو۔ میں نے ابھی تم سے بہت سے کام لینے ہیں۔ اگلے دن صبح مجھے موضع

Marfat.com

چوکنانوالی (نزد کنجاہ) کے حکیم شمس الدین صاحب کے پاس بھیجا کہ ان سے دوائی لاؤ۔ میں حسب ارشاد ان سے دوائی لایا اور صرف پہلی خوراک کھائی تھی کہ دو سال پرانا بخار ٹوٹ گیا اور پھر دوسری خوراک کھانے کی ضرورت نہیں پڑی۔

۲۔ مکمل نامردی سے شفا

زمانہ طالب علمی میں مجھے استرخاء کی تکلیف ہوگئی۔ علاج معالجہ کیا تو اس کا آرام آ گیا مگر اس کا جو اثر قوت مردی پر پڑا تھا وہ بدستور تھا۔ بندہ نے لاچار ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے ساتھ لے کر حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر لے گئے۔ پھر وہاں سے واپسی پر ایک حکیم صاحب کے پاس گئے۔ ان کا اسم گرامی مولا بخش تھا۔ وہ حضور کے وطن قصبہ مجیٹھہ کے رہنے والے تھے اور حضرت قاضی صاحب اعوان شریف کے خلفاء میں سے تھے اور نہایت مقبول خدا بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا: آپ رحمۃ اللہ علیہ اس لڑکے کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسے دوائی دیں۔ انہوں نے فرمایا: اس کا علاج تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ شریف کے اندر کروا آئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ دوائی بھی دیں۔ چنانچہ حکیم صاحب نے مجھے فرمایا: کل صبح میرے پاس آنا۔

میں اگلی صبح حاضر ہوا۔ وہ درگاہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے بغلی چھوٹے سے حجرے میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے دوائی عنایت فرمائی اور فرمایا:

برخوردار! دوائی حلق میں جاتی ہے تو خداوند کریم سے پوچھتی ہے

Marfat.com

کہ اے اللہ! جو تاثیر آپ نے دی ہے وہی دینی ہے یا کوئی اور یا
اس کے برعکس؟ لیکن تمہیں دوائی حکماً دے رہا ہوں ورنہ تمہارا
علاج ہو چکا ہے۔

چنانچہ امر کرامت اور خارق عادت یہ ہے کہ اس سے پہلے بہت علاج کئے تھے مگر فائدہ نہ ہوا تھا۔ اب اس دوائی کا صرف ایک وزن کھایا تھا کہ جملہ شکایت رفع ہو گئی اور دوسری خوراک کی نوبت نہ آئی اور حضور کے طفیل اللہ نے بندہ کو کثیر اولاد دی ہے۔ الحمدللہ!

۳۔ دفع آسیب

بابو محمد زاہد صاحب اپنا چشم دید ذکر کرتے ہیں کہ ایک آدمی ایک لڑکی کو ساتھ لئے ہوئے جو اس کی بیٹی تھی یا بہن، حضرت صاحب کے مکان پر پہنچا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں معروض ہوا کہ اس لڑکی کو آسیب کی تکلیف ہے۔ اس کا جن بول پڑا ہے اور کہتا ہے کہ میں حضرت صاحب کا مرید ہوں۔ وہ فرماویں گے تو چلا جاؤں گا ورنہ کسی اور کی طاقت نہیں کہ مجھے نکالے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا رخ انور اس لڑکی کی جانب کر کے ایک نظر دیکھا اور بمجرد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس دیکھنے کے اس پر جن حاضر ہو گیا اور وہ بے حال ہو گئی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جن کو مخاطب کر کے کہا:

تیرا نام کیا ہے؟ اور تو کہاں مرید ہوا تھا؟

اس نے کہا:

Marfat.com

میرا نام غلام رسول ہے اور میں معین الدین پور کی مسجد
میں بیعت ہوا تھا؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

تم میرے مرید ہو اور تمہیں یہ پتہ نہیں کہ شریعت محمدیہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نامحرم عورت پر آنا اور اسے ستانا منع ہے۔ جا چلا
جا۔

چنانچہ وہ نشانی دے کر چلا گیا اور وہ لڑکی بالکل ٹھیک ہوگئی۔

میں نے اپنی عمر کے طویل عرصہ میں لاتعداد کرامات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دیکھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مبارک بھی مریدوں کیلئے کرامت تھا۔ کرامت انعامات الٰہیہ میں سے ایک انعام ہوتا ہے جو اپنے انبیاء اور اولیاء کے ذریعے ظہور میں آتی ہے اور خدائے تعالٰی فرماتے ہیں:

وَاِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (۸)

لہٰذا ان چیزوں کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت میں بندہ نے مجددی سلسلے میں بیعت کی تھی بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھے بیعت کیا تھا۔ چودہ سال کا بچہ کیا بیعت کرے گا، یہ حضور کی ذرہ نوازی تھی کہ بچپن ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بیعت سے سرفراز فرمایا اور سلوک مجددی کی تکمیل کروائی۔ یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال شریف سے چند روز پہلے فرمایا کہ کہیں جانے کی ضرورت نہیں مجدد صاحب رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ یہیں ہیں، یہیں ہیں، یہیں ہیں۔ اسم ذات اور نفی اثبات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ محویت تھی۔ وصال سے چند روز پہلے "سبحان الملك القدوس سبحان الملك القدوس" کی آواز سینے مبارک سے آتی تھی جو مکمل تزکیہ کی شاہد تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی دفعہ میرے وطن موضع بھدر جو لالہ موسیٰ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے، تشریف لے جاتے، مسجد میں قیام فرماتے اور جو کھانا میسر ہوتا تناول فرما لیا کرتے تھے اور آپ یہاں کے صاحب قبور بزرگان کے متعلق بہت عمدہ عمدہ معلومات ارشاد فرمایا کرتے اور مختصر وعظ بھی مسجد شریف میں بیان فرمایا کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر مولویانہ رنگ کو پسند فرمایا اور اپنے آپ کو مولویانہ ظاہری وضع قطع میں ہی رکھا۔ ظاہری حسن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ پاک نے ایسا عنایت فرمایا تھا کہ جس راستے آپ رحمۃ اللہ علیہ گزرتے:

اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (۹)

کی صدا گونجتی تھی اور بعض دفعہ میں اتنے قریب میں رہ کر بھی حیران ہوتا تھا کہ واردات سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کئی رنگ آتے ہیں اور کئی جاتے ہیں۔

صِبْغَةَ اللهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً (۱۰)

کی تصدیق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ مبارک اور جسدِ اطہر سے ظاہر ہوتی تھی۔

ہمارا مکان بالکل کچا تھا اور ایک پانی کے تالاب پر بنا ہوا تھا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے فرمایا کہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں پختہ ہی پختہ مکان ہیں چنانچہ اب اگر وہاں جا کر دیکھا جائے تو نہ کوئی تالاب ہے نہ ہی کچا مکان نظر آتا ہے اور سارا محلّہ دور تک پختہ آباد ہو چکا ہے۔ یہ واقعہ آج سے قریباً چالیس سال پہلے کا ہے۔ کشف قلوب اور کشف قبور میں اللہ پاک نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خاص دسترس عنایت فرمائی تھی۔ میرے ساتھ لاتعداد واقعات ایسے پیش آئے۔ اندیشہ ہے کہ غیروں کو نقصان نہ پہنچے کیونکہ وہ کہیں گے یہ شخص غالی ہے لیکن محرم رازوں کو انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ تلوینات کے وقت بھی آپ کے کمالات دیکھے اور تمکینات میں بھی۔ وہ ایسے شیخ کامل تھے کہ امت محمدیہ میں ایسی چند ہی ہستیاں ہونگی۔

وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرِ (۱۱)

کا مظہر اتم تھے۔

بندہ نے ۳۵ سال سندھ میں ملازمت ڈاک خانے میں کی، چنانچہ از راہ محبت مجھے مولوی سندھی فرمایا کرتے تھے۔ وہاں سندھ میں آپ کے طفیل کئی اولیاء اللہ سے بندہ کو صحبت ہوئی جن میں سے مندرجہ ذیل بزرگان قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ حسن جان صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مخدوم بصر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیہون شریف

۳۔ مبروک ناصر مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد

۴۔ حضرت مولانا محمد ہاشم نواب شاہ خلیفہ اعظم سلسلہ حضرت شاہ غلام علی

Marfat.com

صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو پختہ فقیہہ عالم اور پختہ صوفی عاشق حضور سید المرسلین ﷺ اور حافظ قرآن تھے۔ جب بندہ حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نواب شاہ حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے بھی آدمی کی ضرورت تھی اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے گجرات سے مولانا صاحب کو بندہ کے متعلق سفارش کی کہ جو احسانات میرے فرزند پر آپ کریں گے وہ مجھ پر ہی ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خدمت میں بندہ کو قبول فرمالیا اور ایسی ایسی نوازشات فرمائیں کہ بندہ ان کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (۱۲)

کی تشریح وہاں سمجھ آئی اور ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است کا مظہر وہاں ملاحظہ کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سندھ سے حضرت صاحب قبلہ کیلئے کتب کا تحفہ ارسال کیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ کتابیں اپنے سر پر رکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ آسمان سے بھی کتابوں کا تحفہ آیا ہے اور مولانا محمد ہاشم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑی محبت سے حضرت صاحب کو ''حضرت صاحب'' کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ میرے کئی عزیز وہاں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ فرمایا کرتے کہ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے دیکھا نہیں، لیکن وہ ہیں میرے دوست۔ خدا کی قدرت وہ حضرت بھی تیرہویں حج بیت اللہ شریف سے واپس آکر ہمارے حضرت صاحب کے وصال کے چند ماہ بعد اس جہان فانی سے عالم برزخ میں جا ملے اور ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔

Marfat.com

زندگی سے موت ہی محبوب ہے
وصل جس میں یار کا مطلوب ہے

خدااس ناچیز کو حضرتین سے عالم برزخ میں ملاوے۔

تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (۱۳)

آخری ایام میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے سلسلے کے بھائیوں کو فرمایا کہ اب اس کو مولوی گجراتی کہا کرو، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف سے اور خداوند کریم کی مہربانی سے کرامتاً بندہ کی تبدیلی میر پور خاص سندھ سے لاہور میں ہوگئی اور آپ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اب تمہاری تبدیلی منطقہ شمالی (نادرن سرکل) میں ہونی ہے۔ چنانچہ پہلے مجھے راولپنڈی کے احکام ملے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں گوشہ نشین (حالت استغراق میں) تھے۔ جناب افتخار احمد صاحب جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں خاص حاضری کا شرف حاصل کر رہے تھے ان سے فرمایا کہ اکبر کو کہو گھر جاوے نوکری بہت کی ہے چنانچہ میں گھر گیا۔ چند ایام کے بعد راولپنڈی کی بجائے مغلپورہ کے احکام جاری تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہاری کیا مرضی ہے؟ بندہ نے فرمایا: جو حضور کی مرضی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرضی ہے میرے نال (ساتھ) رہو۔ چنانچہ دو تین روز کے بعد منڈی بہاؤالدین کے احکام خود بخود ہو گئے۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا: یہ ٹھیک ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ سید اشریف بھی قریب ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی قریب ہیں، یہ ٹھیک ہے۔ وہاں میں صرف ایک سال ہی رہا کہ وہاں

Marfat.com

سے قریب ترین سٹیشن لالہ موسےٰ میں میری تبدیلی ہوگئی تو حضور نے فرمایا: بہت بڑا کام ہوا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف سے بندہ یہاں پانچ سال رہا اور یہاں سے ہی پنشن ہوئی۔

تو مگو مارا بداں شاہ بار نیست

بر کریماں کارہا دشوار نیست

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جنات، ملائکہ، ابدال، مجذوب، سالکین کا اکثر اجتماع دیکھا گیا اور بہت سے ایسے راز تھے جو راز ہی رہیں تو ٹھیک ہیں۔ ایسا نہ ہو کہیں حضور کی اور اللہ پاک کی ناراضگی کا سبب بن جاویں، یا اپنے آپ کو نفس کے دھوکے سے نقصان پہنچے۔ ان بزرگ ہستیوں کو مجھ جیسے نالائق، دنیا دار کمینے کیا سمجھیں۔

مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ (۱۴)۔ "لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَاداً لِّكَلِمَاتِ رَبِّىْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّىْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدا (۱۵)"۔

خود وہ ذات پاک فرما رہی ہے اور بالکل سچ ہے اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔

لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (۱۶)۔

وصال والے دن بھی اللہ پاک کا خاص فضل تھا کہ بندہ کو حاضری کا شرف

Marfat.com

نصیب ہوا اور دنیا سے سفر کا وقت بھی عجیب وغریب تھا۔

آخری عمر میں نسبت کا ورود تحریر سے باہر تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر جواہرات اور موتیوں کا جڑاؤ تھا جو نسبت مجددی کی انتہا ہے(۱۷)۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جسم اطہر اس دنیا میں ہی نورانی ہو چکا تھا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجسم نور ہو چکے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات اس دنیا میں نہیں رہ سکتی تھی۔ جو مقصد اس حیات سے تھا پورا ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہم کو ہمیشہ کیلئے جدائی کا داغ دے کر اپنے مولائے حقیقی سے ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ کو واصل ہو گئے۔

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب(۱۸)۔

میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چند بار عجیب نورانی عالم میں دیکھا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلی دفعہ: روضہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ شریف کے سامنے بہشتی گلی میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو نورانی حالت میں دیکھا۔ مثل ابر کے آپ کو انوارات نے گھیرا ہوا تھا۔

دوسری دفعہ: سرہند شریف میں ہی مجلس ذکر میں بیرون دروازہ کلاں صاحبزادہ کوٹ عبدالخالق صاحب میں دیکھا۔

تیسری دفعہ: سیدا شریف میں عرس کے موقع پر دیکھا۔

چوتھی دفعہ: پھر سیدا شریف میں بوقت عرس شریف دیکھا کہ ہڈیوں تک آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کا جسم اطہر نورانی نظر آتا تھا۔

پانچویں دفعہ: ایک فرشتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پلنگ کے شمال کی جانب دیکھا جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے ملاقات فرما رہے تھے۔

چھٹی دفعہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہی بالا خانے میں دیکھا سراپا نور تھے اور آسمان سے نور کا ایک دریا آپ پر بہہ رہا تھا۔

ساتویں دفعہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ باہر قبرستان سے تشریف لا رہے تھے (اپنے فوت شدہ صاحبزادگان کو توجہ دے کر) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود شریف شمع کی مانند چمک رہا تھا۔

آٹھویں دفعہ اور آخری بار:

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ پڑھنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت کیلئے گورنمنٹ نارمل سکول میں رکھا گیا تھا۔ میں نے چہرۂ انور کی زیارت کی۔ سراپا نور تھا اور رنگین اور سفید جواہرات سے مرصع تھا۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ مقالہ نگار ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ/۱۲ مارچ ۱۹۸۰ء کو واصل بحق ہو گئے ہیں۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

۲۔ اس آیت کا اور جملہ انبیائے کرام کے بارے میں وارد ایسی دیگر تمام آیات کا اطلاق ان صوفیائے کرام اور علمائے عظام پر بھی ہوتا ہے جو نبوت کے مشن کو جاری کرنے میں کوشاں رہے اور انہوں نے کار نبوت کی تکمیل کیلئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ چنانچہ صاحب مضمون کا مقصود بھی اس آیت کو یہاں درج کرنے سے یہ واضح کرنا ہے کہ ان کے مرشد کی زندگی کار نبوت کی تکمیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل اتباع میں گزری تھی لہٰذا وہ بھی شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی الحق اور سراج منیر تھے۔ (مرتب)

۳۔ مقالہ نگار کے نزدیک انسانی زندگی تین مقامات سے زیادہ متعلق ہے۔ مقام کار، مقام رہائش اور مدفن۔ اگر یہ تینوں مقام ایک ہی شہر میں ہوں تو وہ شہر زیادہ متبرک ہو جاتا ہے۔ قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کا سکول ان کا مقام کار ہے اور تیس (۳۰) سالہ تدریسی زندگی کا آئینہ دار ہے۔ گھر مقام رہائش ہے اور واضح کرتا ہے کہ برصغیر کی تقسیم کے بعد دیگر شہروں کو چھوڑ کر گجرات میں قیام ہوا اور روضہ شریف بتاتا ہے کہ بالآخر اسی سرزمین کو آپ کا مدفن بننے کا شرف حاصل ہوا اور ان تین مقامات

Marfat.com

کا ایک شہر میں جمع ہونا اس شہر کی بزرگی کو واضح کرتا ہے اور اس شہر کی قطبیت کے بغیر مقالہ نگار کی رائے میں غیر متصور ہے کیونکہ کسی ولی اللہ کیلئے درست نہیں کہ وہ کسی شہر کو بغیر امر الٰہی کے اپنا مقام حیات وعمل آخرت بنائے۔ چنانچہ تذکرے واضح کرتے ہیں کہ اولیائے کرام اپنے شہروں میں وہاں کی قطبیت کی بناء پر مقیم تھے مثلاً خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اس پروانہ قطبیت کی بناء پر دہلی میں مقیم ہوئے جو انہیں اپنے مرشد سے ملا اور حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کلیر میں۔ (مرتب)

۴۔ آج کل یہاں مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری خطیب ہیں۔

۵۔ الاسراء، ۸۱: حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا۔ (فتح الحمید)

۶۔ الرعد: ۲۸: اور سن رکھو کہ خدا کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں۔ (فتح الحمید)

۷۔ جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آ جائے۔ حدیث شریف روایت اسماء بنت یزید۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ؟ قَالُوْا "بلیٰ یا رَسُولَ اللّٰہ"۔ قَالَ "خِیَارُکُمْ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ"۔ رواہ ابن ماجۃ۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب الحب فی اللہ و عن اللہ، الفصل الثالث۔ ص ۴۲۷)

۸۔ القرآن: النحل: ۱۸: اور اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو۔ (فتح الحمید)

۹۔ القرآن: یوسف: ۳۱: یہ آدمی نہیں، کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔ (فتح الحمید)

۱۰۔ ایضاً: البقرۃ: ۱۳۸: (کہہ دو کہ ہم نے) خدا کا رنگ (اختیار کر لیا ہے) اور خدا

Marfat.com

سے بہتر رنگ کس کا ہوسکتا ہے۔ (فتح الحمید)

۱۱۔ القرآن: سبا:۱۳: اور میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہیں۔ (فتح الحمید)

۱۲۔ القرآن: البقرۃ:۲۸۵: (اور کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔ (فتح الحمید)

۱۳۔ القرآن: یوسف:۱۰۱: تو مجھے (دنیا سے) اپنی اطاعت (کی حالت) میں اٹھائیو اور (آخرت میں) اپنے نیک بندوں میں داخل کیجئیو۔ (فتح الحمید)

۱۴۔ حدیث شریف: ہم نے تیرے حق کے مطابق تجھے نہیں پہچانا۔

۱۵۔ القرآن: الکھف:۱۰۹: اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے کے) لئے سیاہی ہو تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے۔

۱۶۔ القرآن البقرۃ:۳۲: جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ بیشک تو دانا (اور) حکمت والا ہے۔

۱۷۔ اصالت وطینت نبوی ﷺ جس جسم کو حاصل ہو وہ کشفی نظر میں موتیوں سے مرصع نظر آتا ہے

(قاضی ثناء اللہ پانی پتی: ارشاد الطالبین: ص۴۹۔۵۰)۔ (مرتب)

۱۸۔ حدیث شریف: موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔

(اردو ترجمہ بشریٰ الکئیب بلقائی الحبیب للسیوطیؒ ملتان۔ باردوم ص:۱۱ حدیث:۲۱)

Marfat.com

خواجہ سیدویؒ
کا روحانی شاہکار

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ صدیق احمد صاحب علیہ الرحمۃ (۱)

خواجہ سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کا رُوحانی شاہکار

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ محبوبیہ کی بچی کھچی نشانیوں میں سے ایک عمدہ نشانی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب سکول کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو طلب حق پیدا ہوئی۔ جہاں کوئی بزرگ سنتے حاضر ہوتے مگر تسلی نہ ہوتی۔ اسی بیقراری کے عالم میں ایک مجذوب فقیر (سائیں) بہار شاہ نامی کے پاس گئے انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا: فکر نہ کرو عنقریب تمہیں ایک مرد کامل ملنے والے ہیں۔ حضرت مولانا فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں آں ذات گرامی خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ لیکن بوجہ نام و مقام سے ناواقف ہونے کے منتظر رہا کہ اس خواب کی تعبیر کا ظہور کب ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ موضع گمٹالہ ضلع امرتسر میں تشریف فرما ہوئے۔ مشہور ہو گیا کہ وہاں ایک بزرگ آئے ہوئے ہیں زیارت کے لیے میں بھی حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا: وہ بات ٹھیک ہے جو تم نے (خواب میں) دیکھی ہے (۲)۔

Marfat.com

حضرت مولانا حبیب اللہ علیہ الرحمۃ کو جب حضور انور سیدوی قدس سرہ نے اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا تو حضرت مولانا نے بطور عذر عرض کیا کہ بندہ اس عظیم کام کا اہل نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> مولوی صاحب! جن لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونا ہے ان کی ارواح میرے سامنے سے گزر رہی ہیں اور جب یہ کام اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو پھر یہ عذر کیسا؟

چنانچہ وہ خاموش ہو گئے (۳)۔ایک دفعہ حضرت مولانا حبیب اللہ علیہ الرحمۃ نے حضور انور (خواجہ سیدوی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔انہوں نے خط دیکھتے ہی فرمایا: یہ اس عزیز کا خط ہے جو ''ازلی سعید'' ہے۔ ازاں بعد جواب میں تحریر کیا:

> تم جلدی آؤ کیونکہ وقت تھوڑا ہے اور آں عزیز کے لیے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی حکم ہے اور بشارت ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا حاضر ہوئے اور فیضان سے بہرہ ور ہوئے (۴)۔

حضرت مولانا حبیب اللہ علیہ الرحمۃ قصبہ مجیٹھہ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ سب سے پیچھے (اپنے شیخ کی خدمت میں) آئے اور سب سے آگے نکل گئے۔حب شیخ کا یہ حال تھا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں رہنے کے خیال سے وطن مالوف کو چھوڑ کر گجرات ہی میں ملازمت اختیار کی اور آخر دم تک وہیں قیام کیا۔کلاہ یافتہ، صاحب اجازت اور صاحب سلسلہ تھے اپنے شیخ کی طریقت کی بہت عمدہ نشانی

Marfat.com

تھے۔صورت وسیرت میں حد درجہ جاذبیت تھی صفت حلم کا اتنا غلبہ تھا کہ جمال کے پیکر معلوم ہوتے تھے۔نہایت سلیم الطبع، صاحب ذوق اور حبِ شیخ میں بہت بلند اور ایک خاص مقام رکھتے تھے اور اپنے دور میں اپنی مثال آپ ہی تھے۔ گجرات اور گردونواح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چشمہ فیض سے ہزاروں خواص وعوام نے اپنی روحانی پیاس بجھائی اور سیراب ہوئے ابھی حال ہی میں انتقال فرمایا (۵) اور گجرات ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پرانوار ہے جو عوام وخواص کی زیارت گاہ ہے۔

حضرت مولانا میری نظر میں

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ (خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ) کے دیگر خلفاء کے علاوہ مجھے ذاتی طور پر قریب سے قریب تر رہ کر ان کا مطالعہ کرنے کا بہت زیادہ موقعہ ملا ہے۔میرے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اتنے گہرے روابط تھے کہ ان کی طریقت کا کوئی پہلو مجھ سے پوشیدہ نہ رہا تھا۔اور ان کی طریقت کے تمام پہلو اجاگر ہوکر میرے سامنے آئے تھے۔میرے اور ان کے روابط کی گہرائی کوئی مصنوعی اور بناوٹی بات نہ تھی بلکہ یہ ایک فطری تقاضا تھا اس میں کسی کوشش کو بھی دخل نہ تھا۔ یہ ایک فطری کشش تھی جو کشاں کشاں قریب سے قریب تر کرتی گئی۔وہ میرے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ (خواجہ صاحب سیدوی رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک روحانی شاہکار تھے اور میں ان کے محبوب پیرومرشد کا ایک نقش تھا۔کسی منزل یا کسی شخص کے محبوب بن جانے کے بعد وہ منزل اور وہ شخصیت ہی محبوب نہیں ہوتی بلکہ وہ نقش اور وہ جادے بھی محبوب بن جاتے ہیں جو اس منزل کے حصول کا ذریعہ رہے ہوں۔ ہر وہ چیز جو محبوب منزل اور محبوب شخصیت سے تعلق رکھتی ہو

Marfat.com

اس راہ کے مسافر کو حسین اور محبوب نظر آنے لگتی ہے۔ منزل اور محبوب کا مخبر قاصد مبشر اور ذاکر غرض کہ اسے ہر ایک چیز سے دلچسپی ہوتی ہے ایسی منزل اور محبوب کے ذکر کا تواتر اسے حقیقی راحت عطا کرتا ہے۔ ایسے راہی کے لیے کسی گانے والے کا ایک ایسا گیت یا کوئی ایسی راگنی سننے سے جس میں محبوب سے کسی قسم کا تعلق ہو جذبات میں اشتعال اور زیر و بم پیدا ہو جاتا ہے اور جذبات کی یہ شدت اور تیزی اسے سفر کی تھکان اور اس راہ کی صعوبتیں کبھی بھی محسوس نہیں ہونے دیتی۔ مستی کا یہ عالم ہوتا کہ اسے راہ شوق کے خار بھی عزیز ہوتے ہیں اور وہ ان کی لذت زخم سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ مجنوں کے وہ شعر ہماری تاریخ ادب میں کس قدر افادیت کے حامل ہیں جن کے ذریعہ اس نے لیلیٰ کے شہر کے درو دیوار چومنے کی حکمت بیان کی تھی۔ اس دیوانگی کو وہ عین حکمت قرار دیتے ہوئے بولا کہ مجھے اس شہر کی جاذبیت اور کشش نے مسحور نہیں کیا بلکہ میری مشغولیت کی وجہ سے وہ ذات ہے جو اس شہر میں قیام پذیر ہے۔

وما حب الديار شغفن قلب

ولكن ذوالجدار و ذوالجدار (٦)

ترجمہ: میرے دل کو بستی کی محبت نے متوالا نہیں بنایا بلکہ اس بستی کے ایک گھر والے نے مجھے دیوانہ بنایا ہے۔

ایسے عاشق مسافر کو منزل کے حسن و جمال ہی سے شغف نہیں ہوتا بلکہ ان آثار و نقوش سے بھی دل چسپی ہوتی ہے جو منزل کے حسن و جمال کا آئینہ اور پرتو ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسے ہی عشاق کی صف میں ہوتا ہے ان کی طریقت کی بنیاد مرید صادق کی ساری زندگی کا محور صرف اور صرف شیخ کی ذات ہوتی ہے اور وہ شیخ کے ارشاد کو اپنے خدا کا حکم سمجھ کر بجالاتا ہے وہ کائنات کی جملہ متاع کے سامنے کوئے دوست کے ذرۂ خاک کو ترجیح دیتا ہے۔

باغ بہشت وسایہ طوبیٰ وقصر وحور

باخاک کوئے دوست برا بر نمی کنم

(حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

اورصرف اس لیے کہ شیخ اس کا محبوب ہوتا ہے او وہ وصال محبوب کے مقابلہ میں بہشت اوراس کی نعمتوں کی طرف متوجہ ہونا آئین محبت کے خلاف خیال کرتا ہے۔ وہ عالم مستی میں یوں نغمہ زن ہوتا ہے۔

چونکہ اندر ہر دو عالم یار می باید مرا

بابہشت و دوزخ و باحور و غلمان چہ کار

(حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا کا حال بھی یہی تھا۔ ان کی رگ رگ اور نس نس میں شیخ کی محبت رچی ہوئی تھی نہ صرف شیخ کی محبت بلکہ ان کے آثار ونقوش پر بھی پروانہ وار فدا ہوتے اوران میں جلوۂ محبوب نظر آتا تھا۔ میں تو ان کے محبوب مرشد کی نسباً اور نسبتاً چلتی پھرتی نشانی تھا۔ میری ذات سے توانہیں والہانہ محبت ہونا ان کی طریقت

Marfat.com

اور محبت کا فطری تقاضا تھا۔

مجھ سے والہانہ محبت

صوفی محمد اسحاق صاحب ساکن گوجرانوالہ جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحب بصیرت مخلص ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں اس راقم کا ذکر چھڑ گیا اور دوران ذکر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سے مخاطب ہو کر استفہامیہ انداز میں فرمایا کہ کیا تم نے کبھی اس راقم کی جوتیوں کو غور سے دیکھا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا: جس طرف سے قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی جوتی گھستی تھی اسی طرف سے ان کی بھی جوتی گھستی ہے۔ کتنا تطابق ہے لیکن آثار محبوب اور دیار محبوب سے کتنا گہرا لگاؤ اور کتنی اتھاہ محبت تھی، اس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

دیار محبوب حضرت کی نظر میں

میں نے ایک بار حضرت سے دریافت کیا کہ سیدا شریف کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں کیا مقام ہے۔ مسکرا کر فرمایا کہ الحمد للہ! جس طرف سجدہ کرتا ہوں سیدا شریف بھی اسی طرف ہے۔

افتخار احمد صاحب جو حضرت کے آخری ایام میں خدمت پر مامور تھے غالباً ابھی وہ وہیں موجود ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عرس شریف پر حاضر ہونے کے لیے گرم سفر تھے۔ سیدا شریف کے قریب پہنچے بارش کا موسم تھا کار بوجہ بارش کیچڑ میں دھنس گئی اور کوشش کے باوجود بھی نہ نکل سکی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کار سے اتر کر سیدھے سیدا شریف

Marfat.com

کی طرف چل پڑے۔ راوی کا کہنا ہے کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کار کو یہیں چھوڑ کر چل دیئے اس کی طرف توجہ نہیں کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب پیرخانہ نظر آجائے تو پھر کسی اور طرف توجہ دینا طریقت میں حرام ہے۔

میاں عزیز الدین صاحب لاہوری نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک بار حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ برائے شمولیت عرس، کچی، سڑک پر رواں جا رہے تھے اور راستے کی گرد اڑ اڑ کر ہم پر پڑ رہی تھی حضرت نہایت لطیف طبع اور نازک مزاج تھے، میں نے عرض کیا کہ حضرت گرد بہت ہی اڑ رہی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

عزیز! یہ گرد جس پر پڑ جائے گی وہ بے حساب بخشا جائے گا۔

پیرخانے کے عرس سے محبت

عمر بھر اس تقریب میں حاضر ہونا فرض سمجھا۔ سال بھر اس تقریب کا انتظار رہتا، جوں جوں یہ تقریب قریب آتی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ولولہ شوق تیز سے تیز تر ہو جاتا۔ عرس شریف کی تقریب کو وصل محبوب سے تشبیہ دیتے۔ عرس شریف کے انتظامی امور میں گہری دلچسپی لیتے۔ اپنے متوسلین اور متعلقین کو شرکت کی ترغیب دل نشین انداز میں دیتے۔ جن مخلصین کے پاس کرایہ نہ ہوتا اپنی جیب سے ان کا کرایہ ادا کرتے۔ دعوت نظارہ عام ہوتی خیال یہ ہوتا کہ اس نظارہ محبوب سے کوئی محروم کیوں رہے۔ تقریب عرس کے موقعہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین کا ہجوم ہوتا تھا جو پروانہ وار کھچے چلے آتے تھے۔ عرس کے دن صرف یہی ایک کام ہوتا تھا کہ ہر آنے والے کو

Marfat.com

سیدا شریف بھیجتے تھے اور جب سب آچکتے تھے تو آخر کار اپنے تمام اہل وعیال بیٹوں بیٹیوں پوتیوں اور شیر خوار بچوں کے ہمراہ آستانہ محبوب پر آپ رحمۃ اللہ علیہ پہنچتے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر یہ مصرع ہوتا:

ان کے در پر آپڑے ہیں جن کے کہلاتے ہیں ہم

اس عرس پر حاضری کی اہمیت

ایک دفعہ مارچ ۱۹۵۵ء کا ذکر ہے کہ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے جناب محمد مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۱۹۳۳ء بعمر ۲۲ سال) اچانک شدید طور پر بیمار ہوگئے اور وہی دن سیدے شریف میں عرس شریف کا تھا۔ ایسی صورتوں میں دیکھا گیا ہے کہ والدین کا تمام صبر وقرار رخصت ہوجاتا ہے اور ان کا تمام دھیان صرف ایک ہی طرف لگ جاتا ہے مگر اللہ رے حُب شیخ کی پختگی اور استقامت کہ اگرچہ اسی روز بیٹے کو لاہور کے ایک ہسپتال میں داخل کرانا پڑا تھا پھر بھی شام کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سیدا شریف پہنچ گئے اور مجلس عرس شریف میں شریک ہوئے مزید یہ کہ چہرہ انور پر گھبراہٹ کے آثار مطلق نہ تھے اور لب پر کوئی شکوہ نہ تھا۔ صبر وتحمل کے کوہ پیکر ثابت ہو رہے تھے۔

لفظ محبوب سے پیار

میں نے قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ (خواجہ صاحب سیدوی) قدس سرہ کے سوانح کا یہ مسوّدہ لکھ کر پیش کیا اور میں نے اس کا نام "ذکر محبوب" رکھا تھا۔ اس کے پہلے صفحہ پر لفظ "محبوب" دیکھ کر بے خود سے ہوگئے۔ اسے بار بار بوسہ دیا، سر پر رکھا، سینے سے لگایا

Marfat.com

غرضیکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر مجلس ہر بزم، ہر نشست دیار محبوب، آثار محبوب اور مقام محبوب کے ذکر سے آراستہ ہوتی تھی اور جب یہ ذکر چھڑ جاتا تھا تو سردیوں کی طویل راتیں ختم ہو جاتی تھیں لیکن یہ ذکر ختم نہ ہوتا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ عمر بھر ختم نہ ہوا (۷)۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ علیہ الرحمۃ کے پیشوا حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی علیہ الرحمۃ کے فرزندار جمند ہیں، ۱۹۷۴ء میں وصال فرمایا۔

۲۔ مولانا صاجبزادہ صدیق احمد: ذکر محبوب ص: ۱۴۵--۱۴۶

۳۔ ایضاً: ص ۱۹۰

۴۔ ذکر محبوب: ص ۱۹۱

۵۔ یہ مضمون حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ علیہ الرحمۃ کی وفات ۱۹۶۱ء کے تھوڑے عرصہ بعد لکھا گیا تھا۔

۶۔ دوسرا مصرع یوں بھی ہے:

ولکن حب من سکن الدیار (مظہر)

ترجمہ: بلکہ اس شخص کی محبت نے دیوانہ بنایا ہے جو اس بستی میں رہتا ہے۔

۷۔ مولانا صاجبزادہ صدیق احمد علیہ الرحمۃ: ذکر محبوب ص ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷ اور ۲۷۸ سے منقول ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

آپؒ رسمی پیر نہ تھے

Marfat.com

حضرت مولانا سید محمد جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ رسمی پیر نہ تھے

یہ بندہ پُرتقصیر جناب مولوی ظہور احمد صاحب ساکن موضع سیہرے (تحصیل پھالیہ) کے ساتھ ایک دن گجرات شہر میں ٹھہرا ہوا تھا۔ کہ مولوی صاحب مذکور نے بندہ سے کہا کہ آپ میرے ہمراہ حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلیں۔ منڈی بہاؤالدین کے ایس ڈی ایم جناب خالد محمود صاحب (ا) حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ موصوف کے گاؤں کے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خالد محمود صاحب کی طرف ایک رقعہ سفارش لکھوا دیں کیونکہ میں منڈی بہاؤالدین میں ایک مسجد کا خطیب ہوں اور وہاں مجھے بعض امور کے لیے گاہ بگاہ خالد محمود کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ بندے نے جناب مولوی صاحب کے آگے صحیح عذر پیش کیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بندہ کا تعارف یا ملاقات آج تک نہیں ہے۔ مگر مولوی صاحب کہنے لگے کہ آنجناب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غائبانہ طور پر جانتے ہوں گے یہی کافی ہے اور انسان اپنے مطلب میں مجنون ہوتا ہے کے مصداق ان کا اصرار بڑھتا گیا۔

چنانچہ بندہ ان کی خاطر ان کے کام کی نیت سے حضرت صاحب کی خدمت

Marfat.com

اقدس میں حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات نصیب ہوئی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ کو مخاطب کر کے پوچھا: آپ کیسے آئے؟ بندہ نے عرض کیا کہ دعا اور دوا کے لیے لیکن پھر معاً یہ سمجھ آئی کہ آنے کا جو ارادہ تھا وہ صحیح نہ تھا کیونکہ آنے تک تو خیال تھا کہ رسمی سی شخصیت ہوگی اور ایک رسمی سی بات کریں گے لیکن اب ملاقات کے اوّلین تاثر سے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اولین سوال سے بطور عرفان حق یہ واضح ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک حقیقت ہے رسم نہیں۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اتنی لمبی کہ کم سے کم کہوں تو دس منٹ تھی۔ بعد از دعا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں بیٹھیں اور خود اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ پھر پانچ یا سات منٹ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور بندہ کو چادر کے پردے میں ۵۰ روپے مرحمت فرمائے۔ بندہ نے چاہا کہ نہ لیے جائیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''میرے فیض کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے'' تو بندہ نے لے لیے۔ اس مجلس میں ہم تین آدمی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھے: ایک بندہ، دوسرے مولوی ظہور احمد صاحب اور تیسرے حکیم مختار احمد صاحب سلطانی دواخانہ والے۔

اوپر مذکور واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے اس عاجز کو مخاطب کر لیا اور ذکر مع الفکر اور صحبت کے مسئلہ پر گفتگو شروع فرمائی۔ یہاں غالباً آپ رحمۃ اللہ علیہ کے من و عن الفاظ بندہ سے ادا نہ ہو سکیں لیکن مضمون وہی درج ہے۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا قرب الٰہی جمیع اولیائے امت پر اس لیے سابق اور فائق ہے کہ لطائف ستہ یعنی:

(۱) لطیفہ قلب جو کہ زیر پستان چپ دو انگلیوں کے فاصلے پر پہلو کی جانب واقع ہے۔

(۲) لطیفہ روح جو کہ زیر پستان راست دو انگلیوں کے فاصلے پر پہلو کی جانب واقع ہے۔

(۳) لطیفہ سر لطفیہ قلب کے برابر سینے کی طرف دو انگلیوں کے فاصلے پر واقع ہے۔

(۴) لطفیہ خفی جو کہ برابر لطیفہ روح کے سینہ کی طرف دو انگلیوں کے فاصلے پر واقع ہے۔

(۵) لطفیہ اخفیٰ جو سینے کے درمیان واقع ہے۔

(۶) لطیفہ نفس جو کہ زیر ناف ہے۔

اور فنا، بقا اور جذبہ و سلوک کے مقامات جو قرب ولایت کے مبادی اور اسباب ہیں یہ سب کے سب ایک صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حل ہو کر مطلوب حقیقی تک فوراً پہنچ جاتے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا اثر قوی تھا دو طریق پر: ایک ظاہراً (۲) اور ایک باطناً (۳)

اس کی مثال یوں ہے کہ ایک حوض ہو اس سے چشمہ پھوٹے جس کا پانی رنگ اور صفائی میں بہترین ہو۔ یہ حوض قلب ہے اور چشمہ باطن ہے اور ظاہر کی مثال یہ ہے کہ اسی حوض میں باہر سے بھی کچھ نالیاں آتی ہوں جو باہر سے بھی پانی لا کر اندر گراتی ہوں (۴)

لیکن یہ خارج سے آنے والا پانی گندا بھی ہو سکتا ہے اور صاف بھی ہو سکتا ہے۔

اب اگر خارجی پانی گندا ہو مگر مغلوب رہے اور چشمہ کا پانی جو بہہ رہا ہے غالب

Marfat.com

رہے تو اس پانی کو صحیح اور درست سمجھا جائے گا۔ اور اگر گندا پانی غالب ہو اور چشمہ کا پانی مغلوب ہو جائے تو اس حوض کے پانی کو ناپاک اور ناقابل استعمال سمجھا جائے گا۔

یہ مثال بلاتشبیہہ صرف نظیر کے طور پر پیش کی ہے۔ آپ یوں سمجھئے کہ صحبت نبوی ﷺ کا اثر جب قلوب صحابہ ؓ تک پہنچا تو ان کے قلب کے حوض میں نور کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا اور ان کے حواس خمسہ جو کہ ان کے شہر جسم کی پانچ نالیاں تھیں اور جن کے ذریعہ پہلے برے خارجی حالات اور افعال جو گندے پانی کی مانند ہیں ان کے قلب کے حوض میں آکر گرتے تھے۔ اب ظاہر صحبت نبوی ﷺ کی برکت سے وہ بھی خارج سے برائی وصول کرنے سے رک گئے کیونکہ ان کی زبان قال اللہ وقال الرسول ﷺ میں مصروف ہوگئی۔ ان کے کان بھی سننے میں مشغول ہوئے، ان کی آنکھ روئے نبوی ﷺ کے انوار کی دید میں محو ہوئی، ان کا ناک وہ خوشبو سونگھنے لگا جو حضور پُرنور کے پسینہ مبارک میں تھی یا جسے جنت کی ہوائیں لاتی تھیں اور ان کی قوت لامسہ آپ ﷺ کے جسم مبارک کو چھوتی تھی۔ چنانچہ اس طرح ان کے ظاہر پر اثر پڑنے سے ان کے باطن پر بھی اثر پڑتا تھا۔

مختصر یہ کہ صحابہ کرام ؓ کے حواس خمسہ ظاہری کی ساری فضا صحبت نبوی ﷺ کے نورانی افعال واقوال اور کیفیات سے معمور تھی۔ چنانچہ ان نالیوں کے ذریعے جو پانی ان کے حوض قلب پر آکر گرتا تھا۔ اس سے ان کے حوض قلب کے اندرونی چشمہ کے پانی کی صفائی وحلاوت اور رنگ میں متواتر اضافہ ہوتا تھا۔ لیکن صحبت نبوی ﷺ کے یہ اثرات خلفائے راشدین کے دور تک قوی رہے ازاں بعد ان میں کچھ کمی ہونے لگی تو مجتہدین

Marfat.com

تصوف نے ذکر مع الفکر، سلوک کے طریق متعددہ اور معمولات کی حد بندی فرما کر اس کمی کو پورا کیا، اور ظاہر اور باطن کی صالح تربیت کا بندوست کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس گفتگو کے بعد بندہ کی ایسی کیفیت ہوئی کہ جو ارادہ لے کر آیا تھا اس پر ندامت ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب دعا تو ہوئی دوا سے کیا مطلب تھا۔ بندہ نے شرم ساری کے ساتھ کہہ دیا کہ میرے ساتھ جو مولوی ظہور احمد صاحب حاضر خدمت ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خالد محمود صاحب کے لیے حضرت صاحب سے رقعہ لے دیجئے۔ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں خالد محمود صاحب کو یا ان کے والد صاحب کو نہیں جانتا کیونکہ عرصہ بعید سے گجرات میں ہوں۔ ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ایک خالد محمود کیا آپ کے قدموں میں ہزاروں خالد محمود ہوں گے (۵)۔ آپ آئندہ ایسا خیال نہ فرمایئے (٦)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشادات اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان توجہ سے بندہ کی کیفیت دگرگوں ہوگئی اور قلب میں شدید احساس بیدار ہوا کہ:

ثباتے ندارد جہاں اے پسر
بغفلت مبر عمر دروے بسر

ترجمہ: اے بیٹے اس جہاں کو ثبات اور قرار نہیں اس لیے اس میں عمر کو غفلت سے بسر نہ کرو۔

یہ عالم فانی ہے اس میں ہر گز کسی کو بقا نہیں ہر ایک متنفس و غیر متنفس فنا ہونے

Marfat.com

والا ہے۔کیا حیوانات کیا جمادات اور کیا نباتات سب کے سب معدوم ہونے والے ہیں۔ زندگی چندروزہ ہے اس پر اعتماد کرنا اور نفس کو بالکل اس میں مستغرق اور مشغول کرنا دانا آدمی کا کام نہیں۔

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشد ز جام دھر مئے کل من علیھا فان (۷)

کل نفسٍ ذائقة الموت عجلوا للنجاة قبل الفوت

ترجمہ: (۱) جوکوئی پیدا ہوا ہے اسے چار و ناچار زمانے کے جام سے کل من علیھا فان (روئے ارض پر جو مخلوق بھی ہے فنا ہونے والی ہے) کی شراب پینی پڑے گی۔

(۲) ہر ذی روح موت کا ذائقہ ضرور چکھے گا لہذا مرنے سے پہلے نجات کے لیے جلدی کرو۔

ہرگز ہرگز اس عالم پر وثوق نہ کرنا۔ ہرگز ہرگز اس کی دل بہلانے والی صورت اور حسین شکل پر مائل نہ ہونا اور اپنا دین اور ایمان نہ کھونا، یہ دنیا بڑی مکار ہے اس کو جوان خیال نہ کرنا اور یہ پیر ہزار سالہ ہے اسے آخرت کی کھیتی بناؤ۔ اگر اعمال صالحہ کا پودا لگاؤ گے تب اچھا پھل پاؤ گے اور اگر اعمال بد کا بیج ڈالو گے تب ''جزاسیئة سیئة مثلھا'' والا معاملہ بنے گا۔ اگر جو بیجو گے تو ہرگز گندم نہ اٹھاؤ گے:

من یعمل مثقال ذرة خیراً یرہ ، ومن یعمل مثقال ذرة شراً یرہ (۸)

ترجمہ: تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ

Marfat.com

بھر برائی کی ہوگی وہ برائی کو دیکھ لے گا۔

جو صاحبان اعمال بد کر چکے ہیں اور اب اپنے کئے پر پشیمان ہیں کیا ان کے لیے کوئی راہ نجات ہے یا نہیں؟ ہاں کیوں نہیں توبہ کو اللہ تعالیٰ نے اسی لیے بنایا ہے۔ سبحان اللہ! کیسا ہی بدکار ہو، خواہ وہ کیسا ہی بداعمال اور زشت افعال ہو، جب عاجزی سے اپنے گناہوں کا مقر ہو کر اپنے خالق کے آگے سچے دل سے خشوع وخضوع سے توبہ کرے تو فوراً خداوند کریم جو ستّار العیوب اور غفّار الذنوب ہے یعنی عیبوں کا پردہ پوش اور گناہوں کو بخشنے والا۔ وہ ضرور گناہوں کو معاف کر دے گا۔

باز آ باز آ، ہر آنچہ ہستی باز آ
ور کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں در، گہ مادر گہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

ترجمہ (۱): واپس آ واپس آ تو جو کچھ بھی ہے واپس آ، اور اگر تو کافر ہے آتش پرست ہے اور بت پرست ہے پھر بھی واپس آ۔

ترجمہ (۲): ہماری یہ درگاہ ناامیدی و مایوسی کا مقام نہیں ہے اس لیے تو نے اگر سو بار توبہ توڑ دی ہے تب بھی واپس آ۔

Marfat.com

اگر چہ خداوند کریم توبہ سے گناہ بخش دیتا ہے تاہم آدمی کو بھی کچھ خیال کرنا چاہیے۔ بھلا جب اس کی ہم پر اتنی نوازشیں اور مہربانیاں اور شفقتیں ہیں تو ہمیں بھی اس کی اطاعت لازمی ہے۔ آدمی سے جہاں تک ہو سکے اسے چاہیے کہ اس ناپائیدار دنیا کا خیال چھوڑ دے اور اپنے مہربان خدا کی تابعداری میں روز وشب مصروف رہے۔ یہ دنیا تو آدمی کے لیے آزمائش اور امتحان ہے۔

لیبلوکم ایکم احسن عملا(۹)

ترجمہ: تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے۔

جو شخص اس امتحان اور آزمائش میں پاس ہو گیا وہ دارین میں بخوشی وخرمی رہا اور اگر فیل ہو گیا تو "خسر الدنیا والاخرۃ" (۱۰) کا مصداق بن گیا۔ اس دنیا سے مراد ظاہری اسباب معیشت نہیں بلکہ ان میں ہمہ تن مصروف ہونا ہے اس طرح کہ خدا کی یاد سے مطلق غفلت نہ ہو جائے۔ جو آدمی اسباب معیشت میں بھی مصروف رہے اور اعمال صالحہ میں بھی حتی الوسع کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے تو اس میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ "خذ من الدنیا نصیبک" (۱۱) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دنیا سے اپنا حصہ حاصل کریں۔ تو ثابت ہوا کہ اسباب معیشت میں بالذات کوئی نقص نہیں بلکہ یہ بسا اوقات مفید رہتے ہیں۔

ان احساسات اور خیالات کا ایک سلسلہ نہایت سرعت سے میرے قلب وذہن پر چھا گیا اور باوجود اس کے کہ میں حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس بیٹھا

Marfat.com

ہوا تھا۔ ان کیفیات میں اور ہی وادیوں میں سرگرداں تھا حتی کہ بندہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور یہ گزارش کی کہ بندہ جس ارادے سے آیا ہے وہ غلط تھا، معافی چاہتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ایسی بے بسی بھی نہیں (۱۲)۔ جس مرد خدا سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے (۱۳) اس کی روحانی توجہ دنیا، برزخ اور قیامت میں ساتھ رہے گی خاص فکر نہیں اور اجازت فرمادی۔

بندہ مع دونوں ساتھیوں کے بیٹھک شریف سے باہر آیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت نے جو کلام فرمایا ہے اس کا مطلب کیا تھا؟ بندہ نے جواب دیا: ایسی زبان نہ تھی کہ بندہ کو سمجھ آئے اور آپ کو نہ آئے کیونکہ اس کلام میں اردو زبان اور پنجابی زبان ہی کے الفاظ تھے دیگر کوئی انجانے الفاظ نہیں تھے۔

چند روز کے بعد بندہ پھر خالص حاضری کی نیت لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر پہنچا۔ بندہ کے ساتھ تین مولوی صاحبان اور بھی تھے۔ ان کے نام یہ ہیں: مولوی عبدالرحمٰن صاحب، مولوی نذیر صاحب اور مولوی محمد اعظم صاحب۔ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک شریف میں چٹائی پر بیٹھ گئے۔ وہاں ایک اور بزرگ بھی تشریف فرما تھے۔ ان سے حضرت صاحبؒ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بیمار ہیں اور آپ کے معالج حکیم سید سوہنے شاہ صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عام ملاقاتوں سے منع کیا ہوا ہے نیز یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فالج کی تکلیف ہے، اسی وجہ سے باہر تشریف نہیں لا سکتے۔ بندہ کو ملاقات سے محرومی کے خیال سے پریشانی ہوگئی اور یہ اسی خیال میں تھا کہ اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ دو چھوٹے صاحبزادوں کے سہارے سے باہر تشریف لے آئے اور بیٹھک کے اندر کے

Marfat.com

دروازے پر صحن میں کھڑے ہو گئے۔ایک دوسرے مولوی صاحب کو میرے بارے میں اشارہ کیا کہ ان کو یہاں لائیں۔بندہ دروازے سے باہر آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تعلیم تو پہلے ہی آپ دے رہے ہیں تربیت بھی فرمایا کریں (۱۴) اور زیادہ کلام نہ فرمایا البتہ دعا ہاتھ اٹھا کر بہت لمبی کی گئی اور اشارہ سے فرمایا کہ بیٹھک میں بیٹھیں۔ہم بیٹھ گئے، پھر اندرون خانہ سے اپنے صاحبزادے صاحب کے ہاتھ بیس روپے بھیج دیے اور یہ کہا کہ پاس رکھیں۔یہ روپے اب بھی بندہ کے پاس ہیں۔جب حکومت نے نوٹوں کی تبدیلی کا اعلان کیا بندہ نے تب بھی ان کو نہیں بدلوایا کیونکہ بندہ سمجھتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان کہ ''پاس رکھیں'' بڑی برکات رکھتا ہے۔

اس کے بعد پھر کوئی ملاقات نہ ہو سکی کیونکہ جلد ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ واصل باللہ ہو گئے۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ جناب خالد محمود ولد پروفیسر فیروز دین صاحب موضع مغلانی کوٹ ضلع امرتسر کے رہنے والے ہیں۔ ان کی والدہ ایمنہ بی بی کے والد خلیفہ ابراہیم چٹھی رساں تھے اور موضع مجیٹھہ ضلع امرتسر کے رہائشی تھے۔ چنانچہ خالد محمود صاحب اس وجہ سے اکثر اپنے نانا کے پاس مجیٹھہ آتے رہتے تھے مگر ان کے والدین ان کے زمانہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے لہٰذا قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ ان کو نہیں جانتے تھے۔ یہ خالد محمود صاحب کافی عرصہ منڈی بہاؤالدین میں رہے مگر انہوں نے آج کل گڑھی شاہو لاہور میں اپنی کوٹھی بنالی ہے اور یہاں قیام پذیر ہیں۔ وہ جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام علی صاحب چودھری کے قریبی رشتہ دار ہیں۔

۲۔ جیسا کہ مضمون کی آئندہ عبارت سے واضح ہوتا ہے طریق ظاہر سے مراد حواس خمسہ ظاہری ہیں یعنی قوت (۱) باصرہ (۲) سامعہ (۳) لامسہ (۴) ذائقہ اور (۵) شامہ۔ یہ صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری فضا سے متاثر ہوتے تھے۔

(مرتب)

۳۔ طریق باطن سے مراد حواس خمسہ باطن ہیں جو لطائف خمسہ عالم امر بھی کہلاتے

Marfat.com

ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) قلب (۲) روح (۳) سر (۴) خفی (۵) اخفی۔ یہ صحبت نبوی ﷺ کی باطنی تاثیر سے فیض یاب ہوتے تھے۔ شرح صاحب مضمون کی اگلی عبارت میں ملاحظہ کریں۔ (مرتب)

۴۔ حوض سے مراد قلب ہے، چشمہ حواس خمسہ باطنی سے عبارت ہے اور خارجی نالیاں حواس خمسہ ظاہری ہیں۔ حوض یعنی قلب ان دونوں سے متاثر ہوتا ہے۔ (مرتب)

۵۔ دعا دی ہے۔

۶۔ یعنی کسی کی طرف سفارش کا رقعہ لینے نہ آیئے۔

۷۔ القرآن: الرحمن: ۵۵

۸۔ القرآن بسورۃ زلزال: ۷

۹۔ القرآن: سورۃ الملک: ۲

۱۰۔ ترجمہ: دنیا اور آخرت کا نقصان

۱۱۔ حدیث نبوی ﷺ: لا نصیبك من الدنیا۔

ترجمہ: دنیا میں سے اپنا حصہ لے۔

۱۲۔ گویا واردات فکر جو صاحب مضمون کے قلب پر تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے کشفاً واقف تھے

اور انہی کے سیاق وسباق میں جواب دے رہے تھے۔ (مرتب)

Marfat.com

۱۳۔ صاحب مضمون کے شیخ طریقت حضرت مولانا سید انور الحسن شاہ صاحب علیہ الرحمۃ ہیں جو سرکار کیلیانوالہ کے نام سے نہایت معروف ہیں اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ (مرتب)

۱۴۔ میرے نزدیک یہ الفاظ اجازت وخلافت پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا میں نے گرامی قدر صاحب مضمون مدظلہ کو ان کی توضیح کے لیے خط تحریر کیا تو انہوں نے جواب میں لکھا:

> اس کے ساتھ ایک اضافہ یہ بھی ہے کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت اپنے دست اقدس سے مجھے ایک ٹوپی بھی پہنائی تھی۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس عبارت کا جس کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، جو مفہوم آپ سمجھیں اس کے متعلق آپ کو لکھنے کی مکمل اجازت ہے۔

بعد ازاں ایک دوسرا خط ان کے صاحبزادے محمد عرفان مشہدی صاحب کی طرف سے موصول ہوا کہ حضرت گرامی منزلت جناب شیخ الحدیث مولانا جلال الدین شاہ صاحب مدظلہ کو ان کے شیخ طریقت حضرت مولانا سید انور الحسن شاہ صاحب سرکار کیلیانوالہ علیہ الرحمۃ کے علاوہ جن اکابرین سے اجازت وخلافت کا شرف حاصل ہوا ہے ان میں قبلہ گاہی حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے علاوہ دیگر تین حضرات گرامی کے اسماء مبارکہ بھی شامل ہیں اور وہ یہ ہیں:

Marfat.com

(۱) محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ لائل پوری

(۲) حضرت پیر سید چراغ علی شاہ نقشبندی صاحب ساکن مراڑہ شریف سیالکوٹ مدفون والٹن روڈ، لاہور کینٹ

(۳) حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانی علیہ الرحمۃ علی پوری (مرتب)

Marfat.com

مقبول ولی اللہ اور حق آگاہ درویش

Marfat.com

حضرت مولانا صاحبزادہ مبارک محی الدین صاحب

مقبول ولی اللہ اور حق آگاہ درویش

حضرت قبلہ مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ چھٹی جماعت میں ہمیں پڑھایا کرتے تھے۔ ہر صبح سکول کے اسباق شروع ہونے سے پیشتر سارے مدرسہ کی جماعتیں مدرسہ کی عمارت سے باہر کھلے میدان میں ایک بوڑھ کے درخت کے نیچے ''اسمبلی'' کے لیے جمع ہوتی تھیں تو حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ نہایت باوقار اور بزرگانہ انداز سے قرآن حکیم کی کسی آیت کی تلاوت فرماتے تھے اور پھر اس کے ترجمہ اور مختصر شرح کے بعد دعا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ان ایام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ دو ہی باتیں ہمارے ذہن میں تھیں، البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک تیسری بات میرے ذہن میں یہ بھی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے قبلہ گاہی حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کے لحاظ سے مجھ پر بہت زیادہ مہربان ہوتے تھے۔

۱۹۵۱۔۱۹۵۲/ ۱۹۵۳ء میں اس عاجز نے گجرات کے مقامی ڈاکخانہ میں ملازمت اختیار کر لی تھی۔ ان دنوں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گاہ بگاہ حاضری ہوتی تھی کیونکہ ان ایام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے بارے میں میرے دماغ میں ایک چوتھا تاثر بھی قائم ہو چکا تھا اور وہ یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک برگزیدہ اور مقبول ولی اللہ بھی ہیں، ایک حق آگاہ درویش بھی۔

Marfat.com

اسی زمانے کا ذکر ہے کہ ایک دن جبکہ میری طبیعت بہت زیادہ پریشان تھی میں نے پوسٹ آفس میں بیٹھے بیٹھے ایک نظم بطور عرضداشت بہ دربار حضرت پیر پیراں جناب غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ لکھ دی۔ پھر جب دوسرے دن جناب قبلہ مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے یہ نظم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سنا دی۔ ساری نظم سننے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اتنی بڑی سرکار کے حضور آپ نے عرضداشت پیش کی ہے مگر سلام عرض ہی نہیں کیا۔ آپ اس وقت چارزانو تشریف فرما تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے (مراقب ہوکر) اپنی آنکھیں بند کرلیں اور فرمایا: لکھو۔ میں نے لکھنا شروع کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی کے پانچ یا چھ شعر فی البدیہہ (۱) لکھوا دیئے۔ پھر آنکھ کھولی تو مسکرا کر فرمایا:

آپ کی نظم اردو میں ہے مگر وہ شعر فارسی کے ہوگئے ہیں۔ ہمارا عجیب حال ہے کہ جانا کدھر چاہتے ہیں لیکن چلے کدھر جاتے ہیں۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

گویا حضور رحمۃ اللہ علیہ نے میری نظم میں سلام کے اشعار کی کمی کو اپنے ان فی البدیہہ اشعار سے پورا کر دیا۔ میں نے یہ سلام اور اپنی عرض داشت لکھ کر آستانہ عالیہ بغداد شریف پوسٹ کر دیئے۔ ساتھ ہی حضور قبلہ کا مختصر تعارف اور سرکار بغداد کی خدمت میں

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلام بھی لکھ دیا۔ چند یوم بعد وہاں سے جواب آ گیا۔ حضرت پیر محمد ابراہیم گیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں وہاں نقیب الاشراف تھے۔ انہوں نے جواب میں تحریر کیا کہ ہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چٹھی دربار غوث پاک میں پڑھ کر سنا دی ہے۔

تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ اس عاجز کو بغداد شریف کی کشش نے زیر کر لیا۔ زادراہ پاس نہ تھا سوچتا تھا کہ کیا کروں؟ اسی اثنا میں موسم گرما میں کوئٹہ جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں زیارتی پاسپورٹ بنوایا۔ یہ واقعہ بھی ایک کرامت ہے کہ میں ایک مسجد میں وضو کر رہا تھا کہ ایک صاحب صوفی محمد جمیل نامی آئے جن سے معمولی سی واقفیت وہیں کوئٹہ میں ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے پاسپورٹ کی سکیورٹی مبلغ ۱۰ روپے ادا کر دوں گا، چنانچہ انہوں نے رقم ادا کر دی اور میرا پاسپورٹ تیار ہو گیا۔

ازاں بعد میں پنجاب میں واپس آیا اور قریب کے ایک گاؤں میں سے اپنے ایک واقف کار اسماعیل نامی کو بلایا۔ اس کے پاس میری تین گائیں تھیں۔ میں نے اس سے کہا کہ ان کو فروخت کر دو اور رقم مجھے کراچی میں ملّا ہاشم کے نام فلاں پتہ پر بھیج دینا۔ پھر میں کراچی چلا گیا۔ کراچی پہنچ کر بہت انتظار کیا مگر رقم نہ آئی۔ ایک دن ملّا ہاشم نے کہا کہ آپ ٹکٹ کیوں نہیں خریدتے؟ میں نے کہا کہ رقم آنے والی ہے۔ اس نے کہا صبح میرے ساتھ چلیں اور ٹکٹ خرید لیں، جہاز جانے والا ہے رقم آتی رہے گی۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔

Marfat.com

دوسرے دن ٹکٹ خرید لیا۔ پھر اس خیال سے بڑے ڈاکخانہ میں گیا کہ وہاں لکھ کر دے دوں کہ میرے بعد میرا کوئی منی آرڈر آئے تو وہ مّلا ہاشم کو دے دیا جائے۔ پھر جونہی میں نے ڈاکخانے کے اندر قدم رکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے والی کرسی پر حضرت قبلہ مولانا حبیب اللہ صاحب علیہ الرحمۃ تشریف فرما ہیں۔ میں بہت حیران ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں کیسے پہنچ گئے؟ پھر جب کرسی مذکور کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ صاحب جن پر مجھے آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کی مشابہت کا شائبہ ہوا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید ہیں (۲)۔ وہ مجھے خوب پہچانتے تھے، چنانچہ اٹھ کر تپاک سے ملے اور میرا مقصد آمد دریافت کیا۔ میں نے اپنا ماجرا سنایا۔

انہوں نے فوراً ڈیوٹی کلرک سے کہا کہ دیکھو ان کا کوئی منی آرڈر ہو تو لے آؤ۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک سو روپے کا بیمہ لے آیا۔ اس پر مّلا ہاشم کو بھی یقین ہو گیا کہ رقم آجائے گی۔ چنانچہ میں نے وہ سو روپیہ کا بیمہ مّلا ہاشم کو دے دیا اور خود بغداد شریف روانہ ہو گیا۔

اس سے پیشتر جب میں گجرات سے روانہ ہونے لگا تھا تو آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ رخصت ہونے کے بعد مجھے ملنا۔ چنانچہ اس عاجز نے اپنا سامان اسٹیشن پر پہنچا دیا، پھر وہاں سے خود ٹانگا پر بیٹھ کر حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے مصافحہ کے بعد اندرون خانہ تشریف لے گئے اور کچھ دیر کے بعد تشریف لائے تو مجھے مبلغ گیارہ روپے دے کر فرمایا کہ "وہاں" (۳)۔ میں نے دریافت کیا جناب

Marfat.com

وہاں ان کو کیا کروں؟، فرمایا: وہاں جو کچھ اس کا مصرف ہوگا (۴) درست ہوگا۔ ۱۹۵۶ء کے آخر میں یہ عاجز بغداد شریف کی حاضری سے مشرف ہوا۔ راہ میں ہر گام پر کمال پذیرائی ہوئی۔ حضرت پیر ابراہیم گیلانی علیہ الرحمۃ سے ملاقات بھی نہایت پر لطف رہی۔ یہ سب اس نگاہ لطیف و احسان کا نتیجہ تھا جو میری پشت پناہ اور میری نگران تھی اور جس کی توجہ سے اس بے سروسامان کو اس حاضری کا یہ شرف حاصل ہو گیا تھا۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ وہ شعر نیچے حاشیہ میں درج ہیں ملاحظہ کیجئے: وہ یہ ہیں۔

السلام اے نور جان مصطفیٰ ﷺ السلام اے نور چشم مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
السلام اے دستگیر بیکساں السلام اے چارۂ بے چارگاں
السلام اے مخزن اسرار ھو السلام اے آیہ لاتقنطوا
اے کہ ہستی مظہر انوار ھو اے کہ نور پاک تو ہر چار سو
چوں گرفتی دست من اے دستگیر در پناہ ذات خود ما را بگیر

۲۔ مرید کے اندر اس کے شیخ کا فیضان نسبت جو شیخ کے لطیفہ سے عبارت ہے اور مرید کی تمام تر تربیت کا متکفل ہے شیخ کی غائبانہ توجہ سے اس کی مثالی صورت میں نظر آیا اور اس نے شیخ کے اس مخصوص آدمی کی طرف رہنمائی کر دی جو اس وقت مدد کر سکتا تھا۔ یہ بھائی اکبر علی مجدّدی تھے بروایت ماسٹر محمد ابراہیم۔

Marfat.com

۳۔ غالباً آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس رقم کو بغداد شریف آستانہ عالیہ پر پیش کر دیں۔ (مرتب)

۴۔ خواہ روضہ شریف پر گلہ میں ڈال دیں خواہ سجادہ نشین صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں، ہر طرح درست ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

بوسہ زن بر آستانِ کاملے

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین صاحب قلعداری

بوسہ زن برآستانِ کاملے

میں نے جب اس دنیا میں آنکھ کھولی تو میرے چاروں طرف اس وقت ایک علم پرور ماحول تھا۔ میرے بزرگوار نے موضع قلعہ دار میں کوئی تین صدیوں سے مدرسہ نظامیہ کی طرز پر ایک دینی درس گاہ قائم کر رکھی تھی جس میں دور دراز سے تشنگانِ آب زلال علم وحکمت آکر سیراب ہو رہے تھے۔ ایک وقت تھا کہ پنجاب اور اس کے گرد ونواح میں علمی و دینی واحد درس گاہ قلعہ دار میں تھی۔ میں نے ہوش سنبھالا تو اس درس گاہ کے نصاب سے معقولات کو منقولات پر ترجیح دی اور منطق وفلسفہ کا طالب علم بنا۔ اس ذوق وشوق نے آزاد خیالی اور بے باک سوچ کو جنم دیا جس سے گمراہی کی راہیں کشادہ ہوئیں اور میں نے رسمی تصوف اور موروثی صوفیاء کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ میرے نزدیک یہ لوگ قوم کے جیتے جاگتے ناسور تھے۔

انہی دنوں کی بات ہے کہ میرے ایک محترم دوست سید ابوالکمال برق نوشاہی نے معاشرے کی ان خرابیوں کے متعلق مندرجہ ذیل پنجابی اشعار لکھے۔ میں یہ شعر اکثر گنگناتا رہتا تھا۔ آپ بھی سنیے اور سر دھنیے۔

Marfat.com

سچا رب رحیم رحمان اے پر مّلاں دا اعلان
اس دے جھوٹ دا اے امکان توبہ حدوں سبھیا لنگ
ویکھی جا مولا دے رنگ
کہندے اک نبی نوں نور دوجے کولوں پان فتور
آکھن ساڈے جیہے حضور، چھڑ پئی وچ مستیاں جنگ
ویکھی جا مولا دے رنگ
سن لے مفتی دی تقریر کیڈا واعظ پُرتاثیر
اے پر کریئے کیہ تدبیر، چوغے ہیٹھ چھپایا سوڈنگ
ویکھی جا مولا دے رنگ
داہڑی چٹ صفا بھروٹے، کنیں مندراں منہ تے گھٹے
بیٹھا نام علی دا رٹے، کھاوے افیم تے پیوے بھنگ
ویکھی جا مولا دے رنگ
لایا جدوں چرس دا سوٹا پٹیا گیا کفر دا بوٹا
مستاں بال پرم دا ٹوٹا، ادھی دنیا کر لئی تنگ
ویکھی جا مولا دے رنگ
کیتا حج سعادت پائی حاجی آکھے کل لوکائی

Marfat.com

اے پر نیت نہیں بدلائی، اوہو رنگ تے اوہو ڈھنگ
ویکھی جا مولا دے رنگ

چھڈ ہدایہ درمختار پشلے قصے سب بیکار
ڑ پڑے نویں نویں اخبار، ایہہ تعمیر تے اوہ ہے جنگ
ویکھی جا مولا دے رنگ

پیریں واہٹ گل وچہ بھورا پھردا گلیاں وچہ کتورا
چہرا ویکھ کیڈا بے نورا، بانہہ تے پائی مرے دی ونگ
ویکھی جا مولا دے رنگ

اوہ تک سید قطب زمان، اعلیٰ رتبہ اُچا شان
قدمیں ڈِگے کُل جہان، بھاویں پچھوں سن چمرنگ
ویکھی جا مولا دے رنگ

یہ شاید یکم مئی ۱۹۴۰ء کی بات ہے کہ میں منشی فاضل کا امتحان دینے کے لیے لاہور جا رہا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب لوگوں میں سفر کا مذاق ابھی اس قدر نہ تھا۔ ریل گاڑیوں میں مسافروں کا ہجوم نہ ہوتا تھا۔ بیشتر مسافر ریل گاڑیوں کی سیٹوں پر لیٹ کر سفر کیا کرتے تھے حالانکہ ابھی بس سروس کا بھی چنداں رواج نہ تھا۔ میں صبح سویرے سات بجے پسنجر ٹرین کے ایک ڈبہ میں لاہور جانے کے لیے سوار ہوا۔ اس ڈبہ میں مجھ سے پہلے چار آدمی

Marfat.com

سوار ہو چکے تھے۔ میں نے ڈبہ میں داخل ہوتے ہی دیکھا کہ ایک ضعیف و کمزور اور لاغر ونحیف بزرگ ایک پوری سیٹ پر دراز ہیں اور دو آدمی ان کی ٹانگیں اور کمر بڑے احترام سے دبا رہے ہیں اور اس بزرگ کے لب ہل رہے ہیں جیسے کوئی زیر لب کچھ ورد کرتا ہے۔ میں نے پہلی نظر میں محسوس کیا کہ شاید کوئی بیمار ہے لیکن فوراً ہی میرا یہ نظریہ بدل گیا اور اس بزرگ کی بزرگانہ ہیئت نے میری سوچ کی اصلاح کر دی۔ میں نے ٹانگیں دبانے والے آدمی کے کان سے منہ لگا کر نہایت دبی زبان میں پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں اور ان کا نام کیا ہے؟ اس نے بڑے ہی احترام سے کہا کہ یہ گجرات والے حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ میں نے مولوی حبیب اللہ صاحب رحمة الله عليه کا نام نامی سنا ہوا تھا۔ اور ان کی بزرگی کے متعلق بہت سی باتیں سن رکھی تھیں زہے قسمت اب زیارت ہوگئی۔

اب قبلہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ گفتگو استوار کرنے کا حوصلہ درپیش تھا۔ کٹھالہ اسٹیشن آنے تک طبیعت میں بے راہ طرز کا ہیجان رہا۔ ریل گاڑی اسٹیشن پر ٹھہری تو فوراً طبیعت نے رہنمائی کی۔ بچپن میں بزرگوار کے طرز و روش پر کچھ ٹوٹے پھوٹے عربی کے شعر کہنے کا شوق پیدا ہو چکا تھا۔ جیب سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکالی اور گاڑی کے وزیر آباد اسٹیشن پر پہنچنے تک چھ سات عربی شعر پنسل سے ایک چھوٹے سے پرزے پر لکھ دیئے۔ وہ اشعار اسی صورت میں کچھ ابھی تک یاد ہیں اور حسب ذیل ہیں۔

Marfat.com

شَیخ الزَّمَان

سُعِدْتُ بِصُحْبَةِ شَیْخِ الزَّمَانِ
وَكَانَ يُسَافِرُ تِلْكَ الْاَوَانِ
جَمِيْلًا كَانَ كَالْمَلَكِ الْكَرِيْمِ
عَظِيْمُ السِرِّ، مِصْبَاحُ الْمَعَانِ
رَأَيْتُ الشَّيْخَ لَيْسَ لَهٗ نَظِيْرٌ
اَمِيْرُ الْقَوْمِ، ذُوْ خَيْرِ الْبَيَانِ
حَبِيْبٌ عِنْدَ كُلِّ مَنْ رَآهُ
حَبِيْبُ اللّٰهِ، مَحْبُوْبُ الزَّمَانِ
اَدَامَ اللّٰهُ بَرَكَتَهٗ دَوَامً
بِحَقِّ نَبِيِّنَا اَعلَى الْمَكَانِ
فَأَرْجُوْ مِنكَ نَظْرًا يَا حَبِيْبِیْ
يُنَجِّحْنِی الَّذِی فِیْ الْاِمْتِحَانِ
مُطِيْعُكَ فَازَ فِی الدَّارَيْنِ فَوزً

Marfat.com

وَمَنْ یَّعْصِیْكَ یُلْقٰی فِی الْمَحَانِ
دَعَاءَ الْخَیْرِ یَرْجُوْ مِنْكَ اَحْمَدُ
وَیَرْجُوْ مِنْكَ رِضْوَانَ الْجَنَانِ

میں منہ سے کچھ نہ کہہ سکا۔ ڈائری کا یہ ورق میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کے سامنے رکھ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے ابھی کچھ الفاظ کا ورد کر رہے تھے، آنکھیں نیم باز تھیں اور ذہن کسی طرف منہمک تھا۔ گاڑی وزیر آباد اسٹیشن سے روانہ ہو چکی تھی مولوی صاحب نے چند لمحہ توقف کیا، پھر خط کو دیکھے بغیر یک دم اٹھ بیٹھے، چٹ دیکھی اور فرمایا: برخوردار آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ گجرات سے جنوب کی جانب ایک چھوٹا سا گاؤں قلعدار میرا وطن ہے، میں نے جواب دیا۔ آپ مولوی محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہیں؟ مولوی صاحب نے بڑے اہتمام سے پوچھا۔ میں نے بلا تامل کہا کہ مولوی محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ صاحب میرے والد بزرگوار ہیں حالانکہ مولوی محمد عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے چچا تھے اور میرے والد بزرگوار کا اسم گرامی مولوی عبدلکریم رحمۃ اللہ علیہ تھا مگر اس وقت میں نے غلط اس غرض سے کہا کہ چچا صاحب کی شہرت اس علاقہ میں والد بزرگوار سے زیادہ تھی۔ والد بزرگوار نے اپنی عمر عزیز علاقہ جہلم میں بسر کی تھی اور وہ اسی قدر علاقہ جہلم کے عظیم بزرگ شمار ہوتے تھے۔

مولوی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فوراً بولے: نہیں بھائی آپ مولوی

Marfat.com

محمد عبدالکریم کے صاحبزادے ہیں۔ان کی فی البدیہہ اصلاح پر بہت متعجب ہوا اور کچھ شرمساری بھی محسوس کی۔میری سب سے پہلی بات غلط ثابت ہوئی اور میں اس احساس سے پانی پانی ہوتا جا رہا تھا البتہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مزید مواخذہ نہ کیا۔اب کیا تھا، وہ ورد وظائف میں انہماک سے رہنے والا کم گو بزرگ اس شفقت و محبت سے محو تکلم ہوا کہ شفقت و محبت کے دریا بہنے لگے۔بار بار چند منٹوں بعد فرماتے: مولوی عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ کے دو روشن چراغ ہیں، اس علاقہ میں دین کی روشنی اور علم و حکمت کا فروغ محض انہی دو بھائیوں کے باعث ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے اور ایک نظر میری طرف اٹھا کر دیکھتے تو پھر شرمندگی کا احساس سا ہو جاتا اور میں اپنی آنکھیں جھکا لیتا۔مولوی صاحب یہی بات بار بار فرماتے اور میری طرف دیکھتے۔پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے بزرگوار بھی قلعدار میں کچھ عرصہ رہے ہیں، قلعدار مجھ کو خانہ کعبہ اور بیت المقدس کی طرح قابل احترام ہے۔ان باتوں کا یہ سلسلہ تمام سفر میں جاری رہا۔نہایت رحیمی اور محبت آمیز انداز میں یہی گفتگو رہی حتیٰ کہ شاہدرہ اسٹیشن آ گیا۔ان دنوں گاڑیوں کی رفتار کوئی اتنی زیادہ نہ ہوا کرتی تھی۔یہ سفر کوئی چار گھنٹے میں طے ہوا اور اس دوران سلسلہ گفتگو ان دو باتوں سے تجاوز نہ ہوا۔پورے چار گھنٹے کے اس عرصہ میں مولوی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی میری طرف نگاہ اٹھاتے میں غایت شرم سے نگاہ نیچی کر لیتا۔

اوائل عمر میں میری ہیئت کذائی بھی عام نوجوانوں جیسی تھی۔قمیض شلوار پہنتا

Marfat.com

تھا اور کلاہ پر طرحدار پگڑی باندھا کرتا تھا۔ داڑھی ہر روز چٹ اور مونچھوں کو ہر وقت تاؤ دیئے رکھتا تھا۔ اس وقت اگر میری کم عمری غمازی نہ کرتی تو میں اس وقت کا ایک جابر تھانیدار معلوم ہوتا تھا۔ یقیناً یہ وضع قطع بھی باعث حجاب تھی لیکن مجھے اس وقت اس کا شعوری احساس اتنا زیادہ نہ تھا۔

شاہدرہ اسٹیشن پر ریل گاڑی ٹھہری۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باہر جھانکا اور شاہی مسجد کے بلند مینار دیکھ کر مجھے مخاطب کیا اور کہا: دیکھا ہے یہ مینار کس قدر بلند ہیں۔ اس دور میں اتنے بلند مینار بنانا ممکن نہ تھے۔ چونکہ یہ دل کی بات ہے، یہ مینار دل سے اٹھے ہیں اسی لیے اتنے پرشکوہ اور بلند ہیں ورنہ عظمت آج تک برقرار نہ رہتی۔ گاڑی شاہدرہ چل کر بادامی باغ اسٹیشن پر پھر رک گئی۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف پھر دیکھا اور فرمایا:

بھائی! میں نے بہتیرا صبر وتحمل سے کام لیا لیکن نہ رہ سکا۔ تو ایک بڑے گھر کا فرد ہے۔ سارا راستہ میں صبر وتحمل سے کام لیتا رہا، اب بات رہ نہیں سکتی معاف رکھنا میں ضرور کہوں گا کہ تو اتنے بڑے خاندان کا آدمی ہے لیکن تیری شکل وصورت کیسی ہے اور تو نے یہ کیا وضع قطع بنا رکھی ہے؟

میں نے عرض کیا: جناب کالج کا طالب علم ہوں اور یہ کالج کی تہذیب کا کچھ اثر ہے۔ فرمانے لگے: تم کس جماعت میں پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: تھرڈ ایئر (سال سوئم) کا

Marfat.com

طالب علم ہوں اور زمیندار کالج گجرات میں پڑھتا ہوں۔ خدا کی حکمت میری یہ دوسری بات بھی مجھے شکست دے گئی۔ فرمانے لگے: بھائی یہ تو کوئی بات نہیں۔ میں نے ایف سی کالج لاہور میں تعلیم پائی ہے۔ میرے استاد انگریز تھے، اثر نہیں ہونا تھا نہ ہوا۔ اس دوسری شکست سے میری رہی سہی سکت بھی جواب دے گئی اور آنکھیں اس وقت ہمیشہ کے لیے جھک گئیں۔ اب میں نے کوئی بات نہ کہی اور چپ ہو گیا۔ بادامی باغ سے گاڑی چلی تو میں نے اتنی عرض ضرور کی: قبلہ میں منشی فاضل کا امتحان دینے جا رہا ہوں میری کامیابی کے لیے دعا فرما دیجئے۔ فرمانے لگے: امتحان کی کامیابی کے لیے دعا نہیں کروں گا، بہر حال آپ کے لیے اپنی طرف سے ایک اور دعا کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دستار مبارک اتار رکھی تھی، جلدی سے سر پر رکھی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، آنکھیں جھک گئیں اور زیر لب کچھ پڑھنے لگے۔ میں نے بھی ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ گاڑی لاہور اسٹیشن پر پہنچ گئی۔ وہاں گاڑی نے ایک گھنٹہ ٹھہرنا تھا اور مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سفر امرتسر تک کرنا تھا لیکن دعا جاری تھی، حتیٰ کہ آدھ گھنٹہ گزر گیا۔

حاشاللہ مجھے کوئی حضور قلب نہ تھا۔ میں سخت پریشان ہوا بابا کی دعا مجھے لے بیٹھی۔ ہاتھ تھک گئے اور میں نے شدید پریشانی محسوس کی۔ خدایا میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں، یہ میرے احساسات تھے۔ خدا خدا کر کے کوئی پینتیس منٹ کے بعد دعا ختم ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے سر پر نہایت شفقت سے ہاتھ پھیرا اور کہا جاؤ ''فی امان اللّٰہ''۔ میں نے جلدی رخصت لی اور گاڑی سے اتر کر خدا کا شکر ادا کیا۔ مولوی صاحب امرتسر تشریف لے گئے اور میں اپنے ٹھکانے پہنچا۔

Marfat.com

میں ان دنوں لاہور پہلی بار آیا تھا اور لاہور کی اس طرح بھرپور زندگی سے آشنا نہ تھا۔ لاہور میں جتنے روز رہا دَبا دَبا سا رہا اور خاصی شرم اور جھجک محسوس کرتا رہا یہاں تک کہ دکان پر حجامت بنوانے تک سے جھجک تھی۔ یہ وہ دن تھے جب کہ دوسری جنگ عظیم زوروں پر تھی اس دن جرمنی کو شکست ہوئی تھی اور دیواروں پر اشتہار لگ گئے تھے۔ فتح (Victory) کی خوشی میں دو دن کی چھٹی اور ہوگئی اور امتحان ملتوی ہو گئے۔ لاہور میں کافی دن لگ گئے، کوئی پندرہ بیس دن کے بعد گجرات گیا تو داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور حالت اچھی خاصی شکستہ تھی۔ رات کو دم لیا صبح اٹھ کر شیشہ دیکھا داڑھی بہت پسند آئی، فوراً حجام سے داڑھی کے خط بنوائے اور داڑھی رکھ لی۔ میرے چہرے پر یہ مختصر سی داڑھی اسی روز سے ہے جسے ازاں بعد ایک دفعہ بھی چٹ کرانے کا موقع نہیں آیا۔

لاہور سے واپس آنے کے بعد میری طبیعت ہر وقت اُداس اُداس اور پریشان رہتی تھی، خدا جانے میں سفر لاہور میں کیا دیکھ آیا تھا۔ یہ بے چینی اور اُداسی اس حد تک بڑھی کہ رات کو نیند تک مفقود ہوگئی۔ پورا سال اسی پریشانی میں گزر گیا، معلوم نہیں ہوتا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ ایک دن نہایت مجبور ہو کر میں نے اپنی قلبی کیفیت اپنے والد بزرگوار سے بیان کی۔ یہ معمہ اب تک حل نہیں ہوا خدا جانے قلبی اور رحانی تعلق کیسے استوار ہو جاتا ہے، نیز میں نے اس سے قبل قبلہ والد بزرگوار کی زبان سے نہ کبھی مولوی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا تھا اور نہ ہی انہوں نے کبھی ان سے اپنی کسی ملاقات کا ذکر کیا تھا، لیکن مجھ سے میری روئیداد سننے کے بعد انہوں نے فرمایا: گجرات جاؤ وہاں مولوی

Marfat.com

حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ ہیں، ان کی بیعت کرلو اور ان سے دعا کراؤ ٹھیک ہو جاؤ گے۔

والد بزرگوار کی زبان سے یہ الفاظ سن کر میں چونک اٹھا اور ایک سال قبل ریل کے سفر کا واقعہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ میں نے اس سفر کی کیفیت تفصیل سے قبلہ والد صاحب سے بیان کی تو والد صاحب نے فرمایا:

مولوی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک عارف کامل ہیں ان کے پایہ کا عارف اس سرزمین میں ابھی تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔ ان کی مقناطیسی نگاہ تیرے دل کو کھینچ کر لے گئی ہے اور تیری یہ داڑھی انہی کے فیضان نگاہ کا اثر ہے۔

میں نے قبلہ والد صاحب سے حیرت کا اظہار کیا اور پوچھا کہ آج سے قبل تو آپ نے کبھی ان کا نام تک نہیں لیا یہ آپ ان سے کیسے اور کب سے متعارف ہیں؟ والد صاحب نے تعارف اور تعلقات کی بات تو نہ بتائی صرف زیر لب مسکرا کر بات ختم کردی، البتہ شام سے رات گئے تک مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ انہوں نے جناب مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کچھ اس تفصیل سے بتائے جیسے یہ ان کے کوئی حقیقی بھائی ہیں یا ان کے ساتھ ہمیشہ اکٹھے رہے ہیں مثلاً آپ نے فرمایا:

حضرت مولانا مولوی سید محمد حبیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹۵ء کو مولانا سید عطا محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع جعفر کوٹ تحصیل اجنالہ ضلع

Marfat.com

امر تسر میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صحیح النسب سید حسنی وحسینی ہیں۔ بچپن میں والد ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے ۳۶ سال عمر پائی اور ۱۸۹۹ء میں فوت ہوئے لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ چار برس کی عمر میں یتیم ہوگئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش وتربیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ محترمہ نے کی۔ خاندانی شرافت ونجابت کے باعث بچپن میں پریشانی کا زمانہ نہایت خوش اسلوبی سے بسر کیا۔ ہمشیرہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی اور ہر طرح کی تربیت دی جو ایک اعلیٰ خاندان کے بچوں کے لیے ضروری سمجھی جاتی تھی۔ ابتدائی تعلیم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گھر سے پائی، پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو موضع بلہڑ وال تحصیل اجنالہ کے مڈل سکول میں داخل کر دیا گیا۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پرائمری تک رواجی تعلیم امتیاز سے حاصل کی البتہ مڈل کا امتحان چرچ مشن اینگلو ورنیکلر مڈل سکول مجیٹھہ اور میٹرک کا امتحان ایم اے او ہائی سکول امرتسر سے پاس کیا اور اس کے بعد ایف اے کا امتحان پرائیویٹ طور پر پاس کیا، جدید علوم سے بھی آگاہی کر لی تھی۔ کچھ عرصہ ایف سی کالج لاہور میں بھی زیر تعلیم رہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میتھمیٹکس (Mathematics) کا امتحان اے بی کورس سے ایف سی کالج لاہور سے پاس کیا، وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ سب

Marfat.com

انگریز تھے۔ سکول کی تعلیم میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نامور اساتذہ سے واسطہ رہا۔ مشہور عالم دین حضرت مولانا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ ایم اے او ہائی سکول میں مدرس تھے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دی، حتیٰ کہ یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچا کہ اسکول کے اوقات تعلیم سے فارغ ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی رہائش گاہ (آپ رحمۃ اللہ علیہ بورڈنگ ہاؤس کے سپرنٹنڈنٹ بھی تھے) پر علم دین کے اعلیٰ مدارج طے کرنے لگے حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور ادبیات عربی و فارسی میں ایک جید عالم دین بن گئے۔ البتہ دورہ حدیث کی ایک سند آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ سے بھی حاصل کی تھی۔ علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غیر مسلم مذاہب کے مطالعہ کا بھی شوق ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے علاوہ دیگر آسمانی کتابیں مثلاً تورات، زبور، انجیل، نیا اور پرانا عہد نامہ کا بھی مطالعہ کیا۔ ازاں بعد ان کے کلیسیائی وفاق کے امتحانات میں شامل ہوئے امتحان سے کامیاب ہوئے اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔

حضرت مولانا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت نے قبلہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں کچھ ایسے لازوال اثرات

Marfat.com

چھوڑے کہ دیگر تمام علوم سے بہرہ ور ہونے کے باوجود تصوف کی چاشنی کچھ اس طرح تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلف صالحین کے کردار کی ایک چلتی پھرتی تصویر نظر آتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین حق اور احیائے شریعت اسلامیہ کی کچھ اس طرح پشت پناہی کی کہ اپنے وقت کے جنید و شبلی نظر آنے لگے۔

طریقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا توسل حضرت خواجہ صاحب سیدوی علیہ الرحمۃ سے ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کرنے کے قلیل عرصہ بعد ہی کلاہِ خلافت پہنا کر اجازت ارشاد سے سرفراز فرما دیا۔

منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پیر و مرشد کی غایت محبت میں دیار محبوب یعنی گجرات کو اپنا مسکن بنالیا۔ رزق حلال اور صدق مقال آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شعار تھا۔ چنانچہ نان ونفقہ کے حصول کے سلسلہ میں ۱۹۱۷ء میں زمیندارہ ہائی سکول میں انگریزی زبان کے مدرس مقرر ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیشمار شاگرد ان دنوں گجرات میں موجود ہیں۔ ان کی زبان سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن اخلاق اور فرائض منصبی کی ادائیگی کی داستانیں سننے میں آتی ہیں جن کے سننے سے حیرت ہوتی ہے کہ اس طرح کے اعلیٰ کردار کے لوگ بھی کبھی اس دنیا میں بستے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور کاملاً مبلغانہ زندگی اختیار کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کے ارادت مندوں کا حلقہ بہت وسیع ہے جس کی تفصیل کے لئے ایک خاص تذکرہ کی ضرورت ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کی زبانی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کشف وکرامات اور تصرفات عالیہ کے واقعات سننے میں آتے رہتے ہیں،اگران کوجمع کردیا جائے توایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔

ازاں بعد میں اپنے قصہ کو جہاں سے کہ چھوڑا تھا وہاں سے شروع کرتا ہوں۔ چنانچہ والد صاحب نے فرمایا: ان کے پاس جا تیری پریشانی اور بے قراری کا علاج انہی کے پاس ہے۔وہ تیری طرف ضرورتوجہ فرمائیں گے،جااوران سے اکتساب فیض کیا کر۔

صبح ہوئی تو میں نے گجرات کی راہ لی اور آستانہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ حاضری دی۔ سرکار ابھی اوراد و وظائف سے فارغ ہوئے تھے اور مجلس میں بھی فراغت تھی۔ میں نے جاتے ہی عرض کی: جناب قلعدار سے آیا ہوں، مجھے اپنے حلقہ مریدین میں شامل کر لیجئے ،تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ اٹھائی دیکھا اور پھر وہی سوال دہرایا: آپ مولوی عبدالکریم اور مولوی محمد عالم کو جانتے ہیں؟ عرض کیا: میں مولوی عبدالکریم قریشی کا لڑکا ہوں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہلکا سا تبسم فرمایا اور حکم دیا: جاؤ وضو کرآؤ۔ساتھ ہی صحن میں حمام تھا۔میں نے وضو کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا،کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد چند کلمات اور پڑھے اور بعد میں مجھے تین بار اقرار کرایا اور کہا: کہو''سلسلہ مجددیہ تو کلّیہ محبوبیہ'' قبول کیا۔میں نے تین بار اقرار

Marfat.com

کیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح جس طرح کہ سفر میں پیش آیا تھا ایک طویل دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ کوئی آدھ گھنٹہ کے بعد دعا ختم ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے سینہ اور دل پر ہاتھ پھیرا اور کہا: جاؤ ہر روز صبح سویرے نماز کے بعد مشرق کی جانب منہ کر کے سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم ایک سو بار پڑھا کرو، اسی طرح عشاء کی نماز کے بعد ایک سو بار درود شریف اور ایک سو بار لاالہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین پڑھ لیا کرو۔

میں حلقہ مریدین میں داخل ہو کر رخصت ہوا باہر آیا۔ طبیعت میں اس قدر فرحت اور سرور تھا کہ وہ کیفیت آج تک پھر کبھی پیدا نہ ہوئی اور معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پہاڑ میرے کندھوں پر تھا اب اٹھ گیا ہے۔ میں اکثر بار آستانِ حبیب پر حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت و محبت کے باعث باتوں کا کچھ سلسلہ اس طرح چل نکلا کہ میں کھل کھل کر باتیں کرنے لگا اور خوب گفتگو ہوئی۔ اٹھنے لگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> برخوردار! دیکھو زیادہ باتیں نہ کیا کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اپنے منہ میں روڑے ڈال لیا کرتے تھے تاکہ زیادہ باتیں نہ ہو سکیں۔ دوسرے سرکار دو عالم آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب میں نام لوں، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور کہہ دیا کرو۔

اس دن سے آج تک میری زیادہ باتیں کرنے کی لذت سلب ہوگئی ہے اور اب

Marfat.com

محفلوں میں میری حیثیت رکن معطل کی سی ہوتی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے ارشاد پر بھی حتی الوسع پورا پورا عمل ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ شعر گوئی کا جنون میرے سر پر بری طرح سوار تھا۔ اس جنون میں قرآن پاک کا ترجمہ اردو نظم میں کرنے کا عزم کرلیا۔ کوئی ایک پارہ کا ترجمہ کیا تھا اس کے شروع میں حمد و نعت اور ترجمہ کی غرض و غایت کے متعلق دیباچہ بھی نظم میں لکھا جس میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعائے مستجاب کا ذکر بھی کیا۔ اشعار تھے:

خبر لائی یہ حاجت انتہا کی — تو کام آئی نگاہ مرد خدا کی
ولی ہیں اولیاؤں میں گرامی — حبیب اللہ ذوالعبد الکرامی
مٹائے دہر سے ظلمات بدعات — ہوئے روشن سواد شہر گجرات
معلیٰ شان ہیں وہ اولیاء میں — فرید الدہر ہیں وہ اتقیاء میں
زبان پر ذکر حق ہر صبح و ہر شام — سوا اس کے نہ کوئی اور ہے کام
ہر ایک کو راہ ہدایت کی دکھائیں — نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سب کو سکھائیں
ہے دل میں سوز عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا — یہ چارہ ساز اس مرد خدا کا

اس طرح کے چند اور شعر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں دیباچہ میں درج کئے اور ایک پارہ کا ترجمہ لے کر خوش خوش خدمت میں حاضر ہوا۔ خیال تھا دیکھ کر بہت خوش ہوں گے اور میرے لئے مزید دعائیں فرمائیں گے۔

Marfat.com

گرمیوں کا موسم تھا کوئی دو بجے دن کا وقت تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مکان کی چھت پر سیڑھیوں کے اوپر ایک چھوٹی سی لکڑی کی بنی ہوئی گیلری میں تشریف فرما تھے۔ مجھے حسب سابق شفقت سے پاس بٹھایا اور حال احوال دریافت کیا،قبلہ والد بزرگوار مولوی عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور چچا مولوی محمد عالم صاحب کا حال ضرور پوچھا کرتے تھے۔ان کا حال احوال بتایا پھر میں نے عرض کی: جناب میں نے قرآن پاک کا ترجمہ اردو نظم میں لکھنا شروع کردیا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری عرض بڑی بے اعتنائی سے سنی، منہ پھیرلیا اور کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے کاپی کھولی اور پھر عرض کیا :ایک پارہ مکمل ہو گیا ہے۔ آپؒ نے پھر بھی توجہ نہ فرمائی۔ تیسری بار بات بدل کر میں نے پھر عرض خدمت میں گزاری چند اشعار ترجمہ کے سنانا چاہتا ہوں۔آپ مسلسل کچھ حروف کا ورد کرتے رہے۔تھوڑی دیر بعد وظیفہ ختم کر کے ذرا سخت لہجے میں کہنے لگے:

بھائی قرآن پاک کا ترجمہ تو کرلیا اس میں اثر کہاں سے آئے گا
اثر کون ڈالے گا؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ کہنے تھے کہ میری ہیئت بدل گئی اور عملی بے بضاعتی واضح ہوگئی۔پھر حسب عادت دعا کے لئے التجا کی اور اجازت لے کر واپس آیا۔کچھ دنوں بعد ترجمہ کا سلسلہ پھر شروع کیا۔باوجود سیر مشقی کے بے حد عرق ریزی کی ایک مصرعہ تک موزوں نہ ہوا، اس وقت سے لے کر آج تک یہی کیفیت ہے۔دیگر صورتوں میں ایک ایک گھنٹہ میں سو سو شعر

Marfat.com

بھی عربی، فارسی، اردو اور پنجابی میں لکھے لیکن قرآن پاک کے ترجمہ کی طرف جب بھی رجوع کیا ایک آدھ مصرعہ تک موزوں نہ ہوا۔ خدا جانے ان الفاظ میں کیا بات تھی اور کیا اثر تھا اور یہ کب تک رہے گا، ایک پارہ کا ترجمہ میرے پاس ابھی تک موجود ہے

۱۹۵۲ء میں جب ملازمت کے سلسلہ میں قلعدار سے گوجرانوالہ چلا گیا، گوجرانوالہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد سے اکثر برکات حاصل کرلیا کرتا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ ملاقات کو بہت دیر ہوگئی، کچھ حالات میں پریشانی بھی ہوئی۔ طبیعت بے قرار تھی صبح سویرے اٹھتے ہی بے قراری کی حالت میں اشعار موزوں ہو گئے اور میں نے خدمت میں ارسال کر دیئے۔

بحال ما کسے اطلاع کند گاہے حبیبم را — خدارا از نگاہ بیدار کن بخت و نصیبم را
پریشان روزگارم را بہار زندگانی دہ — نوازش کن تفاخر دہ بایں بیکس غریبم را
سرافرازم باوج بندگی از مہر افزونیت — فسون باطل کن از لطف وعنایہتا رقیبم را
چونکہ اولیا خاک پریشان کیمیا سازد — عجب گرداں بحالم حال زار ایں عجیبم را
دوائے درد ما را کس نمیداند سوائے تو — بسے رفع و الم شد در پریشانی طبیبم را
مبارک مرحبا درد حبیب اولیا دارم — مبارک مرحبا گویم چنیں بخت و نصیبم را
حبیب دلستاں شاید بحال ما نظر وارد — ازیں ورد زباں دارم کنوں ذکر حبیبم را
مدد مشکل کشائے من، مددائے رہنمائے من — کہ رنج بود وہستی می زند راہ شکیبم را

Marfat.com

حبیبا اندریں راہ محبت کامگاری دہ باحمد رونما اثر دعاہائے محبیم را

عریضہ گجرات پہنچا ہی تھا کہ ملاقات کا سبب بن گیا۔ میرا چھوٹا بھائی فضل حسین قریشی ان دنوں منگلا ڈیم میں اوورسیئر تھا وہ آ گیا۔ آتے ہی باتوں باتوں میں کہنے لگا: بھائی تیرے پیرومرشد مولوی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا بہت تذکرہ سنا ہے چل ذرا دیکھ آئیں وہ کس پایہ کے بزرگ ہیں۔ شوق دامن گیر کو ذرا سے آسرا کی بھی ضرورت تھی۔ میں نے کہا: چلو ابھی چلتے ہیں۔ ہم دونوں گوجرانوالہ سے گجرات آئے اور آستانہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ پر پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شاید گرمیوں کے دنوں میں اسی گیلری میں رہا کرتے تھے جس کا ذکر پہلے کیا گیا اس وقت وہیں تن تنہا لیٹے ہوئے تھے۔ ہم دونوں بھائی حاضر ہوئے سلام عرض کیا تو اٹھ بیٹھے۔ سلام و دعا کے بعد سلسلہ گفتگو شروع ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا: یہ کون صاحب ہیں؟ میں نے کہا: میرا حقیقی چھوٹا بھائی ہے اس کا نام فضل حسین ہے اور یہ منگلا میں اوورسیئر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب انداز میں ایک چھچھلتی ہوئی نظر اس کے چہرہ پر دوڑائی اور کہا:

دیکھو برخوردار کام دھیان سے کرنا کوئی لغزش نہ کرنا بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ذرا سی لغزش سے مہینوں کا کام سالوں پر اور سالوں کا کام صدیوں پر جا پڑتا ہے اور گیا وقت ہاتھ نہیں آتا۔

تھوڑی سی ملاقات کے بعد اجازت لے کر واپس آئے۔ فضل حسین کہنے لگا: کوئی خاص چیز تو نظر نہیں آئی البتہ بزرگ آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ فضل حسین اس رات

Marfat.com

منگلا چلا گیا اور میں نے گوجرانوالہ کی راہ لی۔ منگلا پہنچتے ہی خاص چیز نظر آنے کے سامان پیدا ہو گئے۔ عزیز فضل کہتا ہے کہ منگلا آیا کام شروع کیا تو ایک سرکاری ڈائری میں کچھ اندراج کر کے پھر بدحواسی میں اسے کاٹ دیا، معمولی سی لغزش تھی ہو گئی۔ سال گزرا محکمہ آڈٹ کے لوگوں نے اس لغزش کو پکڑ لیا۔ معاملہ چلتے چلتے مقدمہ تک جا پہنچا بات کا بتنگڑ بن گیا اور یہ الجھن ایسی تھی جس کا حل نہ پولیس نہ عدالت اور نہ محکمہ کے پاس تھا۔ کوئی سترہ برس کا عرصہ گزر چکا ہے عزیز فضل حسین ابھی تک اوورسیئر ہے۔ ایک لمحہ کی لغزش سالوں تک پہنچ گئی اور وقت ہاتھ نہیں آ رہا ہے اور مقدمہ بغیر کسی فیصلہ کے داخل دفتر ہے۔ عزیز فضل حسین اکثر شکایت کیا کرتا ہے تیرا پیر مجھے لے گیا۔ شاید اس وقت ان کی نگاہ روز روشن کی طرح میرا معاملہ دیکھ رہی تھی اور میں بھی جواب میں کہا کرتا ہوں: آخر ان میں تمہیں کوئی خاص بات نظر تو آئی ہے؟ بہر حال اس کا معاملہ آج تک اسی صورت میں معلق ہے۔ خدا جانے کب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کارفرما ہو کہ ترقی کی مسدود راہیں کھل جائیں اور اس بیچارے پر سے یہ نحوست کا دور ختم ہو۔

۱۹۵۰ء سے لے کر آج تک حضرت مرشدی مولانا مولوی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ابتلاء اور آزمائش کا دور رہا۔

۱۹۵۰ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جوان سال صاحبزادے حضرت محمد محمود احمد شاہ صاحب جن کی ولادت ۱۹۳۵ء کو ہوئی تھی آناً فاناً دنیا سے رحلت فرما گئے۔ ۱۹۵۲ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے حضرت سید محمد رفیق صاحب جن کی پیدائش ۱۹۲۲ میں ہوئی تھی

Marfat.com

۴۰ سال کی عمر میں داغ مفارقت دے گئے۔اس طرح ۱۹۵۴ء میں صاجزادہ مولانا حکیم محمد عالم صاحب جو ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے تھے فوت ہو گئے اور ازاں بعد ۱۹۵۹ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ میں ان مواقع پر حاضر خدمت ہوتا رہا۔ان عظیم صدمات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت صبر واستقلال اور راضی برضائے الٰہی رہنے کا ایسا عجیب منظر پیش کیا کہ نہ آہ وزاری کی نہ گلہ گزاری، شکر الحمد للہ کے الفاظ ہر وقت زبان پر جاری تھے۔

میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم کردار اور اس عظیم عظمت کا ذکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر حضرت مولانا محمد یوسف شاہ صاحب سے کیا تو آپ نے فرمایا: ایک دفعہ اس عظیم بردباری کے متعلق ہم نے بھی حضرت قبلہ سے تعجب کے ساتھ دریافت کیا تھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا:

> میں اللہ پاک کی رضا کے ساتھ راضی ہوں اور آہ وزاری اس لیے بھی نہیں کرتا کہ کہیں میرے پروردگار کو میری آہ وزاری ہی پسند نہ آجائے اور یہ گھر ہمیشہ کے لیے آہ وزاری کا مرکز بن جائے۔ اللہ پاک کی مہربانیوں کا شکر ادا کرنا چاہیے جو جس حالت میں چاہے رکھے۔

یہ مختصر سا تذکرہ قدوۃ العارفین حضرت مولانا مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب مجددی توکلی محبوبی علیہ الرحمۃ کا جس طرح میں نے ان کو دیکھا لکھ دیا ہے۔

میں گوجرانوالہ ہی میں تھا کہ ۱۹۶۱ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس دنیا سے رحلت فرمانے کی خبر سنی۔شاید میری شومئی تقدیر حائل رہی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شامل نہ ہو سکا اور

Marfat.com

آخری دیدار سے شرف یاب نہ ہوا۔ قطعہ تاریخ وفات یہ ہے:

قد ارتحل الحبیب الی الحبیب امیر القوم فی القوم النجیب

فقلت شمس بازغة عام وصل لقد وصل الحبیب الی الحبی

لیکن حقیقت یہ ہے کہ میری نگاہیں آج بھی باور نہیں کرتیں کہ وہ مردوں کو زندہ کرنے والی نگاہوں کا مالک دنیا سے رخصت ہو گیا۔ حضرت قبلہ مولائی و مرشدی کی روحانی امداد اب بھی میرے شامل حال ہے جیسے ان کی زندگی میں ہوا کرتی تھی۔ میں ان کا فقدان محسوس نہیں کرتا ان کو زندہ سمجھتا ہوں۔ وہ پہلی ملاقات میں لاہور کے سفر میں آپ ؒ نے جو طویل دعا فرمائی تھی اس کے اثرات میں آج اپنی نگاہوں سے دیکھ رہا ہوں اور دنیا جہاں کے لوگ اس امر کی تائید کریں گے کہ میں اپنی نالائقی، کوتاہی عمل اور ہر نوع بے بضاعتی کے باوجود اس دعا کی تاثیر سے اللہ پاک کی ہر نعمت سے مالا مال ہوا۔

اس دنیا میں جملہ نعمتوں میں سے جو کچھ مجھے حاصل ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ میری بضاعت اور استحقاق سے کہیں زیادہ ہے اور سراسر فضل خداوندی اور سرکار کی نگاہ کرم کا نتیجہ ہے۔ عزت، مال، آل اولاد، علم و فضل دین سے والہیت قلبی سکون آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس دعا کا اثر ہے۔ میں اکثر دفعہ نماز کے بعد سوچا کرتا ہوں کہ اللہ پاک نے مجھے ہر نعمت سے نوازا ہے اب میں اللہ پاک سے اور کیا مانگوں! کاش اس وقت کی طویل دعا کے دوران اللہ پاک مجھے حضور قلب عطا کرتا اور میں بددلی و اکتاہٹ محسوس نہ کرتا تو شاید یہ اور طویل ہو جاتی اور برکات اور بڑھ جاتیں۔ لیکن افسوس یہ وقت گزر گیا۔ حسرت کے سوا کچھ نہ رہا تاہم دل صدا دیتا ہے:

Marfat.com

آنا نکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

ذیل کا شعر علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا ہے۔ میں اپنے پرانے عقیدہ سے ایک عرصہ تک علامہ جیسے فلاسفر شاعر کے اس شعر کو ایک عجیب انداز فکر خیال کرتا رہا لیکن اب جو غور کرتا ہوں تو حضرت مولانا صاحب کی نظر فیض اثر سے میری زندگی اس شعر کی ایک چلتی پھرتی تفسیر بن گئی ہے۔

کیمیا پیدا کن از مشت گلے
بوسہ زن بر آستان کاملے

حضرت مولانا مولوی مرشدی سید محمد حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پس ماندگان میں سے ان کے بڑے صاحبزادے عمدۃ السالکین حضرت صاحبزادہ مولانا سید محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ خلافت پر متمکن ہیں اور بندہ ناچیز پر نہایت شفقت اور مہربانی فرماتے رہتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۹۱۵ء میں بمقام مجیٹھہ ضلع امرتسر ہوئی، اللہ پاک ان کا سایہ رحمت ہمارے سروں پر تا قیامت برقرار رکھے اور ان کے فیضان سے تشنگان حکمت و معرفت سرشار ہوتے رہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے مولانا حضرت سید محمد مسعود احمد انور رحمۃ اللہ علیہ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۳ء کو پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت قدوۃ العارفین حضرت مرشدی کے بالکل مشابہ ہیں اور حسن واخلاق کا ایک بے مثل نمونہ ہیں اور بندہ پر بے حد شفقت فرماتے ہیں۔ قبلہ وکعبہ حضرت صاحب کی اولاد کا شجرہ حسب ذیل ہے۔

Marfat.com

شجرہ اولاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ

- حضرت عبدالروف
به عمر دو سال
فوت ہو گئے
- "بڑے صاحبزادہ صاحب"
حضرت مولانا محمد
یوسف شاہ صاحب
سجادہ نشین اوّل
پیدائش:
۱۵/۱ اکتوبر ۱۹۱۵ء۔
وفات:
۱۸/۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء
- حضرت مولانا حکیم
سید محمد عالم صاحب
۱۹۱۸ء۔۱۹۵۴ء
عمر ۳۷ سال۔ امور تکوینیہ
میں آپ کے نائب تھے
انکے نام پر آپ کو بارگاہ رسالت
میں ابوالعالم کا لقب ملا
- حضرت مولانا
سید محمد رفیق احمد ضیاء
۱۹۲۲ء۔۱۹۵۲ء
عمر ۳۰ سال
- حضرت مولانا سید
محمد مسعود احمد انور مدظلہ
سجادہ نشین ثانی۔
پیدائش:
۲۳/دسمبر ۱۹۳۳ء
وفات:
فروری ۲۰۰۶ء
- حضرت مولانا سید
محمد محمود احمد منوّر
۱۹۳۵ء۔۱۹۵۰ء
عمر ۱۵ سال
- بیٹی
اعجاز بتول زہرا
پیدائش:
۱۹۳۹ء

مرشدی مولوی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ان کی دعائیں میرے شامل حال ہیں اور ان کی یاد میرے خانہ دل میں آباد ہے۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ طریقت بھی نظم کیا ہے جسے بطور وظیفہ بھی پڑھتا ہوں۔ یہ منظوم جو فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں ہے، قارئین کی دلچسپی کے لیے درج ہے۔

Marfat.com

شجرۂ طریقت (منظوم فارسی)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ حبیبیہ

الٰہی بیکسم ، با حال زارم پریشاں دل پریشاں روزگارم
نمے بینم بعالم شادمانی کہ ویراں شد بہارِ زندگانی
بدرگاہت بیاوردم دعائے ز قعر دل بحسرت التجائے
بحق اولیائے نقشبندی عطا کن در دو عالم سربلندی
پئے شان مشکلم آسان گرداں مراد دل نشاط جان گرداں
خداوندا بذاتِ کبریائی بحق اوج شان مصطفائیؐ
بحق قدوۂ اربابِ تحقیق جناب حضرت بوبکر صدیقؓ
پئے سلمان فارسؓ باخدائے بحق قاسم عالی لوائے
بحق جعفر صادقؓ امامے بحق بایزید نیک نامے
بحق بوالحسن خواجۂ خرقان بقاسم گورگانی پیر پیراں
بحق حجت ہر باصفائے جناب بوعلی خوش ادائے
بحق خواجہ یوسف شاہ ہمدان بحق عبد خالق قطب دوران
بحق عارف حق آشنائے پئے محمود انجیر اولیائے
بحق بوعلی شاہ عزیزاں بحق بابا سماسی ذیشاں

Marfat.com

بحق شاہ کلالِ ما امیرے | بہاؤالدین شاہ گردوں سریرے
بحق شاہ علاؤالدین نامی | پئے یعقوب چرخی گرامی
بحق شاہ عبیداللہ احرار | بحق خواجہ زاہد در شاہوار
بدرویش محمد بادشاہے | بحضرت خواجگی دین پناہے
پئے باقی باللہ پارسائے | مجدد الف ثانی ذوالعطائے
پئے قیوم ثانی خواجہ معصوم | زبہر خواجہ سیف الدین مخدوم
پئے نور محمد خوش خصالے | بحق شیخ محسن باکمالے
بحق شیخ عابد پیشوائے | بمرزا جانجاناں مقتدائے
بحق شاہ غلام باعلی شاہ | بحق بو سعید آن صاحب جاہ
بمولانا شریف نقشبندی | پئے محمود کان ارجمندی
بحق خواجہ قادر بخش عالی | بحق شاہ توکل ذومعالی
پئے محبوب عالم دستگیرے | حبیب اللہ شہ روشن ضمیرے
نظر بر احمد خستہ دوراں کن | ہمہ آلام و رنج ازوے بروں کن
الٰہی عاقبت محمود گرداں | حیات دوجہاں مسعود گرداں
الٰہی دولت ایمان عطاء کن | بما الطاف و رحمت بے بہا کن
باحمد ذوق و شوق زندگی دہ | متاع دولت تابندگی دہ

Marfat.com

شجرہ طریقت (منظوم اردو)

سلسلہ پیران طریقت نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ حبیبیہ بہ زبان اردو

یاالٰہی تیری ذاتِ کبریا کے واسطے　　خواجہ کونین احمد مجتبیٰ ﷺ کے واسطے
نغمہ پیرا ہوں تیری حمد و ثنا کے واسطے　　اور گویا ہوں تیرے در پہ دعا کے واسطے
صدق وایماں سے مرے سینے کو تو پُرنور کر　　حضرت صدیقؓ اکبر باوفا کے واسطے
دین اسلامی سے نسبت اور الفت ہو عطا　　حضرت سلمان فارسؓ خوش لقاء کے واسطے
میری قسمت میں الٰہی دولت عرفان ہو　　حضرت قاسمؒ امام اولیاء کے واسطے
اپنی رہ میں زیغ وطغیاں سے مجھے محفوظ رکھ　　جعفر صادقؒ رئیس اذکیاء کے واسطے
زندگی کو راہِ حق کے راز سے کر آشنا　　بایزید خسرو عالی لواء کے واسطے
تیرے بندوں سے توسّل کی رہے دولت نصیب　　بوالحسن خرقانی پیر ھُدا کے واسطے
میری ہستی کو درخشاں کردے اپنے نور سے　　گور گانی قاسم حق آشنا کے واسطے
تیری رحمت میرے حال زار پر دائم رہے　　بوعلی صاحب لطف خدا کے واسطے
کارزار زندگی میں دستگیری ہو سدا　　حضرت یوسف کے حسن پر ضیا کے واسطے
خوبیء اخلاق سے آراستہ کردے مجھے　　عبد خالق صاحب جود وعطاء کے واسطے
میرے دل سے بھی صدائے معرفت اٹھے کوئی　　حضرت عارف، رئیس اتقیاء کے واسطے

Marfat.com

دین و دنیا میں الٰہی عاقبت محمود ہو — خواجہ محمود مرد باخدا کے واسطے

یاالٰہی دین داری میں رہوں ثابت قدم — بوعلی رامیتنی خوش ادا کے واسطے

ناقصوں کے زہر صحبت سے بچا پروردگار — بابا سّماسی مقبول خدا کے واسطے

ہوامارت دین ودنیا کی مجھے یارب نصیب — شاہ کلال خوش جمال اولیاء کے واسطے

نقشبندی بوستاں سے ہوں مشام جاں جواں — شاہ بہاؤالدیں کے حسن بے بہا کے واسطے

یاالٰہی ہوں عطا مجھ کو بھی عالی مرتبے — شاہ علاؤالدین شاہِ اولیاء کے واسطے

چرخ ناہنجار کی گردش سے دل محفوظ رکھ — خواجہ یعقوب چرخی خوش ادا کے واسطے

یاالٰہی ہو مری ناقص عبودیت قبول — خواجہ احرار شمس الاولیاء کے واسطے

یاالٰہی ہو مجھے توفیق زہد بے ریا — خواجۂ زاہد کی عبادت بے ریا کے واسطے

میری درویشی ہو وجہ رشک شاہان جہاں — خواجہ درویش محمد باخدا کے واسطے

میری امیدوں کو اپنے لطف سے سرسبز کر — خواجہ املنگی محمد پیشوا کے واسطے

دہر میں باقی رہے میرے عمل کی روشنی — باقی باللہ خواجہ پارسا کے واسطے

دین اسلامی پہ میرا خاتمہ بالخیر ہو — شہِ مجدد الف ثانی حق نما کے واسطے

لوح دل میری خیال غیر سے صافی رہے — خواجہء معصوم شاہ مشکل کشا کے واسطے

ہو دعاؤں میں اثر میری خداوند جہاں — خواجہ سیف الدین مقبول الدعا کے واسطے

بندۂ بے مایہ کو بھی ہو عطا قرب خدا راہ رضا — خواجہ عابد نقشبندی بارضا کے واسطے

Marfat.com

آرزوؤں کو ملے در سے ترے حسنِ قبول　　خواجہ محسن صاحب جود و عطا کے واسطے
گور میری نُور سے پُرنور کرنا اے خدا　　خواجہ نور محمد کی ضیا کے واسطے
جان و دل میں عشق ہو تیرا الٰہی جاگزیں　　جان جاناں مظہر نور خدا کے واسطے
ہو غلامان محمد میں میرا یارب شمار　　شاہ غلام باعلی حق آشنا کے واسطے
خادمان اولیاء کی صف میں شامل کر مجھے　　بو سعید خسرو عالی لقاء کے واسطے
علم و حکمت سے جہاں میں عزت و توقیر دے　　شاہ شریف خواجہ حقِ آشناء کے واسطے
یا الٰہی ظاہر و باطن میرا محمود ہو　　حاجی محمود شاہِ اولیاء کے واسطے
اے خدا تیری اطاعت میں بسر ہوں روز و شب　　خواجہ قادر بخش شاہ باصفا کے واسطے
میرا سرمایہ رہے تجھ پہ توکل اے خدا　　شہ توکل شاہ شاہِ اصفیا کے واسطے
ہر ادا محبوب ہو مجھ کو ترے محبوب کی　　خواجۂ محبوب عالم خوش ادا کے واسطے
احمد خستہ دروں کو ہو عطا راہِ حبیب　　شہِ حبیب اللہ شاہِ اولیاء کے واسطے
آرزوؤں کو میری کردے عطا شرف قبول　　نقشبندی اولیاء و اصفیاء کے واسطے

آخر میں دعا ہے کہ اللہ پاک ان بزرگ ہستیوں رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم کے وسیلہ سے دنیا جہان کے تمام مسلمانوں کی نیک اور پاک امیدوں کو شادمانی اور کامرانی سے ہمکنار کرے اور ان کے طفیل اس بندۂ احقر و ناچیز کی دینی اور دنیوی آرزوؤں کو پورا کرے، آمین ثم آمین!

Marfat.com

قول فیصل تھا
لفظ لفظ ان کا

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر غلام علی چوہدری رحمۃ اللہ علیہ

قول فیصل تھا لفظ اُن کا

حضرت صاحب رحمة الله عليه سے تعلق مجھے ورثے میں ملا۔ ایک طرف میرے والد مولوی نور محمد صاحب مرحوم چرچ مشن ہائی سکول مجیٹھہ ضلع امرتسر میں مولوی حرمت علی صاحب کے اوّلین تلامذہ میں سے تھے اور یہ بزرگ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے برادر نسبتی بھی تھے اور برادر طریقت بھی۔ دوسری طرف میری والدہ مرحومہ نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ محترمہ سے قرآن مجید پڑھا تھا۔ بعد میں جب خود والد مرحوم مشن ہائی سکول میں مدرس ہوئے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے تلامذہ میں تھے اور پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں مدرس ہو گئے۔

مجیٹھہ کے اس عیسائی سکول کے ایک پادری نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ استعمال کئے تو جن مسلمان اساتذہ کی غیرت ایمانی جوش میں آئی ان میں یہ تینوں بزرگ پیش پیش تھے۔ ان تینوں حضرات نے احتجاجاً استعفے دے دیئے اور اس سکول کی ملازمت چھوڑ دی۔

میدان یقین وعمل کے ایک اور گوشے میں بھی حضرت صاحب اور والد صاحب

Marfat.com

مرحوم ہم مشرب تھے اور وہ تھا مشائخ عظام سے ارادت اور عقیدت کا گوشہ۔ والد محترم سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کے حضرت سائیں جواہر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور حضرت کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ میں حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت تھی اور ان کے باہمی تعلقات میں محبت اور یگانگت کا رنگ تھا۔ کاش مجھے ان ملاقاتوں کی تقریب اور گفتگوؤں کے موضوع کی بھی کچھ خبر ہوتی جو میں بچپن سے ان باہم محبّ بزرگوں کے درمیان ہوتے دیکھتا چلا آتا تھا۔

۲۵ مئی ۱۹۳۳ء جمعرات کا دن مجھے تا حین حیات یاد رہے گا کیونکہ اس دن میری والدہ فوت ہوئی تھیں۔ پندرہ روز شدید تپ محرقہ آیا اور سولہویں دن ظہر کے بعد اڑھائی بجے کے قریب دم واپسیں لیا۔ خاندان میں کوئی مرگ ہوتی تو بزرگوں کا طریقہ تھا کہ تکفین و تدفین میں عجلت کرتے تھے۔ چنانچہ قصبے میں اور دو تین میل کے فاصلے پر دیہات میں چند اعزہ کو اطلاع کر دی گئی اور عصر کے بعد جنازہ اٹھا لیا گیا اور بہاری والے کنوئیں کی طرف چلے جہاں ہماری آبائی زمینیں تھیں کیونکہ وہاں ایک چھوٹا سا خاندانی قبرستان تھا اور وہیں والدہ کو دفن کرنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ سورج غروب ہونے میں کوئی آدھ گھنٹہ ہو گا کہ کنوئیں کے قریب کھلی جگہ پر جنازہ رکھ دیا گیا اور پھر نماز کے لیے صفیں درست ہوئیں۔ محلے کی مسجد کے پیش امام کو کہنے ہی والے تھے کہ نماز پڑھائیں کہ خلیفہ ابراہیم صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ہمارے عزیز بھی تھے اور قصبے کے دینی کاموں میں منہمک رہنے والے بزرگ بھی، نے بلند اور بھرائی ہوئی آواز سے کہا: وہ دیکھو مولوی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آ رہے ہ

Marfat.com

ہیں، جنازہ وہی پڑھائیں گے۔ دیکھا تو ننگے چٹیل کھیتوں میں جن پر سے گندم کی فصل کٹ چکی تھی، حضرت صاحب کشاں کشاں تشریف لے آرہے تھے۔ صفوں میں کھڑے ہوئے سب لوگ حیران تھے کہ حضرت صاحب گجرات سے سومیل کا سفر طے کر کے عین بروقت کیسے پہنچ گئے کیونکہ انہیں تو اطلاع ہی نہیں کی گئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت صاحب تشریف لے آئے اور آتے ہی مصلے پر کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھائی، دعا کی اور پھر تدفین اور فاتحہ تک ٹھہرے۔ بعد میں لوگوں نے پوچھا تو فرمایا:

> صبح سے ہی بے چینی تھی۔ سکول گئے کچھ کام کیا پھر باقی دن کی چھٹی لی، سیدھے سٹیشن پر آئے، گجرات سے امرتسر آئے اور امرتسر سے مجیٹھے گھر نہیں پہنچے تھے راستے ہی میں خبر ملی۔ یہ حسن بی بی کا ہم پر حق تھا۔

سننے والے اس پر حیران ہو رہے تھے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ میری والدہ کے فوت ہونے سے پہلے ہی گجرات سے روانہ ہو چکے تھے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات کے ساتھ اس تعلق کی پرورش اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کئی طرح سے ہوتی رہی جب گجرات میں سکول تعطیلات کے لیے بند ہوتا، جولائی اگست کے مہینوں میں، دسمبر میں یا پھر مارچ اپریل میں تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجیٹھہ تشریف لاتے۔ جامع مسجد بھولے شاہ میں گاہے گاہے اور مسجد بافندگان میں اکثر وعظ اور خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے۔

Marfat.com

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ کی پاک مجلسوں کا اہتمام ہماری گلی میں اکثر خلیفہ ابراہیم صاحب کراتے تھے۔ایک منزلہ مکانوں کی ملحقہ دو تین چھتوں پر دریاں بچھ جاتیں، گیس کے لیمپ کی روشنی ہر طرف پھیل جاتی، لوبان سلگایا جاتا اور گلاب چھڑکا جاتا۔ مشتاق اور عقیدت مند جمع ہو جاتے خواتین پردے کے پیچھے بیٹھتیں۔عشاء کے بعد حضرت صاحب تشریف لاتے اور وعظ فرماتے۔ یہ بابرکت محفلیں اکثر عید میلاد النبی ﷺ اور شب معراج و شب برات ایسی تقریبوں پر منعقد ہوتیں اور آدھی رات کے قریب تک جاری رہتیں اور ہمیشہ قیام و سلام کے ساتھ ختم ہوتیں۔شیرینی بھی تقسیم ہوتی، عجیب انوار کی بارش ہوتی تھی اور خوب قلوب فیض سے سیراب ہوتے تھے۔گورونانک پبلک ہائی سکول مجیٹھہ سے میٹرک کر کے ایم اے او کالج امرتسر میں داخل ہوا تو بھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کے مواقع بدستور حاصل ہوتے رہے کیونکہ میں ہر روز صبح بائیسکل سے امرتسر جاتا تھا اور دوپہر کے بعد واپس مجیٹھہ آجاتا تھا۔بی اے تک یہی صورت رہی۔ کلام اقبال سے مجھے سکول کے زمانے سے شغف تھا جو کالج کے ایام میں اور بھی بڑھا۔حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر عصر کی نماز مسجد بھولے شاہ میں پڑھتے اور پھر سیر کو تشریف لیجاتے۔میں حاضر ہوتا تو کمال شفقت سے ساتھ چلنے کو فرماتے۔گاہے گاہے میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کی تشریح کے لیے گزارش کرتا تو بعض مطالب مسجد میں ہی بیٹھے بیٹھے اور بعض سیر کے دوران چلتے چلتے بیان فرماتے تھے۔ مجھے یاد ہے رموز بیخودی کے

Marfat.com

''خلاصہ مطالب مثنوی در تفسیر سورۃ اخلاص'' کے پہلے تین شعروں کی تشریح فرمائی تھی:

من شبے صدیقؓ را دیدم بخواب — گل ز خاک راہ او چیدم بخواب
آن امن الناس (۱) بر مولائے ما — آن کلیم اوّل سینائے ما
ہمت او کشت ملّت را چو ابر — ثانی (۲) اسلام و غار و بدر و قبر

فرمایا معلوم ہے آغاز سیدنا صدیق اکبرؓ کے ذکر سے کیوں ہوا ہے۔ پھر خود ہی ارشاد فرمایا: اس لیے کہ اسم صدیق عنوان ہے اخلاص کا۔ تیسرے شعر میں لفظ ہمت (او) کی مناسبت پر دیر تک گفتگو فرمائی۔ اس بیان میں ان کی ہمت ماضی اور حال پر ہی نہیں استقبال پر بھی محیط ہے اور خیر و احسان کے عمل کی روز افزوں قوت ہے جو کوئی کشت ملّت کی سرسبزی و شادابی کے لیے خلوص اور ایثار سے محنت اٹھائے گا روح پاک صدیق رضی اللہ عنہ' ابر رحمت کی طرح اسے دولت سے نوازے گی اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کی سعی مشکور ہوگی (۳)۔

غالباً علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے میرے شغف کے پیش نظر فرمایا کہ اقبال کو براہ راست مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے فیض حاصل تھا۔ کئی سال پہلے مجیٹھ میں ایک بار میں نے شیخ عطاء اللہ کی مرتبہ کتاب ''مکاتیب اقبال'' میں مولانا گرامی کے نام علامہ کا ایک خط دکھایا تو کتاب مجھ سے لے کے رکھ لی اور فرمایا: پھر لے جانا ہم اس میں سے کچھ عبارت نقل کریں گے۔ اس خط میں علامہ اقبال مولانا گرامی کے اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ انہیں خاک پنجاب جذب کرے گی یا خاک دکن اور اس کے آخری حصے تو بالکل نعتیہ

Marfat.com

ہو گئے ہیں۔ چونکہ حضرت صاحب نے اس خط کو بہ نظر تحسین دیکھا تھا لہٰذا پورا خط ہی ذیل میں درج ہے۔

لاہور، ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۸ء

جناب مولانا گرامی مدظلہ العالی

گرامی کو خاک پنجاب جذب کرے گی یا خاک دکن، اس سوال کے جواب کے لیے حسب الحکم مراقبہ کیا گیا جو انکشاف ہوا عرض کیا جاتا ہے۔ گرامی مسلم ہے اور مسلم تودۂ خاک نہیں کہ خاک اسے جذب کر سکے۔ یہ ایک قوت نورانیہ ہے جو جامع ہے جواہر موسویت اور ابراہمیت کی۔ آگ اسے چھو جائے تو بردوسلام بن جائے، پانی اس کی ہیبت سے خشک ہو جائے، آسمان وزمین میں یہ سما نہیں سکتی کہ یہ دونوں ہستیاں اس میں سمائی ہیں۔ پانی آگ جذب کر لیتا ہے، عدم بود کو کھا جاتا ہے، پستی بلندی میں سما جاتی ہے مگر جو قوت جامع اضداد ہو کر محلل تمام تناقصات کی ہو اسے کون جذب کرے۔ مسلم کو موت نہیں چھو سکتی۔ اس کی قوت حیات وموت کو اپنے اندر جذب کر کے حیات وممات کا تناقض مٹا چکی ہے۔ شاید نضیر (۴) نام کا ایک شخص تھا پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت ایذا دیتا تھا۔ فتح (۵) مکہ کے بعد جب حضور ﷺ شہر میں داخل ہوئے تو ایک مجمع عام میں علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دو۔ کم بخت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس کی لاش خاک وخون میں تڑپ رہی تھی لیکن وہ ہستی جس کی آنکھوں میں دوشیزہ لڑکیوں

Marfat.com

سے بھی زیادہ حیا تھی، جس کا قلب تاثرات لطیفہ کا سرچشمہ تھا اس درد انگیز منظر سے مطلق متاثر نہ ہوئی۔ نضیر کی بیٹی (۶) نے باپ کے قتل کی خبر سنی تو نوحہ و فریاد کرتی اور باپ کی جدائی میں درد انگیز اشعار پڑھتی ہوئی دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اللہ اکبر! اشعار سنے تو حضور ﷺ اس قدر متاثر ہوئے کہ اس لڑکی کے ساتھ مل کر رونے لگے یہاں تک کہ جوش ہمدردی نے اس سب سے زیادہ ضبط کرنے والے کے سینے سے ایک آہِ سرد نکلوا کر چھوڑی۔ پھر نضیر کی تڑپتی ہوئی لاش کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ فعل محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اور اپنی روتی ہوئی آنکھ پر انگلی رکھ کر کہا یہ فعل محمد ﷺ بن عبداللہ کا ہے۔ پھر حکم دیا کہ نضیر کے بعد کوئی شخص مکہ میں قتل نہ کیا جائے۔

غرض کہ اسی طرح مسلم حنیف جذبات متناقض یعنی قہر و محبت اپنے قلب کی گرمی سے تحلیل کرتا ہے اور اس کا دائرہ اثر اخلاقی تناقضات تک ہی محدود نہیں بلکہ تمام طبعی تناقضات پر بھی حاوی ہے۔ پھر مسلم جو حامل ہے محدثیت کا اور وارث ہے موسویت کا اور ابراہیمیت کا کیونکر کسی شے میں جذب ہوسکتا ہے۔ البتہ اس زمان و مکان کی مقید دنیا کے مرکز میں ایک ریگستان (۷) ہے جو مسلم کو جذب کرسکتا ہے اور اس کی قوت ذوقی اور فطری نہیں بلکہ مستعار ہے ایک کف پا (۸) سے جس نے اس ریگستان کے چمکتے ہوئے ذروں کو کبھی پامال کیا تھا۔

محمد اقبال، لاہور (۹)

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں غیر مسلم بھی شامل تھے اور چند ایک تو لگتا تھا کہ بطور خاص توجہ کے ملتجی بھی رہتے تھے تاہم جب ہندو مسلم تعلقات کشیدہ

Marfat.com

ہونے شروع ہوئے تو خلاف اسلام طاقتیں برصغیر میں فسادات برپا کرنے لگیں اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود طبیعت میں رنگ جمالیت غالب ہونے کے مجدّدی شان کے ساتھ مسجد بھولے شاہ میں خطبہ جمعہ کے دوران لوگوں کو خطرات سے آگاہ فرمانا شروع کیا اور اپنی مدافعت کے لیے تنظیم کی ہدایت فرمائی۔ میں اس زمانے میں اسلامیہ کالج لاہور میں انگریزی کا لیکچرار ہو چکا تھا۔ قیام پاکستان کے دن یعنی ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارے خاندان کے انیس افراد بزرگ، خواتین، بچے مجیٹھہ میں شہید کر دیئے گئے اور بعد میں والد لاہور پہنچ کر ۲۶ دسمبر کو انتقال کر گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

ہر طرف کہرام بپا تھا اور اس طرح کے ہزاروں سانحے اللہ کی مخلوق پر ہر روز گزر رہے تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور آئے تو اکبری دروازہ کے باہر اکھاڑہ بوٹا مل میں، جہاں میں رہتا تھا تشریف لائے مرحومین کے لیے فاتحہ کہی اور انتہائی شفقت سے میری دلجوئی اور غمگساری فرمائی۔ میرے سب بزرگوں کے بارے میں بڑی اچھی باتیں فرمائیں اور والد صاحب کے متعلق ارشاد فرمایا:

لوگوں کو کیا خبر مگر جاننے والے جانتے تھے کہ مولوی صاحب مرحوم قطب تھے۔

اکھاڑہ بوٹا مل ایک طرح سے بڑا خاص محلّہ تھا کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ان معتقدین کا مرکز تھا جو اسے نبی تو نہیں مجدّد مانتے تھے۔ اس فرقے کے اعتقادات اور

Marfat.com

مشاغل سے مجھے قدرے آگاہی تھی اور بعض اوقات اس کے بعض ارکان سے بحث بھی رہتی تھی۔ ۱۹۴۷ء میں جب چند رفقاء کے ساتھ اسلامیہ کالج لاہور سے مستعفی ہونا پڑا تو تعلیم الاسلام کالج لاہور میں مجھے لیکچرار کی اسامی مل گئی۔ یہ کالج قادیانی جماعت کا تھا اور سول لائنز میں ڈی اے وی کالج کی عمارت میں قائم ہوا تھا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بزرگوں کی تربیت کے طفیل، میں اس جماعت کے ادارے میں کام کرنے سے خائف نہ تھا پھر بھی سوچا معاملہ ایمان واعتقاد کا ہے، احتیاط لازم ہے یعنی اس کالج میں کام کروں تو مرد کامل کی پشت پناہی کے بغیر نہ کروں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ خاص توجہ فرماتے تھے۔ لاہور تشریف لاتے، کبھی خود قدم رنجہ فرماتے کبھی اطلاع کراتے اور میں حاضر خدمت ہو جاتا۔ میرے تعلیم الاسلام کالج میں ملازمت کر لینے کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے اور یاد فرمایا تو میں حاضر ہوا۔ بھائی عزیز دین صاحب کے دفتر واقع میکلوڈ روڈ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: "حضور قادیانیوں کے کالج میں پڑھانے لگ گیا ہوں یوں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہربانیاں پہلے بھی کم نہیں مگر اب زیادہ ضرورت حفاظت کی ہے بیعت فرمالیجیے۔ مسکرا کر فرمایا: کوئی بات نہیں خیر ہے۔ اور پھر شیرینی منگوائی اور بیعت فرمایا۔ دو سال تعلیم الاسلام کالج میں رہا مگر اللہ کے کرم سے کبھی کسی کو غلط فہمی نہ ہونے دی۔ کیا کالج کے اندر کیا باہر واشگاف طور پر بتایا کہ بس انگریزی پڑھاتا ہوں میرا قادیانی جماعت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس جماعت

Marfat.com

کے بعض جوشیلے اساتذہ نے معاونت کا اظہار بھی کیا اور بعض شیریں زبان رفقاء نے التفات کی کئی صورتیں بھی پیش کیں مگر الحمد اللہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اپنے آئینہ یقین و اعتقاد پر کوئی گرد نہ بیٹھ سکی، مخالفت کی نہ ملاطفت کی۔"

چھ سات پروفیسر دوست تعلیم الاسلام کالج سٹاف کے میرے مکان پر آئے۔ میں نے مناسب تواضع اور خاطر داری کی اور آنے کا شکریہ ادا کیا۔ بولے: ہم آپ کو دعوت دینے آئے ہیں جماعت میں داخل ہونے کی۔ میں نے کہا:

"اللہ کا کرم ہے حضور نبی اکرم ﷺ کے دین پر پیدا ہوا اور اللہ سے دعا ہے کہ اسی پر موت آئے! فرمایئے میرے اس حال میں کیا خرابی آپ کو نظر آتی ہے؟"

ایک صاحب نے کہا:

اصل میں حضرت مرزا صاحب احمدیہ کے بانی نے جن خطرات کی خبر دی ہے ان کے پیش نظر ضروری ہے کہ انسان اپنی اصلاح کی فکر کرے۔

پھر انہوں نے کہا:

حضرت مرزا صاحب نے بڑی واضح پیشگوئیاں کی ہیں مثلاً شہر لاہور کی بربادی کے بارے میں کہ یہ یوں مٹے گا جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔

Marfat.com

میں نے کہا:

نری پیشگوئی دعوت کے لیے ضعیف ترین سہارا ہے اور اس طرح کی پیشگوئیاں بالکل بے معنی ہیں کیونکہ ان کی صحت اور عدم صحت معلوم نہیں ہوسکتی۔ اس سے ہزار درجے بہتر پیشگوئیاں علامہ اقبال نے کی ہیں مثلاً انہوں نے ۱۹۳۰ء میں الہ آباد میں کہا کہ شمالی ہند کے مسلم اکثریت کے علاقوں میں ایک مملکت کا قیام کم از کم اس علاقے کے مسلمانوں کے لیے مقدر ہو چکا ہے (۱۰) اور ۱۹۴۷ء میں یہ پیشگوئی حرف بہ حرف ثابت ہوئی تو کیا میں علامہ اقبال کو نعوذ باللہ نبی مان لوں؟ ان جیسے ملت کے عظیم محسن ایک طرف رہے، پیشگوئی کرنے کے لیے تو اسلام کی بھی شرط نہیں۔ ایک برطانوی صحافی بیورلے نکلسن نے ۱۹۴۳ء میں اپنی کتاب Verdict of India میں لکھا ہے کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پاکستان ایک دن دھماکے ساتھ دنیا کے نقشے پر ظاہر ہو جائے گا (۱۱)۔

(This dream empire may one day come out of the clouds, and place itself on the world's map with a bang)

Marfat.com

اور ۱۴۔اگست ۱۹۴۷ء کو ٹھیک یہی ہوا تو کیا اس انگریز مصنف کا رسالت پر دعویٰ قائم ہو گیا۔

لاحول ولاقوۃ الاباللہ

اس طرح کئی سال بعد جب میں نے برطانیہ اور امریکہ میں قیام کے بعد اکھاڑہ بوٹامل کے پرانے محلے میں لاہوری جماعت کے نئے بنائے ہوسٹل میں کمرہ کرائے پر لیا تو چند روز بعد اسکے تین رکن میرے پاس آئے۔ کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے پھر ان کے سیکرٹری صاحب بولے: ہماری جماعت کے بارے میں تو آپ جانتے ہی ہوں گے؟ میں نے کہا: فرمایئے میں اس محلے میں ایک زمانہ رہ چکا ہوں اور میں قادیانی جماعت کے تعلیم الاسلام کالج لاہور میں بھی پڑھا چکا ہوں۔ کہنے لگے: لیکن ان کے اور ہمارے درمیان تو بڑا فرق ہے وہ مرزا صاحب کو مجدّد نہیں مانتے نبی مانتے ہیں اور ہم انہیں نبی نہیں مانتے مجدّد مانتے ہیں۔ میں نے کہا: مجھے معلوم ہے میں سمجھتا ہوں آدھا سچ آپ کہتے ہیں آدھا وہ۔ بولے: کیا مطلب؟ میں نے کہا: آپ یہ سچ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نبی نہ تھے، وہ یہ سچ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب مجدّد نہ تھے۔ اس کے بعد تینوں صاحب چند لمحے چپ چاپ بیٹھے رہے، پھر اٹھے اور چلے گئے۔ پھر دو ہفتے بعد مجھے نوٹس آ گیا کہ فوراً کمرہ خالی کر دو، جو میں نے چند ماہ بعد کر دیا۔

۱۹۵۰ء میں تعلیم الاسلام کالج لاہور سے ربوہ منتقل ہونے لگا تو میں نے استعفیٰ دے دیا۔ وجہ ظاہر تھی کہ لاہور میں معاملہ صرف انگریزی پڑھانے تک ہی تھا مگر ربوہ میں تو

Marfat.com

قادیانی جماعت کا اپنا ماحول تھا جس سے میرا کوئی تعلق نہ تھا۔ اسکے بعد میں نے دیال سنگھ کالج میں ملازمت کر لی اور ۱۹۵۶ء میں وہاں سے ایم اے او کالج لاہور چلا گیا۔ ۱۹۵۹ء میں ستمبر کے تیسرے ہفتے میں مجھے پی ایچ ڈی کے لیے ایڈنبرا یونیورسٹی میں حاضر ہونا تھا۔ اگست کے تیسرے ہفتے میں اجازت لینے کے لیے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یوں تو بہت عرصہ پہلے داخلے کی درخواست دیتے وقت بھی عرض کیا تھا اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خاصے توقف کے بعد فرمایا تھا ''اچھا جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو'' اب میں نے عرض کیا: اجازت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ بہت دیر سکوت کرنے کے بعد فرمایا: کتنے عرصے کا کورس ہے؟ میں نے عرض کیا: کم از کم دو سال لگیں گے۔ پھر کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: بڑی لمبی مدت ہے، اچھا اللہ خیر کرے۔ چلنے لگا تو فرمایا: کس تاریخ کو روانگی ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور تین ہفتے تک۔ فرمایا: ابھی تو بہت دن ہیں چاہے پھر آ جائیں۔ میں نے عرض کیا: بہت اچھا حضور۔ دو ہفتے کے بعد حاضر ہوا۔ رخصت کے وقت فرمایا: کس روز چلنا ہے؟ میں عرض کیا: حضور ایک ہفتے تک۔ فرمایا: وقت نکال کر چاہے ایک بار اور آ جائیں۔ میں نے عرض کیا: بہت اچھا حضور! انشاء اللہ حاضر خدمت ہوں گا۔ حاضر ہوا تو بہت وقت تخلیے میں عنایت فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں جہاں چاہیں بندے سے کام لے لیں۔ پھر بہت دیر خاموش رہے۔ حسب معمول دوزانو بیٹھا تھا، میرا دل بے اختیار بھر آیا۔ اپنی غفلت پر تاسف ہوا کہ حاضری کی نعمت سے بیش از

Marfat.com

بیش فائدہ نہ اٹھایا اور آنے والی طویل جدائی کے خیال سے طبیعت کو وحشت ہونے لگی، پھر جیسے جذبات کا بند ٹوٹ گیا، میں نے سر قدموں میں رکھ دیا۔

گریہ، ہچکیاں، سسکیاں اور اضطراب کی حالت میں لوٹتا رہا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ دست شفقت گاہے گاہے میرے سر پر پھیرتے تھے۔ جب میرے دم میں دم آیا تو کمال التفات سے اٹھایا اور اٹھ کے سینے سے لگایا اور بار بار ہاتھ اٹھا کے دعا فرمائی۔ پھر بڑے صاحبزادہ صاحب حضرت محمد یوسف صاحب دام ظلہ کو یاد فرمایا کہ ریلوے اسٹیشن کے تانگے میں بٹھا کے آئیں۔ رفیع منزل کے سامنے سڑک پر پہنچ کر میں نے صاحبزادہ صاحب سے عرض کیا کہ آرام فرمائیں مگر انہوں نے فرمایا: حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حکم تانگے میں بٹھا کے جانے کا ہے۔ خاصے فاصلے پر جا کر تانگہ ملا اور میں نے صاحبزادہ صاحب سے اجازت لی۔ ایڈنبرا یونیورسٹی میں تقریباً سوا دو سال کا عرصہ گزرا، انگریزی (۱۲) ناول پر تحقیقی کام تو کرنا ہی تھا دینی خدمت کے مواقع جب میسر آئے، اللہ کی دی ہوئی توفیق سے ان سے فائدہ اٹھانے کی پوری سعی کی۔ پاکستانی طلباء کی ایک انجمن ایڈنبرا یونیورسٹی میں برائے نام موجود تھی۔ ایک صالح نوجوان امیر انصاری صاحب نے اس میں روح پھونکنے کا بیڑہ اٹھایا تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ سب سے پہلے نماز جمعہ ادا کرنے کا انتظام کیا گیا۔ جلد ہی دوسرے ملکوں کے مسلمان طلباء بھی جمعہ کے اجتماع میں آنے لگے اور یوں ایک روح پرور فضا محبت اور دینی اخوت کی قائم ہوئی۔ یونیورسٹی کے سرکاری پادری

Marfat.com

صاحب گاہے گاہے طلباء اور طالبات کی نشستیں اپنے دفتر کے لاؤنج میں برپا کیا کرتے تھے۔ اسلام پر بحثوں کا ایک سلسلہ انہوں نے چلایا۔

ایسی ہی ایک نشست میں مشہور مستشرق پروفیسر منٹگمری واٹ کو پہلی بار دیکھا اور وہیں ان سے مڈبھیڑ بھی ہوگئی۔

میں نے پہلی ہی نشست میں دیکھ لیا کہ یونیورسٹی کے پادری صاحب دھیمے سروں میں اسلام کی تنقیص کر رہے ہیں اور عیسائیت کی فوقیت ثابت کر رہے ہیں۔ اس طرح عیسائیت کی امن پسندی کی دلیل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور ارشادات سے لا رہے ہیں اور اسلام کی جنگ پسندی کی دلیل تاریخی واقعات کے حوالے سے۔ میں نے بات کرنے کی اجازت چاہی اور کہا:

جناب پادری صاحب! آپ تو بہت آسان کام کر رہے ہیں۔ عیسائیت کو جانچ رہے ہیں آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول و فعل کی روشنی میں اور اسلام کو جانچ رہے ہیں عام مسلمانوں کے اعمال کے پیش نظر، یہ علمی دیانت کے خلاف ہے۔ جو گفتگو عدل اور انصاف کی بنیاد پر نہ ہو وہ بے کار ہوتی ہے۔ اگر عیسائیت کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اور انجیل کا سہارا لیتے ہیں تو اسلام کے محاسن کا اندازہ کرنے کے لیے حضور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کا سہارا لیں۔

Marfat.com

میرا یہ کہنا تھا کہ ادھر سے ایک جرمن طالبہ بول اٹھی:

''یہ بالکل صحیح ہے ایسی بے انصافی کی بحث کا کوئی فائدہ نہیں۔''

میں نے کہا:

''یہ آپ ہی کا نہیں پوری مغربی عیسائی دنیا کا وطیرہ ہے کہ وہ ہمارے دین کے خلاف ہمیشہ غلط بنیادوں پر پروپیگنڈا کرتی ہے۔ اس کا چھوٹا سا نمونہ شمالی افریقہ میں دیکھئے جہاں فرانس کی مسلح افواج اور الجزائر کے حریت پسندوں کے درمیان اتنے برسوں سے جنگ جاری ہے۔ یورپ اور امریکہ کے تمام ذرائع ابلاغ عامہ اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن فریقین کا ذکر کرتے ہیں تو یورپی اور مسلم کہہ کے۔ یہ کس قدر غلط ہے کیونکہ یورپی علاقائی تفریق ہے اور مسلم مذہبی امتیاز ہے۔ یہ جس طرح علمی طور پر صحیح نہیں، اسی طرح واقعتاً بھی صحیح نہیں کیونکہ یورپی آبادی عیسائی نہیں، اس لیے یا دونوں کو علاقائی نام دیں اور کہیں افریقی یا فرانسیسی اور الجزائری یا پھر دونوں کو مذہبی نام دیں اور کہیں عیسائی اور مسلم۔ مگر یہ جو آپ فرانسیسیوں کو یورپی کہہ رہے ہیں اور الجزائر کو مسلم تو یہ سارے یورپ میں صلیبی جنگوں کے پیدا کردہ اس خلافِ اسلام جذبے کو جو صدیوں سے آپ کے اجتماعی شعور میں رچا پڑا ہے

Marfat.com

الجزائر کے مسلمان مجاہدوں کے مقابلے میں اور فرانس کے حق میں بھڑکانے کے لیے ہے۔''

میں اس مجلس میں اکیلا مسلمان تھا مگر میرے ان الفاظ کے ساتھ ہی پادری صاحب نے چند رسمی جملے شکریے کے کہے اور نشست برخاست ہوگئی۔

ایسی ہی ایک محفل میں پروفیسر واٹ کو اسلام پر لیکچر دینا تھا۔ وہ ایک ممتاز مستشرق بھی ہیں اور حضور رسول اکرم ﷺ کے سیرت نگار (۱۳) بھی۔ یونیورسٹی کے پادری صاحب نے تعارفی کلمات میں کہا: پروفیسر واٹ برطانیہ اسلام اینگلیگن چرچ کے سب سے بڑے صاحب الرائے ہیں۔ پروفیسر موصوف نے اپنے لیکچر میں آنحضرت ﷺ کی شادیوں اور اسلام کے بزور شمشیر پھیلنے کا بالخصوص ذکر کیا یعنی وہی باتیں کہیں جو عام طور پر یورپ اور امریکہ کے لوگ اسلام کے بارے میں تضحیک کے انداز میں کہتے سنتے ہیں۔ لیکچر ختم ہوا اور تالیاں پٹیں، پھر غیر مسلم ''گورے'' طلباء اور طالبات نے تفریح کے سے ماحول میں سوالات کیے اور پروفیسر واٹ نے اسی طرح جوابات دیئے۔ ہم چار پانچ مسلمان طالب علم بیٹھے تلملاتے رہے تھے۔ جب میں نے دیکھا کہ مجلس برخاست ہونے والی ہے تو سوال کرنے لیے اٹھا اور کہا:

مجھے اس نشست سے سخت مایوسی ہوئی ہے۔ پروفیسر واٹ ایسے عالم نے وہی صدیوں پرانی گھسی پٹی باتیں کی ہیں اور یونیورسٹی کے طلباء اور

Marfat.com

طالبات نے غیر سنجیدہ سوالات پوچھے ہیں۔ عام طور سے مغربی عیسائی دنیا میں پیغمبرِ اسلام اور پیرو اسلام کی یہی تصویر ہے کہ ایک غضبناک انسان شمشیرِ برہنہ ہاتھ میں لیے گھوڑے پر سوار ہے، اس کے پیچھے اس کے حرم کا سلسلہ محملوں میں اٹھائے اونٹوں کی قطار ہے۔ افسوس ہے کہ پروفیسر واٹ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ تصویر افسانوی تصویر ہے علمی، تاریخی اور واقعاتی تصویر نہیں، یہی تصویر پیش کر رہے ہیں۔ اسلام کی بات کرنی ہے تو توحید اور رسالت کی بات کیجیے، بیویوں کی تعداد اور تلوار کے استعمال کی بات نہ کیجیے۔ آپ یہ بتایئے کہ جب کوئی شخص حلقۂ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ پروفیسر واٹ نے جواب دیا: کلمہ شہادت پڑھتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کہا: نماز کی اذان جس میں کلمہ شہادت کے الفاظ شامل ہیں، نومولود کے کانوں میں پھونکی جاتی ہے۔ چنانچہ پیغمبر اسلام ﷺ کے وقت سے آج تک اسلام میں پیدا ہونے اور اسلام میں داخل ہونے کے لیے شہادت میں شریک ہونا لازم ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے ہیں اور رسول ہیں۔ آپ بتایئے کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

کے وقت میں عیسائیت میں داخل ہونے والے کس بات کا اقرار کرتے تھے؟ پروفیسر صاحب پریشان ہوگئے اور دو لمحے توقف کے بعد یونیورسٹی کے پادری بولے: میں تو نہیں جانتا، آپ کو شائد معلوم ہو تو وہ بولے: مجھے بھی معلوم نہیں۔ میں نے کہا: کچھ بھی ہو اس اقرار میں ان کے ابن اللہ ہونے اور صلیب پر جان دینے کا ذکر نہیں ہوسکتا جو پچھلے ڈیڑھ ہزار سال سے عیسائیت کے لازمی عقیدے چلے آرہے ہیں کیونکہ انجیل کے قدیم ترین نسخے جو موجود ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے تین سو سال بعد کے ہیں اور یونانی زبان میں ہیں جو ہرگز ہرگز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہم عصر یہودیوں کی زبان نہیں تھی، اس لیے ان کے خدا کا بیٹا ہونے کا عقیدہ یونانی اساطیر سے ماخوذ ہے جن میں دیوتاؤں اور انسانوں کے مابین اختلاط اور ازواج کے رشتے عام ہیں۔ قرآن نے انجیل کی مشرکانہ اور باطل تحریف کی طرف صریح اشارے کیے ہیں۔

اب میں بیویوں اور تلوار کی بات کروں گا۔ اگر آپ تعددِ ازواج کے مسئلے کو اس نقطۂ نظر سے دیکھیں تو پھر صرف اسلام کو زیر بحث نہ لائیں۔ تورات میں جو آپ کی انجیل میں عہد نامہ عتیق کے نام سے شامل ہے پیغمبروں کا عمل تعدد ازواج پر ہے، یہ صحیح ہے یا غلط؟ بولے:

Marfat.com

صحیح ہے۔ میں نے کہا: اور انجیل کے عہد نامہ جدید میں حضرت عیسیٰ کا عمل تجرد پر ہے، یہ صحیح ہے یا غلط؟ میں نے کہا اگر مذہبی اعتبار سے ازدواجی زندگی کے لیے معیار وضع کرنا ہے تو آپ کا ایک مرد کے لیے بیک وقت صرف ایک بیوی رکھنا کہیں ثابت نہیں۔ اس پر پروفیسر واٹ بولے: آپ ٹھیک کہتے ہیں، قدیم عیسائی ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے اور تاریخ میں ہے کہ مشہور عیسائی شہنشاہ شارلیمان کی تین باقاعدہ منکوحہ بیویاں تھیں اور عہد نامہ جدید میں ایک ہدایت ہے کہ بڑے پادری کو ایک سے زیادہ شادی نہیں کرنی چاہیے جس سے قدیم عیسائیوں میں تعددِ ازواج ہونا صاف ثابت ہے۔ میں نے کہا: بہت خوب! پھر آپ تعدّدِ ازواج کو صرف اسلام کے ساتھ کیوں مختص کرتے ہیں اور قرآن تو مرد کو چار بیویاں کرنے کی اجازت عدل کی سخت شرط عائد کر کے دیتا ہے ورنہ ایک پر ہی اکتفا کرنے کی ہدایت کرتا ہے اور اس اجازت کے فائدے یہاں آپ کے مغربی معاشرے کی حالت دیکھ کر زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ یورپی معاشرہ بالخصوص دوسری جنگ عظیم کے بعد زیر و زبر ہو کے رہ گیا ہے اور خاندان بہ حیثیت معاشرے کی اکائی کے برقرار نہیں رہ سکا۔ اس کا سبب ایک تو یہاں کی

Marfat.com

جنسی زندگی کے ڈھیلے رواج ہیں، دوسرے تعدد ازواج کی ممانعت۔ چنانچہ یہیں برطانیہ میں اخبارات آئے دن ناجائز بچوں کی بڑھتی ہوئی شرح کا رونا روتے رہتے ہیں جو بعض علاقوں میں ۱۵ فی صد سے بھی زیادہ ہیں۔ جنگ کے دوران لاکھوں مرد مارے گئے، بہت سی شادی کے قابل عورتوں کو شوہر نہیں ملے کیونکہ آپ کا بنایا ہوا ایک میاں ایک بیوی کا اٹل قانون ان کی راہ میں حائل تھا۔ فطرت کے تقاضے تو نہیں رکتے، ناجائز بچوں کی یہ بھرمار کیوں نہ ہو؟ ان میں سے اکثر کو ان کی بدنصیب غیر شادی شدہ مائیں سرکاری بچہ گھروں میں چھوڑ جاتی ہیں۔ اس پر پروفیسر واٹ نے فرمایا: اور وہاں حکومت نے بچوں کی پرورش کے بڑے اچھے انتظامات کر رکھے ہیں۔ میں نے کہا کہ پروفیسر واٹ ٹھیک ہے انتظامات بڑے اچھے ہوں گے لیکن خدا کے لیے یہ بتایئے جب یہ بچے بڑے ہو کر سڑکوں پر نکلتے ہیں، سکولوں میں پڑھتے ہیں، دوسرے بچوں سے ملتے ہیں جن کے والدین ہیں، جن کے گھر ہیں تو یہ خود کو ان سے مختلف نہیں سمجھتے؟ ان کو اپنے ماں باپ کی ٹوہ نہیں ہوتی، ان کے دل گھروں کو نہیں ترستے؟ یہ مظلوم مخلوق کس طرح معاشرے کا امن پسند حصہ بنے اور کیوں بنے؟ اسلام ایک مکمل

Marfat.com

دین ہے، اس نے معاشرتی زندگی اور جنگ ہر صورت حال کے لیے صحت وعدل قائم کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

اب رہی تلوار کی بات تو پیغمبر اسلام کی بعثت کے بعد اور جنگ بدر سے پہلے چودہ سال کی مدت آپ کیوں بھول جاتے ہیں؟ مکہ سے ہجرت کیوں ہوئی اور مدینہ میں قیام کیوں فرمایا؟ آنحضرت ﷺ نے کون سی تلوار چلا کر ان مرد و زن کو مسلمان بنایا جو کفار اور مشرکین کے مظالم سے تنگ آکر اپنا سب کچھ چھوڑ کر حبشہ اور مدینہ چلے گئے؟ اور انہوں نے کون سی تلوار چلا کر مدینہ کے ان لوگوں کو مسلمان بنایا جنہوں نے انہیں اور مکہ کے مسلمانوں کو مدینہ آجانے کی دعوت دی اور اپنے گھر بار اور کام کاج ان کی خدمت میں حاضر کر دیئے؟ اور عہد نبوی ﷺ کے بعد کی بات کر لیجیے۔ کن مسلمان جرنیلوں کی تلواروں نے ملائیشیا اور انڈونیشیا کے کروڑوں انسانوں کے سر مکہ کے رخ پر جھکا دیئے؟ آپ یہ بتائیے جب آپ اپنے اعتقاد اور ایمان کی خاطر اپنے گھر چھوڑ کر نکل جائیں اور آپ کے دشمن آپ کو پھر بھی چین سے نہ بیٹھنے دیں اور چڑھ آئیں تو آپ کا فرض کیا ہوگا؟ فرد کے لئے ممکن ہے کہ کوئی اس کے ایک گال پر تھپڑ مارے تو وہ دوسرا اس کے سامنے کر

Marfat.com

دے مگر جماعت کے لئے یہ ممکن نہیں۔ آپ کا یہ ملک عیسائی ملک ہے آپ جرمنی کے خلاف کیوں لڑے؟ جب ہٹلر نے لندن پر بم گرائے آپ نے اس سے کیوں نہ کہا ''شکریہ! مانچسٹر بھی حاضر ہے شوق فرمایئے''۔ نہیں آپ نے برسوں اس کے ساتھ جنگ کی اور اس کی بیخ و بن اڑا دی اور ساری دنیا کو اس جنگ میں یہ کہہ کے مبتلا کیے رکھا کہ رزم حق و باطل ہے۔

پروفیسر واٹ چپ رہے اور پادری صاحب نے جلسہ برخاست کر دیا۔ گورے لڑکے لڑکیاں بجھے بجھے نشستوں سے اٹھنے لگے اور پاکستانی ٹولی بھی کمرے سے باہر آ گئی جس کو کیمسٹری کے پی ایچ ڈی کے طالبعلم صلاح الدین اکٹھا کر لائے تھے۔ انہوں نے ہی مجھے اس جلسے کے ہونے کی خبر دی تھی اور اس میں شامل ہونے کی تاکید کی تھی۔ صلاح الدین بڑے خوش تھے، زینہ اترتے ہوئے انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ میں نے نیچے آ کر ان سے کہا: عجیب قصہ ہوا ایک بات بھی میرے ذہن میں نہ تھی، اللہ کا کرم ہو گیا جو دو ایک نکتے سوجھ گئے۔

اسی طرح کے اور چند موقعے بھی میسر آئے۔ ایڈنبرا کے جارج ہال میں ہر سال ایک تقریب برپا ہوتی ہے جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے اپنا اپنا مذہب حاضرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مجھے اس میں شرکت کی دعوت ملی تو مختصر وقت میں، میں نے

Marfat.com

کچھ باتیں کہیں اور نظریات توحید و تثلیث کا مقابلہ کیا اور تثلیث کے ابطال میں کہا کہ توحید انسان کے ذہن کو صاف اور روح کو متحد رکھتی ہے اور تثلیث ذہن کو الجھاتی اور ارواح کو انتشار میں مبتلا کر دیتی ہے۔ عیسائیت کے نمائندہ پادری صاحب میرے قریب ہی سٹیج پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے اپنی گفتگو یہ کہہ کر شروع کی کہ میں اسلام کے نمائندے سے متفق ہوں، تثلیث کا نظریہ میری سمجھ میں بھی نہیں آتا۔ میں اپنی جگہ حیرت زدہ تھا اور سامعین جن میں بہت بھاری اکثریت عیسائیوں کی تھی اپنی جگہ دم بخود رہ گئے۔ میرے دل میں پادری صاحب کی دیانت کے لئے بیحد احترام پیدا ہوا۔ میں نے اسی ضمن میں اکثر یہ نکتہ بھی پیش کیا کہ آپ کہتے ہیں عیسائیت کی روح محبت ہے اسلام بھی محبت کو بڑا درجہ دیتا ہے مگر انسانی معاشرے کی بنیاد عدل پر رکھتا ہے کیونکہ محبت انسان دوسروں پر دعویٰ رکھ کر نہیں کر سکتا اور انصاف دعویٰ رکھ کے حاصل کر سکتا ہے۔

یورپ اور امریکہ کے غیر مسلم معاشرے میں خورد و نوش کا مسئلہ بھی ہمارے لئے اہم ہے بالخصوص سؤر کے گوشت کا۔ مغربی لوگوں کو اس بات سے بڑی چڑ ہے کہ جس چیز کو وہ رغبت سے کھاتے ہیں اس سے مسلمان دینی نکتہ نظر سے نفرت آمیز پرہیز کرتے ہیں اور وہ کھلم کھلا پوچھتے ہیں کہ تم لوگ سؤر کیوں نہیں کھاتے؟ ایک بار ہم مختلف ملکوں کے چالیس سے زیادہ طلباء اور طالبات خصوصی بس سے انگلستان کے جھیلوں والے علاقے کی سیر کر رہے تھے۔ ایک جرمن لڑکے نے یہی سوال کیا تو میرے علی گڑھ کے دوست جعفر زکی

Marfat.com

صاحب نے انہیں سمجھانا شروع کیا:

یہ بہت غلیظ جانور ہے۔اس کی جنسی زندگی بھی بڑی بے حیائی اور بے غیرتی کی ہے اور چونکہ انسان جو کچھ اپنے خون میں داخل کرتا ہے وہ اس کے قویٰ اور کردار کو متاثر کرتا ہے اس لئے ایسے بے حیا اور بے غیرت جانور کا گوشت انسان کو نہیں کھانا چاہئے۔مزید یہ کہ ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ سؤر کا گوشت کھانے سے بعض خطرناک جلدی بیماریاں بھی لگ جاتی ہیں۔

الغرض ذکی صاحب نے نہایت اچھے انداز میں اس جرمن طالب علم کو قائل کرنے کی کوشش کی مگر وہ بحث کو برابر طول دیئے جا رہا تھا۔میں یہ سب کچھ سن رہا تھا میں نے کہا: کچھ مجھے بھی کہنے کی اجازت ہے؟ وہ بولا: ہاں ضرور کہو۔ میں نے کہا: تم عیسائی ہو، تم شوق سے وہ چیزیں کھاؤ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں کھاتے تھے مگر ہم مسلمان ہرگز وہ چیز نہیں کھائیں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں کھاتے تھے۔اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور بولا: کیا مطلب ہے تمہارا؟ میں نے کہا: یہ تو جانتے ہو کہ یہودی سؤر کا گوشت نہیں کھاتے؟ کہنے لگا: ہاں۔ میں نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودی ماں کے گھر پیدا ہوئے تھے، یہودی برادری کے فرد تھے۔ قیاس یہی کہتا ہے کہ انہوں نے کبھی سؤر کا گوشت نہیں کھایا ہوگا۔تم ان کی پیروی نہ کرو اپنی مرضی کرو اور سؤر کھاتے رہو مگر ہم ہرگز نہیں کھائیں گے۔ یہ

Marfat.com

سن کر وہ چپ ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد بس رکی تو اٹھا اور ایک اور نشست پر جا بیٹھا۔ ذکی صاحب بولے: بھائی! تم نے خوب دلیل دی، یہ تو بڑا مسکت جواب ہے۔ میں نے کہا: ذکی صاحب! آپ اس سے عالمانہ باتیں کر رہے تھے، میں گنوار آدمی ہوں بس یونہی ہانک دی اور اللہ نے دشمن کو کاٹ دیا۔

مغرب کی پوری زندگی اسلام دشمنی میں رچی ہوئی ہے۔ جن گھروں میں مسلمان طالب علم رہتے ہیں وہاں بھی ان کے لئے مشکلات پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ ایڈنبرا میں میری مالکہ مکان نے ایک بار حضور اکرم ﷺ کا نام پاک گستاخی کے ساتھ لیا۔ رات کے کھانے کے بعد کا وقت تھا اور سب لوگ اپنے اپنے کمروں کو جا رہے تھے۔ میں رات بھر بے حد اذیت میں رہا۔ صبح معمول کے مطابق آٹھ دس لوگ کھانے کی میز پر موجود تھے۔ میں رنجیدہ تھا۔ کسی سے بات کئے بغیر ناشتہ کر کے چلا آیا۔ بھارتی لڑکا راجندر جو وہیں رہتا تھا میرے کمرے میں آیا اور کہنے لگا: بھئی نیچے سارے انگریز کہہ رہے ہیں تم شاید ناراض ہو؟ میں نے کہا: بہت !! بولا: کیا ہوا؟ میں نے کہا: رات مسز لاسن نے ہمارے حضور رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ مکان بدلنے میں وقت ضائع ہوتا ہے مگر میں کسی اور جگہ جا رہوں گا۔ میں اتنا متحمل مزاج ہوں کہ کوئی میرے منہ پر تھوک دے تو بھی چپ رہوں گا لیکن حضور ﷺ کے بارے میں ایک نا ملائم لفظ بھی نہیں سن سکتا۔ راجندر بولا: تم اس کے عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہہ لو۔ میں نے کہا: لاحول ولا قوۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو میرے بھی ہیں، انہیں برا کہوں تو اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اس نے ہنس کر کہا

Marfat.com

کہ پھر تو تم واقعی بڑی مشکل میں ہو اور چلا گیا۔ اُس نے جا کے مسز لاسن سے کہا اور وہ میرے پاس آئی اور معافی مانگنے لگی۔ میں نے کہا:

> تم لوگ بڑے شائستہ بنتے ہو لیکن ہمارے پیغمبر ﷺ کے بارے میں بڑے بے ادب ہو، انکی سیرت اور شخصیت اور انسانی تاریخ میں ان کی بے مثال عظمت کو جانے بغیر ان کے خلاف زبان کھولتے ہو، یہ کہاں کی دیانت ہے اور انصاف ہے؟ بتاؤ تم کیا جانتی ہو ان کے بارے میں؟

وہ بڑی پشیمان ہوئی اور بولی: ہاں واقعی یہ غلط بات ہے لیکن تم ہمیں بتاؤ۔ میں نے کہا: بات کرلو اپنے لوگوں سے اور کسی رات کے کھانے کے بعد مجھے کچھ کہنے کا وقت دو۔ چنانچہ یہ طے ہو گیا اور میں نے آنحضرت ﷺ کی سیرت پاک پر کوئی گھنٹہ بھر گفتگو کی، پھر ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس کے بعد جب مجھے ایڈنبرا سے باہر ایک قصبے میں اسلام پر تقریر کرنے کی دعوت آئی تو مسٹر اور مسز لاسن دونوں مجھے اپنی گاڑی میں وہاں لے گئے، تقریر سنتے رہے اور مجھے واپس لے کے آئے۔ اس طرح کی نشستوں میں اسلام میں عورت کے مقام پر بالخصوص بحث ہوئی۔ یہ اعتراض مغرب میں عام ہے کہ اسلام میں عورت کا مقام مرد کے برابر نہیں۔ میں نے کہا:

> ایک اعتبار سے یہ صحیح ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور عام طور سے مرد کو عورت پر تفوق دیتا ہے کیونکہ فطرتاً عورت مرد کے مقابلے میں کمزور اور نازک مخلوق ہے اور اس کرۂ ارض پر زندگی گزارنے میں جو سختیاں اور

Marfat.com

تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں ان سے مرد کی طبعی قوت اور درشتی بہتر طور پر نمٹ سکتی ہے۔قرآن مرد کو عورت پر قــوام قرار دیتا ہے(۱۴) کیونکہ عورت تحفظ کی محتاج ہے اور مرد اس کی حفاظت کا اہل ہے اور اس طرح کا عام تفوق تو یورپ اور امریکہ کا معاشرہ بھی مرد کو عورت پر دیتا ہے۔یہ جو مغرب میں رواج ہے کہ ایک عورت شادی کرتی ہے تو وہ اپنے باپ کا خاندانی نام چھوڑ کر اپنے شوہر کا خاندانی نام اختیار کر لیتی ہے اسی بنیادی تفوق کی علامت ہے مگر اس عام تفوق سے ہٹ کر حقوق کی طرف آیئے تو اسلام عورت کو مرد کے برابر لا کھڑا کرتا ہے اور کہتا ہے ''دونوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں''۔میں نے امریکہ کی مشہور ژیل یونیورسٹی میں قانون کے اعلیٰ فاضل پروفیسر سے یہ منوایا کہ انسانی تاریخ میں باضابطہ اور قانونی طور پر سب سے پہلے اسلام نے عورت کو اپنے والدین اور شوہر کی جائیداد کا حصہ دار بنایا۔اسلام میں عورت کے لئے پردے کا حکم اس پر ناجائز سختی نہیں بلکہ خود عورت کی حفاظت کے لئے ایک احتیاط ہے کیونکہ پاکیزہ خاندانی زندگی اسلامی معاشرے کا سنگ نبیاد ہے۔عورت اپنی روزمرہ زندگی کے جائز تقاضوں کے پیش نظر جائز لباس میں رہ اور پھر سکتی ہے اور حیا سے آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم تو اسلام میں عورت اور مرد دونوں کے لئے ہے۔میں نے یہ بھی کہا کہ ایک بار میں نے یہاں ایک خاتون سے پوچھا کہ محترمہ معاف رکھئے گا،آپ یہ

Marfat.com

تو بتایئے آپ اپنی ٹانگیں ننگی کیوں رکھتی ہیں اس لئے کہ آپ کے معاشرے کا رواج ہے یا کوئی اور وجہ ہے؟ وہ بولیں: اس طرح میری خوبصورتی ظاہر ہوتی ہے۔ میں نے کہا: ظاہر ہوتی ہے یا ضائع ہوتی ہے؟ دیکھئے انسان کی جبلتیں اور جذبات ازل سے ایک ہیں۔ مرد نے عورت کو، عورت نے مرد کو ہمیشہ چاہا ہے ایک دوسرے کے لیے ہمیشہ کشش محسوس کی ہے۔ عورت میں حسن کا احساس نیا ہے نہ مرد میں حسن کی کشش نئی ہے، یہ ایک فطری اور طبعی حقیقت ہے جسے بر سر عام نشر کرنا بالکل غیر ضروری ہے۔ آپ کے اس ملک میں، اسی آب وہوا میں پچاس برس ادھر عورت کا لباس وہ نہیں تھا جو اب ہے۔ کیا آپ کی دادیاں پردادیاں اور ان سے پہلے کی عورتیں حسین نہ تھیں یا انہیں حسن کا احساس نہ تھا کہ وہ ٹخنوں سے بھی نیچے تک آنے والے، کلائیوں تک لمبی آستینوں والے اور بند گلے والے لباس پہنتی تھیں۔ معاف کیجئے حسن کی کشش نمائش میں نہیں حجاب میں ہے، برہنگی سے حسن نمایاں نہیں ہوتا ارزاں ہوتا ہے، قدر کھو دیتا ہے، ضائع ہوتا ہے۔ عریانی حسن کا اسراف ومکروہ عمل ہے جو حرام پر منتج ہوتا ہے کیونکہ غیر ذمہ دارانہ جنسی اختلاط حسن کے اسی اسراف یعنی عریانی کا منطقی نتیجہ ہے۔ اسلام میں غیر محرم مرد اور عورت کے درمیان اختلاط ممنوع ہے۔ مرد عورت کا شوہر بنے بغیر اسے بیوی بنائے بغیر اس کی طرف خواہش کا ہاتھ نہیں بڑھا سکتا۔ وہ

Marfat.com

پہلے اس کا کفیل اور اس کے ساتھ اختلاط کے نتیجے میں ہونے والے بچوں کا ذمہ دار بنے، پھر اس کے قریب جائے۔ اسلام میں مرد و عورت ایک دوسرے کا کھلونا نہیں بن سکتے۔ ان کے تعلقات کوئی تفریح یا کھیل نہیں ہیں بلکہ ان کی تسکین اور آسائش اور نسل انسانی کی بقا کا معاملہ ہے۔ لہٰذا اسلام میں مرد عورت کا محافظ اور قدر دان ہے اور مرد عورت بہ حیثیت میاں بیوی کے نسل انسانی کے ذمہ دار ہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ فطری تقاضوں کے پیش نظر عورت کو اس سے بہتر اور بلند مقام کوئی دوسرا انسانی معاشرہ ماضی میں دے سکا ہے نہ مستقبل میں دے سکے گا۔

جیسا کہ اُوپر عرض کیا ہے اپنے تحقیقی کام کے ساتھ ساتھ جب بھی کوئی موقع میسر آیا کسی دینی موضوع پر بات کرنے کا باوجود اپنی علمی بے بضاعتی کے کچھ نہ کچھ کہہ دیا۔ ستمبر ۱۹۶۱ء آ گیا تھا اور مجھے ایڈنبرا آئے دو سال ہو گئے تھے اور میرا کام مکمل ہو رہا تھا۔ بس چار مہینے اور لگنے باقی تھے۔ اس دوران میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ گاہے گاہے میرے عریضوں کے جواب میں ارشادات اور دعوات سے نوازتے رہے۔ جوں جوں واپسی کا وقت قریب آ رہا تھا میرا اشتیاق بڑھتا جا رہا تھا۔ انہی دنوں ایک صبح فجر کے بعد معمول کے مطابق تلاوت کے لیے بیٹھا تو سورۃ یونس کا رکوع تھا۔ میں نے رکوع ختم کیا، آخری آیت تھی۔

الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون
الذین آمنوا و کانو یتقون لھم البشرٰی فی الحیٰوۃ

Marfat.com

الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمت اللّٰہ ذلک الفوز العظیم۔

(یونس ۶۲،۶۳،۶۴)

ترجمہ: سن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔ یعنی وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گار رہے ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ خدا کی باتیں بدلتی نہیں ہیں، یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (فتح الحمید)

مصلیٰ اٹھایا، پھر ناشتے کے لیے نیچے گیا۔ میری چھوٹی ہمشیرہ کا خط رکھا تھا، وہ بھی حضرت صاحب سے بیعت تھیں۔ کمرے میں آ کے خط کھولا، حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے واصل حق ہونے کی اطلاع تھی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

کتنی دیر چپ بیٹھا رہا۔ مچیٹھہ، گجرات، لاہور سبھی مناظر اور اوقات آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ بچپن سے لے کر بیعت تک اور بیعت سے لے کر لندن روانگی تک، اب سمجھ میں آیا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیوں آخری دس بارہ دنوں میں تین بار حاضر ہونے کو فرمایا تھا۔ ان کی شفقت اور محبت مجھ پر زیادہ سے زیادہ نوازشات فرمانا چاہتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ میری آنکھیں ان کی حیات ظاہری میں پھر ان کا دیدار نہ کر سکیں گی۔ اس

Marfat.com

خیال کے آتے ہی آہ و بکا کا طوفان امڈ آیا اور میں کرسی سے اٹھ کر اوندھے منہ بستر پر جا پڑا اور غربت کی تنہائی میں غم کے انگاروں پر لوٹتے لوٹتے نڈھال ہو گیا۔ پھر اسی صبح تھوڑا عرصہ پہلے پڑھی ہوئی سورۃ یونس کی یہ آیتیں یاد آ گئیں اور میرے حواس پر چھا گئیں۔ معاً مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم سے میرے تڑپتے ہوئے دیدہ و دل پر اپنے کلام سے صبر کا پھاہا رکھ دیا تھا۔

میں نے اب تک جو کچھ عرض کیا ہے پڑھنے والے شاید اس کے متعلق یہ سمجھیں کہ ان قادیانیوں، لاہوریوں، انگریزوں اور امریکیوں کے ساتھ بحثوں کا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ سے کیا واسطہ لیکن دین سے میری جو سطحی سی واقفیت ہے، میں اس کے سہارے صاحب علم لوگوں سے بحث کرنے کی ہرگز جرأت نہ کرتا۔ یہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہی توجہ اور دعا سے ہوا کہ موقعہ آیا تو بغیر کسی تیاری یا صلاحیت کے دین حق کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہوا۔ دیس تھا یا پردیس، سامنے کوئی پادری تھا یا پروفیسر، مستشرق واٹ تھا یا مؤرخ ٹائن بی (۱۵) اپنی دھن میں سب سے پنجہ لڑا لیا اور اللہ کا شکر ہے ٹھیک وقت پر میری بات میں کاٹ آ گئی۔ مجھے یقین ہے اللہ نے مجھ پر یہ کرم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت کی شکل میں فرمایا مثلاً ایک موقعے پر ارشاد فرمایا کہ ایک بار ہم ریل کے ڈبے میں سوار ہوئے تو ایک انگریز پادری نے بڑے اخلاق سے ہمیں اپنے پاس جگہ دی۔ اس کے دوسری طرف سے

Marfat.com

اس کی میم بیٹھی تھی۔ ہم نے تھوڑی دیر بعد محسوس کیا کہ دائیں بائیں اور سامنے بیٹھے ہوئے اکثر مرد اس خاتون کی طرف بار بار دیکھتے تھے جس کا چہرہ ہی نہیں بازو اور ٹانگیں بھی ڈھکی ہوئی نہیں تھیں۔ ہم نے کہا: پادری صاحب! یہ جو اتنے لوگوں کی نظریں حرام ہو رہی ہیں اس کے لیے کون ذمہ دار ہے؟ وہ پریشان تو ہوئے مگر جواب میں کچھ نہ کہہ سکے۔ ہم نے کہا: اسی لیے ہمارے دین میں عورت کے لیے پردے کا حکم فرمایا ہے۔ اس پر پادری صاحب نے تسلیم کیا کہ اسلام فی الواقع پاکیزگی کا مذہب ہے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلام قلیل فرماتے مگر جو کچھ فرماتے ہر لحاظ سے قول فیصل ہوتا۔ سماع کے بارے میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا موقف معروف اور واضح ہے مگر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عمل میں یہ موقف انتہائی احتیاطی شان سے ظاہر ہوتا۔ ایک مجلس میں ایک صاحب وعظ سے پہلے نعت پڑھنے کے لیے اٹھے۔ اشعار پر تغزل کا رنگ غالب تھا اور ان کے پڑھنے کا انداز بھی راگ کے الاپ کا سا تھا۔ ان سے فرمایا: سیدھا سیدھا پڑھیے اور غزل نہ پڑھیے۔

ایک بار ایک صاحب نے عرض حال کیا کہ آنکھوں کی خارش سے بہت زچ ہوں۔ ارشاد فرمایا:

پیشاب کرتے وقت نیچے نہ دیکھا کریں جو بخارات اٹھتے ہیں وہ آنکھوں کے لیے مضر ہوتے ہیں۔

سینما پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

وہ اولاد جو سینما کے دیئے ہوئے جذباتی ہیجان اور اختلاط کا نتیجہ
ہو کیونکر صالح ہو سکتی ہے!

میں لاہور سے گجرات حاضر ہوتا تو اکثر استفسار فرماتے:
دربار حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوتے ہیں ناں......؟

ایک بار ارشاد فرمایا:
اولیاء اللہ کے فیض صحبت سے انکار، انکار ہے فیض صحبت رسول اللہ ﷺ سے!

ایک دفعہ مجلس میں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے بارے میں اظہار خیال کر رہے تھے کہ فرمایا!

حضرت اورنگ زیب کی شجاعت اور بہادری کی تعریف کرتے ہوئے
ڈاکٹر جادوناتھ سرکار نے لکھا ہے:

"It is miraculous that the Emperor at the age of ninety could in person command on horse-back his armies on the field of battle."

ترجمہ: یہ امر کرامت ہے کہ شہنشاہ نوے برس کی عمر میں بنفس نفیس میدان جنگ میں گھوڑے کی پشت پر سوار اپنی فوج کی قیادت کرتا تھا۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سراپا شفقت تھے۔ ارادت مندوں کے احوال ہی نہیں سنوارتے تھے ہر آنے والے پر نگاہ کرم فرماتے تھے، فیاضی کی کم ہی ایسی مثالیں اب نظر

Marfat.com

آئیں گی۔ ہر کسی کے کھانے پینے، خاطر تواضع، آرام و آسائش کا خیال بہ نفس نفیس فرماتے تھے، پریشان حال لوگوں کی ہر وقت اعانت فرماتے تھے۔ ایک بزرگ نے جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نہیں کسی اور بزرگ کے مرید تھے۔ ایک بار مجھ سے کہا: حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ جری مرد ہیں کیا کہنے۔ مجھے ان سے ایک زمانے سے ملاقات تھی، اب بھی حاضر ہوتا ہوں کثیر العیال اور تنگدست ہوں مگر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی سوال کی نوبت نہ آنے دی۔ جب بھی گیا با مراد لوٹا۔ ایک بار تو عجیب ہی بات ہوئی۔ قرض خواہوں نے بہت پریشان کیا، صبح شام ہر وقت تنگ کرتے اور کہتے آج ہی دو، ابھی دو۔ آخر میں ایک صبح گھر سے نکلا، گجرات تک کوئی تین گھنٹے کا ریل کا سفر ہے۔ حاضر ہوا تو اسی وقت اندر کہلا بھیجا فوراً کھانا بھیج دو۔ میں کھانا کھا چکا تو باقی لوگوں کو باہر بھیج دیا اور مجھے قریب آنے کا اشارہ دیا اور جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر میرے ہاتھ میں دی اور فرمایا: اجازت ہے ابھی واپس چلے جائیں۔ پھر قریب بلایا اور نوٹوں کی ایک اور گڈی مجھے دی اور دو تین بار بہ آواز چٹکی بجاتے ہوئے جیسے کہ عادت مبارک تھی فرمایا: گاڑی کا وقت ہے۔ میں بے حد حیران تھا کہ میری سنگین صورت حال کا سب علم تھا۔ تانگے میں بیٹھ کر میں نے نوٹ گنے پہلی گٹھی میں پانچ سو روپے تھے اور دوسری میں دو سو۔

ایک بار حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھارہ بوٹا مل لاہور میں تشریف لائے۔ چند لمحے بیٹھے، پھر فرمایا: نماز عصر پڑھنی ہے مسجد کو چلتے ہیں۔ مسجد کے کنوئیں پر ابراہیم ماشکی پانی بھر رہا تھا، حضرت صاحب کو استنجا کے لیے پانی کی ضرورت تھی۔ ابراہیم مشک بھر کے چلا ہی تھا کہ میں نے اسے روکا اور پھر جلدی سے سقاوے سے لوٹا لیا اور دوبارہ کھنگالا اور اس خیال

Marfat.com

سے کہ سقاوؤں کے لوٹے اکثر صاف نہیں ہوتے، تیسری بار کھنگالنے لگا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے پُردرد لہجے میں فرمایا: کیہہ کرریئے او، بھار چک کے کھلوتے نیں۔ میں لوٹا بھرنے لگا اور پشیمانی سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے احساس دلایا تھا کہ ان کی خدمت کے خیال میں ایک اللہ کے بندے کی تکلیف کو بھول رہا تھا۔ وہ منظر اور وہ وقت مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ جب بھی ابراہیم ماشکی مجھ سے ملتے ہیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ الفاظ مجھے یاد آجاتے ہیں۔ اگلے روز میں نے یہ واقعہ مکہ شریف میں اپنے ایک رفیق کار جناب اورنگ زیب خان صاحب کو سنایا جو یہاں سلسلہ نقشبندیہ کے مقبول عام بزرگ حضرت منظور حسین صاحب سے بیعت ہیں۔ خاں صاحب بول اٹھے: بھائی! یہ ولایت تو درجہ کمال کی ہے کیونکہ اسے نسبت نبوت حاصل ہے جس کا رخ ولی کی اپنی ذات کی طرف نہیں بلکہ اللہ کی مخلوق کی طرف ہو جاتا ہے (۱۶)۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ استقامت کا پہاڑ تھے۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے تین صاحبزادوں کا یکے بعد دیگرے انتقال جانکاہ صدموں کا سلسلہ تھا۔ چھوٹے صاحبزادہ صاحب کی وفات پر میں تعزیت کا خط لکھنے بیٹھا تو حیران تھا کہ ایسی ہستی کی خدمت میں کیا عرض کروں جو ہزاروں انسانوں کو برسوں سے درس ہدایت دے رہی ہے، یہی اعتذار پیش کرتے ہوئے ایک چھوٹا سا واقعہ لکھ دیا جو میرے اور والد مرحوم کے درمیان ہوا تھا۔

والد صاحب مجھ سے جو شفقت فرماتے تھے وہ شفقت پدری میں بھی درجہ خاص کی تھی۔ لاہور میں ایم اے میں پڑھتا تھا، مہینے میں دو بار مجیٹھہ جاتا تھا۔ والد صاحب

Marfat.com

کبھی لاری تانگے کے اڈے پر کبھی ریلوے اسٹیشن کے راستے میں ملتے اور محبت سے کبھی سر پر کبھی گردن اور کندھوں پر بار بار ہاتھ پھیرتے۔ ایک بار یوں ہی مجھے اڈے پر ملے سر پر ہاتھ پھیرتے چلے جا رہے تھے کہ بولے: بیٹے! یہ تمہاری گردن پر پھنسی ہے؟ میں نے کہا: جی مجھے تو پتہ بھی نہیں۔ کہنے لگے: یہ دیکھو۔ میں نے محسوس کیا تو پت کا چھوٹا سا دانہ تھا اور میں ہنس دیا۔ چلتے چلتے بڑے بازار میں ڈاکٹر ہیرالال کی دکان کے سامنے پہنچے تو مجھے ان کے پاس لے گئے۔ وہ کہنے لگے: کیا حکم ہے مولوی صاحب؟ والد صاحب نے کہا: یہ غلام علی کی گردن پر پھنسی ہے اس پر کچھ لگا دو۔ انہوں نے بمشکل وہ دانہ دیکھا اور ہنس پڑے۔ یہ تو کچھ بھی نہیں مولوی صاحب اس پر کیا لگاؤں؟ بولے: ٹنکچر آئیوڈین لگا دو۔ ڈاکٹر صاحب نے ہنستے ہنستے تیلی کا روئی میں لپیٹا ہوا سرا ٹنکچر کی شیشی میں ڈبویا اور میری گردن پر پھیر دیا۔ ڈاکٹر ہیرالال والد صاحب کے ان گنت مسلم اور غیر مسلم شاگردوں میں سے تھے اور ان کا بے حد احترام کرتے تھے اور اس پانچ منٹ کی ملاقات میں بھی انہوں نے ہمیشہ کی طرح پوری نیاز مندی کا ثبوت دیا ور استاد کا حکم مانا مگر پتہ نہیں کیوں مجھے اس بات میں خفت محسوس ہوئی۔ گھر پہنچ کر میں نے اپنی حماقت میں والد صاحب سے کہہ دیا: میاں جی! آپ اللہ کے کرم سے درویش آدمی ہیں، دنیا اور اس کے علائق سے بے نیاز رہتے ہیں مگر یہ اولاد کے بارے میں اتنی فکر مندی کیوں ہے؟ انہوں نے چند لمحے میری طرف دیکھا لیکن چپ رہے۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے انہوں نے میری بات کو ناپسند کیا تھا۔ غالباً اگلے

Marfat.com

ہی روز مجھ سے فرمایا: قرآن حکیم پڑھا ہوا ہے تم نے؟ میں نے عرض کیا: جی آپ کو معلوم ہے۔ بولے: سورۃ یوسف میں ہے:

وابیضت عینه من الحزن فهو کظیم ۔

(یوسف: ۸۴)

ترجمہ: اور رنج والم میں ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں (کثرت گریہ سے سفید موتیا ہوگیا) اوران کا دل غم سے بھر رہا تھا۔ (فتح الحمید)

یعنی یوسف علیہ السلام کے غم میں۔ بولے یہ تو اس باپ کا حال ہے جو پیغمبر تھا میں کون کتا ہوں! میں کانپ اٹھا۔ مجھے اتنی ہمت نہ پڑ رہی تھی کہ اظہار ندامت کروں اور معذرت چاہوں۔

میرے اس تعزیت کے خط کا جواب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست اقدس سے یوں رقم فرمایا:

مولوی صاحب مرحوم ومغفور کے ذکر سے بہت قلبی تسکین ہوئی، ہماری ابتدائی تربیت میں ان کا بڑا حصہ تھا، ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ حضور سید المرسلین نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرسکتا۔

بڑے صاحبزادوں حکیم محمد عالم صاحب اور محمد رفیق صاحب کی وفات سہ پہلو

Marfat.com

صدمات بن کے آئی۔ جوان بیٹوں کی مفارقت، بہوؤں کی بیوگی اور صغیر سن بچوں کی یتیمی مگر اس کوہ استقلال کا کیا حال تھا، اللہ اکبر!! آخری بار تعزیت کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھک میں تشریف فرما تھے، سلام عرض کیا دست بوسی کی اور بیٹھ گیا۔ کچھ کہنے کا مقام تھا نہ مجھ سے کچھ کہا ہی جا رہا تھا۔ کچھ دیر چپ رہا، پھر بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور میری ہچکی بندھ گئی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاموش بیٹھے رہے، پھر ارشاد فرمایا:

اللہ کی امانت تھی اس نے لوٹا لی۔ یہی فکر ہے کہ جب تک ہمارے سپرد رہی کوئی کوتاہی نہ ہو گئی ہو(۱۷)۔

تین صاحبزادوں کی رحلت کے صدمے جس صبر و ہمت اور استقامت سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے برداشت کیے وہ بلا شک مجددی شان کی مظہر ہے(۱۸)۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور برکت جس طرح اللہ کے کرم سے اور حضرت سید المرسلین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان کی حیات میں شامل حال رہتی تھی اسی طرح ان کے واصل بحق ہونے کے بعد شامل رہتی ہے اور ان کے آستانہ عالیہ پر بار بار حاضر ہونے کی تمنا دیس پردیس میں دل کو بے چین بھی رکھتی ہے۔

اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے!

Marfat.com

حواشی

۱۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

ان من امن الناس علی فی صحبته و ما له ابوبکر۔ متفق علیه

(مشکوٰۃ المصابیح: باب مناقب ابوبکرؓ)

ترجمہ: بلاشبہ اپنی دولت اور صحبت کی بنا پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا احسان مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ ہے۔ (مرتب)

۲۔ اشارہ بہ آیت قرآن:

اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔

(التوبة :۴۰)

ترجمہ: وہ وقت تم کو یاد ہوگا جب جناب رسول اللہ ﷺ کو کافروں نے گھر سے نکال دیا تھا۔ اس وقت دو ہی شخص تھے جن میں سے (ایک خود رسول اللہ ﷺ اور

Marfat.com

دوسرے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو حضرت رسول اللہ ﷺ کے رفیق سفر تھے) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے۔ اس وقت پیغمبر اپنے اس رفیق (سفر) کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر خدا نے اس (رفیق سفر) پر تسکین نازل فرمائی اور اپنے نبی کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا اور بات تو خدا ہی کی بلند ہے اور خدا زبردست (اور حکمت والا) ہے۔

(بتصرف قلیل از فتح الحمید)

ثانی اثنین کا لفظ غار ہی میں نہیں بلکہ پوری اسلامی تاریخ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کو متعین کرتا ہے یعنی اسلام میں آنحضرت ﷺ کے بعد ان کی دوسری عظیم شخصیت اور نبوت کے بعد صدیقیت کا مرتبہ ہے۔ (مرتب)

۳۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ایک جانب روح صدیق رضی اللہ عنہ سے فیضان ہمت و خلوص کی تقسیم کے صوفیانہ مذاق کا حامل ہے تو دوسری طرف اس کی ظاہری تائید یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عزم و ہمت کا آئندہ ادوار اسلام کے لیے سرچشمہ خیر و عمل ہونا مورخین کے اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تابندہ درخشندہ تاریخ کا انحصار اڑھائی سالہ عہد صدیقی

Marfat.com

پر ہے۔ چنانچہ یہ مختصر صدیقی دور اسلام کے پورے مستقبل کے لیے اساس اور بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی پرامن تکفین و تدفین ثقیفہ بنی ساعدہ کی مجلس میں امت کو ایک فیصلہ پر مجتمع کرنا، بے مثال اسلامی منہاج حکومت یعنی خلافت کی داغ بیل ڈالنا، قرآن حکیم کی جمع و تدوین، فتنہ ارتداد کا استیصال، جھوٹے مدعیان نبوت کا خاتمہ، حدود مملکت کو وسعت دینا اور اپنے بعد بہتر جانشین کا بندوبست کرنا صدیقی عزم و ہمت کے وہ اہم کارنامے ہیں جنہوں نے اسلام کے قافلے کو اس کی تاریخ کے آنے والے زریں ادوار اور روشن آفاق کی طرف رہنمائی بخشی۔ (مرتب)

۴۔ درست نام النضر بن الحارث ابن علقمہ ہے، بنو قریش میں سے تھا۔

۵۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد نہیں بلکہ جنگ بدر کے بعد آنحضرت ﷺ مدینہ لوٹ رہے تھے تو مقام صفراء میں پیش آیا۔

۶۔ نضر کی بیٹی کا نام بروایت ابن ہشام، ابن عبدالبر و ابن حجر العسقلانی قتیلہ ہے اور بروایت الجاحظ لیلیٰ ہے۔ ابن عبدالبر کے مطابق قتیلہ نے یہ اشعار حضور ﷺ کو جنگ بدر کے بعد مکہ سے روانہ کیے تھے۔ مگر الجاحظ کی روایت سے حضور ﷺ کے فتح مکہ کے بعد بیت الحرم کا طواف کر رہے تھے کہ قتیلہ نے آپ ﷺ کو چادر کا پلو پکڑ کر ٹھہرایا اور یہ اشعار پڑھے۔ ابن عبدالبر کی رو سے فتح مکہ کے موقع

Marfat.com

پر ایمان لے آئی تھی مگر ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں: مجھے اس کے اسلام کی تصریح نہیں ملی۔ بہر حال حضور ﷺ نے قتیلہ کے یہ اشعار سنے تو اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور فرمایا:

لو بلغني شعرها قبل ان اقتله لعفوت عنه۔

ترجمہ: اگر یہ شعر اس کو قتل کرنے سے قبل مجھے پہنچ جاتے تو میں اسے معاف کر دیتا۔

(ابن ہشام ۲:۶۴۴،۳:۴۴۔ ابن عبدالبر: الاستیعاب ۴،۱۹۰۴،۱۹۰۵۔ ابن حجر العسقلانی: الاصابہ ۴:۳۷۸۔ الجاحظ: البیان والتبیین ۳:۳۶۵)

۷۔ صحرائے عرب۔

۸۔ آنحضرت ﷺ کا کف پا مراد ہے۔

۹۔ شیخ عطا اللہ: اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال، طبع لاہور، حصہ اول صفحہ ۱۳ تا ۱۵، غلام قادر گرامی کے نام مکتوب نمبر ۲

۱۰۔ علامہ اقبال: خطبات اقبال، طبع اردو اکیڈمی سندھ کراچی، صفحہ نمبر ۲۵ تا ۳۸

۱۱۔ Beverley Nicholas: Verdict of India; (Page178)London, 1944

۱۲۔ صاحب مقالہ نے ایڈنبرا یونیورسٹی سے انگریزی ادب میں ڈاکٹریٹ کی ہے۔ ان

Marfat.com

کے مقالہ کا عنوان ہے..." "Symbolism in Dickens

۱۳۔ پروفیسر منٹگمری واٹ اس وقت ایڈنبرا یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز کے ڈائریکٹر تھے۔ سیرت نبوی ﷺ پر ان کی کتاب دو جلدوں میں ہے۔ محمد ایٹ مکہ اور محمد ایٹ مدینہ۔

۱۴۔ اشارہ آیت کریمہ:

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم۔

(النساء: ۳۴)

ترجمہ: مرد عورتوں پر مسلط وحاکم ہیں اس لیے خدا نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لیے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ (فتح الحمید)

۱۵۔ فاضل مقالہ نگار نے دور حاضر کے نامور مؤرخ ٹائن بی سے بھی ٹکر لی۔ ٹائن بی نے اپنے ایک مضمون

Relevance of Gandhian Cheed in th Atomic Age"

"Indian Daily Satesman", 26 January (مطبوعہ)

"A Study of World History" 1969. میں اور اپنی شہرۂ آفاق تصنیف

Vol. IV. کے "Oxford University Press" 1956 (مطبوعہ,)

Marfat.com

PP500 .501 میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے اپنی جس عداوت کا اظہار کیا ہے، ہمارے فاضل مقالہ نگار نے اس کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لیا ہے اور ٹائن بی ہی کے مصادر و منابع سے اس کی تردید کی ہے۔ ہمارے فاضل مقالہ نگار کا یہ مقالہ آٹھ اقساط میں انگریزی زبان میں روزنامہ پاکستان ٹائمز میں طبع ہوا ہے (دیکھئے روزنامہ پاکستان ٹائمز جمعہ ایڈیشن از ۱۲ جون تا ۲۷ ستمبر ۱۹۷۰ء) جو ٹائن بی کے مطالعہ میں آیا اور اس نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے ان سے آگاہ کرنے پر ہمارے فاضل مقالہ نگار جناب ڈاکٹر غلام علی چوہدری کو شکریہ کے دو خطوط لکھے۔ یہ دونوں خطوط طبع ہوئے۔ ان کی تواریخ طبع درج ذیل ہیں۔

The Royal Institute of International Affairs,

Chatham House, London

1st Letter, 16 September 1971

2nd Letter, 8 November 1971

۱۶۔ اس مسئلہ کی تفصیلات کے لیے دیکھئے: مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مثلاً دفتر دوم مکتوب ۴۶

۱۷۔ یہ فکر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کے مکتوب نمبر

Marfat.com

۳۰۶ دفتر اول سے مستفاذ ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ذیل کا حاشیہ

۱۸۔ حضور قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے حضرت مولانا سید محمد محمود احمد منور، حضرت مولانا سید محمد رفیق احمد ضیاء اور حضرت مولانا حکیم سید محمد عالم قدس سرہم جو حقیقتاً اسرار الہیہ میں سے تھے اور معدن ولایت کے جواہر ریزے تھے یکے بعد دیگرے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے فوت ہوئے۔ بڑھاپے میں ایسے جانکاہ صدمات اوران پر بے مثال صبر و استقامت ایسے حالات ہیں جن کی نظیر اور مطابقت ہو بہو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حالات میں ملتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے تین صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد صادق حضرت خواجہ محمد فرخ اور حضرت خواجہ محمد عیسیٰ علیہم الرحمۃ بھی یکے بعد دیگرے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں کے سامنے فوت ہوئے۔ یہ تینوں صاحبزادے نہایت قابل تھے اور بڑے بلند احوال کے مالک تھے۔ ان کے صدمات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو بھی بڑھاپے میں پیش آئے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان جانکاہ مواقع پر کمال استقامت کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد صالح کولابی کے نام مکتوب میں اپنے ان صاحبزادگان کی وفات اور ان کے بلند احوال کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

بالجملہ جواہر نفیسہ بودند کہ بودیعت سپردہ بودند۔

Marfat.com

[illegible]

[illegible] (۳۰)

[illegible]

[illegible] حضرت قبلہ گاہی [illegible] حضرت مجدد الف ثانی علیہ [illegible] الرحمۃ [illegible] خدا کی قدرت ہے [illegible] حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے [illegible] آپ [illegible] کے بارے میں تجربات بھی ویسے ہی پیش آئے۔

(مرتب)

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر غلام علی چودھری رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

پیدائش: 1923ء، مجیٹھہ ضلع امرتسر (بھارت)

وفات: 17 جولائی 2007ء بروز منگل

تعلیم: 1945ء، ایم اے (انگریزی) پنجاب یونیورسٹی، 1962ء
پی ایچ ڈی (انگریزی ادب)، ایڈنبرا یونیورسٹی

تدریس: 1945ء تا 1959ء اسلامیہ کالج لاہور، دیال سنگھ کالج لاہور اور ایم اے او کالج لاہور میں بحیثیت لیکچرر، 1962ء تا 1967ء اسلامیہ کالج لاہور میں بحیثیت پروفیسر، 1970ء تا 1972ء میں بحیثیت سربراہ شعبہ انگریزی پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ ایسوسی ایٹ پروفیسر کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی، مکہ مکرمہ 1974ء تا 1984ء

تحقیق: فل برائٹ فیلوشپ 1963ء تا 1964ء ژیل یونیورسٹی (امریکہ)، سینئر فیلوشپ 1964ء تا 1965ء ایڈنبرا یونیورسٹی، برٹش کونسل فیلوشپ 1973ء تا 1974ء ایڈنبرا یونیورسٹی

(1) موضوعات فیلوشپ

(i) ڈکنز (ii) کارلائل (iii) عہد الزبتھ کا ڈرامہ (iv) ہوتھورن

تحریرات

(1) کتب

Marfat.com

(i) کمال اتاترک (انگریزی) مطبوعہ

(ii) ڈکنز اور کارلائل (انگریزی) مطبوعہ

(iii) ڈکنز اور ہوتھورن (انگریزی) مطبوعہ

(iv) سٹڈیز ان ڈکنز (انگریزی) مطبوعہ

(v) "Facts of All Facts" (انگریزی) ضخیم اور غیر مطبوعہ۔

یہ کتاب جناب ولی خان مرحوم کی کتاب "Facts About Pakistan" کے جواب میں لکھی گئی۔

(vi) ریگ رواں (اردو افسانوں کا مجموعہ) مطبوعہ

(vii) من اے میرا م دادا تو خواہم (اردو) مطبوعہ

(2) تحقیقی مضامین

(i) کروسیڈ کمپلیکس (انگریزی) مطبوعہ

(ii) قائداعظم اور باچا خان (انگریزی) مطبوعہ

(iii) اقبال اور امریکہ (انگریزی) مطبوعہ

(3) رسالے

(i) تحریک پاکستان میں قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار مجیٹھہ میں

(ii) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور حضرت قائداعظم کا خوش عقیدت گھرانہ

Marfat.com

آپؒ کا سفر
کشمیر

Marfat.com

سید نذیر حسین شاہ صاحب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سفر کشمیر (۱)

میں ان سطور میں سرکار عالی جناب قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کے سفر کشمیر کے بارے میں اپنی یادداشتوں کو قلم کے حوالے کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

ایک خواب، ایک تصرف

(عزم کشمیر سے پیشتر مجھے وہاں کے ایک مقام کا مشاہدہ کرایا)

یہ واقعہ یوں ہے کہ اس مسکین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عازم کشمیر ہونے سے پیشتر ایک خواب میں دیکھا کہ یہ اکیلا دریائے جہلم کے بہاؤ سے اوپر کی طرف جا رہا ہے اور جاتے جاتے ایک باغ کے بائیں حصہ میں پہنچ گیا۔ وہاں دریائے جہلم کا پانی خود بخود اندر آ رہا ہے کیونکہ وہ باغ دریا کے عین کنارے پر واقع ہے۔ اس باغ میں پھرتے پھرتے سامنے ایک بزرگ کا گنبد نما روضہ شریف ایک بلند چبوترے پر دکھائی دیا اور دیکھا کہ پانی اس بزرگ کی قبر کے تعویذ کے پاؤں والی جانب کو بوسے دیتا ہوا گزر رہا ہے۔

اس وقت میں نے اچانک دیکھا کہ میرے ساتھ میرے دو ہم جماعت دوست بھی ہیں اور ہم اس بلند چبوترے پر اس گنبد شریف کے گرداگرد گھوم رہے ہیں مگر ہمیں اس کا دروازہ نظر نہیں آتا۔ ازاں بعد دیکھا کہ میرے ان دونوں دوستوں کی ہیئت بدل گئی ہے اور

Marfat.com

دونوں ہی دو مختلف جانوروں کی شکل اختیار کر گئے ہیں جبکہ میری اپنی معنوی صورت میرے اپنے داہنے ہاتھ کے قبضہ میں ہے واللّٰہ و رسولہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ کیونکہ ارباب حال کا مشاہدہ اور قول یہ ہے کہ ہر شخص میں جو ذمیمہ صفت غالب ہوتی ہے اس کی معنوی صورت اس کے مطابق کسی جانور کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے تا آنکہ اس شخص کی اخلاقی تکمیل ہو جائے اور اس کا نفس کامل طور نورانی ہو جائے۔

چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے احوال میں تحریر ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب جمعہ کی نماز پڑھنے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے تو اپنے چہرہ مبارک کو کپڑے سے ڈھانپ لیتے تھے تاکہ حاضرین میں سے کسی شخص پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر نہ پڑے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں موجود لوگوں میں سے جس کسی پر نظر ڈالتے تھے اس کی معنوی صورت فوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ظاہر ہو جاتی تھی۔

پھر یکدم میں نے دیکھا کہ میرے مذکور دونوں دوست غائب ہو گئے ہیں اور میں گنبد شریف کے چبوترے سے نیچے اتر کر اس کے اندر جانے کا راستہ تلاش کرنے لگا ہوں کیونکہ بظاہر وہاں کوئی دروازہ معلوم نہ ہوتا تھا۔ ناگہاں چند اشخاص نظر آئے جو اس چبوترے کے دامن میں ایک طرف زیر زمین جانے والی سیڑھیوں کو صاف کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: گنبد شریف کا دروازہ یہ ہے۔

میں سیڑھیوں سے نیچے اترا اور ایک زمین دوز غلام گردش میں چلنے لگا جو سفید

Marfat.com

وسیاہ سنگ مرمر سے بنی ہوئی تھی اور نہایت خوبصورت اور مصفّا تھی۔ وہاں کافی مسلم اور غیر مسلم لوگ آجا رہے تھے جس سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہاں ہر قسم کے لوگ حاضری دیتے ہیں۔ ازاں بعد میں ایک ڈیوڑھی یا دیوان سے گزر کر ایک قبر کے تعویذ مبارک تک جا پہنچا جو سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا اور نہایت حسین اور جاذب تھا۔ اس پر سیاہ حروف میں نہایت زیبا خط میں یہ اسم مبارک کندہ تھا۔

''محمد احمد بن محمد بن عمران قدس اللہ سرّہ العزیز''

میں بیدار ہوا تو میں نے یہ نام مبارک نوٹ کر لیا اور پھر جب لاہور آیا تو حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) مدرسہ حزب الاحناف سے اس نام کی بابت دریافت کیا۔ انہوں نے اسماء الرجال کی بعض کتابوں سے دیکھ کر فرمایا کہ محمد بن عمران نام درست ہے اور یہ بزرگ کبار تابعین میں سے ہیں (۳)۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ صاحب مزار حضرت محمد احمد بن محمد بن عمران قدس سرّہ شاید وہ پہلے بزرگوار ہیں جنہوں نے سرزمین کشمیر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ شریف جیسا کہ بعد میں سرکار عالی جناب حضور قبلہ گاہی علیہ الرحمۃ کی رکاب میں سفر کشمیر میں دیکھا، دریائے جہلم کے کنارے پر میراں کدل کے پاس آستانہ عالیہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی علیہ الرحمۃ میں ان کے حجرے میں ہے جو حجرۂ اعتکاف (۴) حضرت امیر کبیر کے نام سے معروف ہے چنانچہ حضرت امیر کبیر کے وہاں اعتکاف کرنے کا باعث

Marfat.com

بھی یہ ہی مزار پُر انوار تھا۔

حضور قبلہ عالم کا سفر کشمیر اور اس مسکین کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمرکابی کے شرف سے مشرف ہونا

میرا اوپر مذکور خواب حضور علیہ الرحمۃ کا ایک کھلا تصرف تھا جس نے مجھے اس سفر سے پہلے ہی وہاں کے ایک عظیم مرتبت بزرگ کے فیض سے فیضیاب کیا۔ اس خواب کے چند یوم کے بعد میں حاضر خدمت ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں گرمی کا غلبہ ہوگیا ہے چنانچہ یہ ۱۹۳۲ء کا ذکر ہے کہ موسم گرما کی تعطیلات میں جولائی کے مہینے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر جانے کا ارادہ فرمایا۔ اس سفر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہم چار آدمی تھے۔

(۱) یہ مسکین راقم،

(۲) صاحبزادہ عالی قدر حضرت مولانا حکیم سید محمد عالم قدس سرّہ۔

(۳) جناب ناظر حسین صاحب جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سگی ہمشیرہ (حضرت روشن بی بی رحمۃ اللہ علیہا) کے صاحبزادے ہیں،

(۴) بڑے میاں صاحب جناب حضرت میاں حرمت علی صاحب قدس سرّہ جو حضور علیہ الرحمۃ کے بڑے بہنوئی تھے۔

حضور رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ ریل گاڑی گجرات سے راولپنڈی تشریف لے گئے (۵) اور اپنے محترم عم زاد سید محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو وہاں داروغہ جیل تھے پندرہ دن

Marfat.com

تک قیام پذیر رہے۔ انہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ محبت تھی اور انہوں نے حق مہمان نوازی بھی خوب ادا کیا۔ ان ایام میں آپ تو اکثر ان کے پاس گھر ہی میں ٹھہرتے تھے مگر حضرت میاں جی صاحب کو اور ہمیں باہر سیر کرنے اور گھومنے کی اجازت فرما دیتے تھے۔ علاوہ ازیں کئی مرتبہ حکم فرما دیتے کہ جاؤ حضرت امام بری شاہ لطیف علیہ الرحمۃ (۶) کے ہاں حاضری دے آؤ، بلاشبہ راولپنڈی میں یہ درگاہ خصوصی فیوض و برکات کی حامل ہے۔ جب راولپنڈی میں ہمیں پندرہ روز ہو گئے تو جناب سید محمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک سکھ کی بس میں جس کا ڈرائیور وہ خود ہی تھا ہمیں سرینگر کی طرف روانہ کر دیا۔ اس وقت راولپنڈی سے سرینگر کا کرایہ پانچ روپے فی سواری تھا۔

ہم مری سے ہوتے ہوئے اور کوہالہ پل پر جو دریائے جہلم پر ہے سیر و سیاحت ٹیکس ادا کرتے ہوئے اسی دن بخیریت دومیل پہنچ گئے۔ یہ مقام دریائے جہلم اور دریائے کرشن گنگا کے سنگم پر واقع ہے اور وہاں سے آزاد کشمیر کا دارالحکومت مظفر آباد صاف نظر آتا ہے۔ چنانچہ ہم نے وہ رات دومیل ہوٹل میں گزاری اور صبح لاری پھر عازم سفر ہو گئی۔ تمام راستے دریائے جہلم بائیں ہاتھ رہا اور پہاڑ دائیں ہاتھ رہے یہاں تک کہ دریائے جہلم اسی طرح بہاؤ سے اوپر کی سمت سرینگر پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ساتھ سڑک بھی سرینگر جا پہنچی۔

دوسرے دن ظہر کے وقت لاری بارہ مولا کے مقام پر ٹھہری تو ہم نے وہاں ہلکا کھانا کھایا اور بارہ مولا سے چند میل پہلے ہم نے بجلی کا پلانٹ جو پانی سے چلتا ہے دیکھا (۷)۔ بارہ مولا وادی کشمیر کا مغربی سرحدی مقام ہے اور سرینگر راولپنڈی سے

Marfat.com

قریباً تین سو میل کے فاصلہ پر ہے (۸)۔ وادیٔ کشمیر شرقاً غرباً واقع ہے اس کا مشرقی کنارہ غازی کنڈ کے مقام پر تمام ہوتا ہے وہاں پیر پنجال کے پہاڑ کی سطح سمندر سے بلندی قریباً نو ہزار فٹ ہے۔ غازی کنڈ میں دامن کوہ کے قریب چشمہ ویری ناگ دریائے جہلم کا منبع ہے (۹)۔ وادی کشمیر کے چاروں طرف سر بفلک پہاڑ ایستادہ ہیں مگر خود وادی نہایت ہموار اور مسطح ہے۔ اس کا طول ۸۰ میل اور عرض ۴۰ میل ہے (۱۰)۔ تمام سرزمین نہایت زرخیز مٹی، میٹھے چشموں اور حسین سبزہ جات کی بہتات سے مالا مال ہے۔ نظارے خوبصورت اور دلفریب ہیں، موسم دلکش، فضا اور ہوا عطر بیز اور روح افزا ہے مگر سب سے زیادہ پرکشش اور راحت بخش نظارہ دریائے جہلم کا ہے جو وادی کے مشرق کے سرے سے نکلتا ہے اور اس کے مغرب کے انتہائی گوشے میں کوہالہ کے مقام تک پوری وادی کے بیچوں بیچ نہایت مسطح اور ہموار رہتا ہے۔ چنانچہ سری نگر (۱۱) کا شہر دریا کے دونوں کناروں پر آمنے سامنے آباد ہے اور شہر کے ان دو حصوں کو دریا پر باندھے ہوئے لکڑی کے بارہ پل (۱۲) باہم ملاتے ہیں غرضیکہ اس وادی کے فطری مناظر اور ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے:

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است وہمیں است وہمیں است

ہماری لاری سرینگر شہر جا کر میراں کدل (امیر کدل) کے مقام پر ٹھہری۔ کدل

Marfat.com

کشمیری زبان میں پل کو کہتے ہیں۔

وہیں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف سے دریائے جہلم کے اندر ایک اچھی ہاؤس بوٹ ہمیں مل گئی جس کا کرایہ ایک روپیہ یومیہ (۱۳) تھا۔ اس کا مالک جو ایک کشمیری ہانجی (۱۴) تھا مسلمان تھا، نہایت اچھا خانساماں تھا (۱۵) اور پنجاب میں بھی رہ چکا تھا، چنانچہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ارشاد وہ ہم سب کے لئے کھانا بھی پکاتا تھا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ ہمارے کھانے میں سے کچھ اس کے بیوی بچوں کو بھی عنایت فرمادیتے تھے جو اس کے ساتھ ہی ہاؤس بوٹ کی اگلی نکڑ پر ایک چھوٹے سے کیبن میں رہتے تھے۔ اس پر وہ بہت خوش ہوتا تھا یہ ہاؤس بوٹ اتنا بڑا تھا کہ ہم سب کی چارپائیاں اس میں آجاتی تھیں (۱۶)۔

مزارات حضرات صوفیائے کرام سرینگر جن پر آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے

۱۔ حضرت مخدوم حمزہ کاشمیری رحمة الله علیه (۱۷)

۲۔ حضرت مولانا یعقوب صوفی محدث کشمیری رحمة الله علیه (۱۸)

۳۔ حضرت خواجہ احمد کرمانی رحمة الله علیه (۱۹)

۴۔ حضرت خواجہ مولانا سید معین الدین نقشبندی رحمة الله علیه (۲۰)

۵۔ آستانہ عالیہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرّہ (۲۱)

۶۔ حضرت سید شمس الدین شہید رحمة الله علیه (۲۲) (مقام اچھابل)

Marfat.com

۷۔ حضرت سید صبور الدین شہید علیہ الرحمۃ (۲۳) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار موضع اچھابل سے آگے ایک چھوٹے سے قصبے میں ہے۔

۸۔ "حضرت بل رحمۃ اللہ علیہ (۲۴)" آپ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر تبرکات کی زیارت کے لئے جمعہ کے دن تشریف لے گئے۔

۹۔ حضرت کسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲۵) ان کا مزار قصبہ اسلام آباد میں ہے جسے ہندو اننت ناگ کہتے ہیں۔ کشمیری ان کا دن مناتے ہیں جس میں بعض اشیا کا کھانا ترک کر دیتے ہیں۔

۱۰۔ آستانہ غوثیہ (۲۶) یہ ایک قادری بزرگوار کا مزار ہے۔

حضرت مخدوم حمزہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ وہاں سلطان صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا روضہ سری نگر سے شمال کی سمت ایک پہاڑی کے اوپر ہے وہاں تک سیڑھیاں جاتی ہیں جن کی تعداد سو سے اوپر ہے۔ میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ سری نگر میں قیام کے دوران ہر روز صبح کی نماز کے بعد حضرت سلطان صاحب تشریف لے جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں بہت خوش ہوتے تھے اور انکی بڑی تعریف فرماتے تھے۔ پہلے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حوض کے پانی سے جو اس پہاڑی کے اوپر لبالب بھرا رہتا ہے غسل بھی فرمایا (۲۷) اور ارشاد فرمایا کہ یہاں نہانا شفا ہے۔

یہ بزرگوار سات سال کی عمر میں اس پہاڑی کی کھوہ میں بیٹھ گئے اور اس کثرت

Marfat.com

سے درود شریف پڑھا کہ حضور پُر نور ﷺ روحی فداہ نے ظاہر ہو کر فرمایا "تم میرے معنوی فرزند ہو" اور فیوض سے مالا مال کر دیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سرور کائنات ﷺ کے اویسی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بہت قوی ہے۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ تمہیں کسی ظاہری پیر کی تلاش بھی کرنا چاہئے۔ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے عرض کیا: حضور! آپ ﷺ جہاں فرمائیں بندہ بسر و چشم جانے کو تیار ہے۔ حضور ﷺ نے بکمال جود و کرم فرمایا: چونکہ تم میرے معنوی فرزند ہو لہذا تمہارا پیر خود ہی تمہارے پاس یہاں آجائے گا اور تمہیں بیعت کرے گا۔ الغرض حضرت قبلہ سید جمال الدین بخاری علیہ الرحمۃ (۲۸) بمع مریدان تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کیا اور خلافت و اجازت سے نوازا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ ہر روز صبح کی نماز کے بعد بلا ناغہ یہاں تشریف لاتے تھے اور بعض دفعہ دو پہر کو قیلولہ کرنے کے بعد بھی یہاں تشریف لے آتے تھے۔ علاوہ ازیں جن مزارات پر کئی بار آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے ان میں حضرت سید احمد کرمانی علیہ الرحمۃ، خواجہ معین الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ اور آستانہ عالیہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی علیہ الرحمۃ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ اکثر روضے اخروٹ کی منقش لکڑی کی جالیوں سے مزیّن ہیں خصوصاً روضہ حضرت مولانا خواجہ معین الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ جو حضرت خواجہ خاوند محمود بخاری معروف بہ حضرت ایشان لاہوری علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے ہیں۔ اس روضہ سے اس مسکین نے چند فارسی قطعات و ابیات نوٹ کئے اور

Marfat.com

واپسی پر حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت پسند کئے بلکہ حکم دیا کہ ایک قطعہ کتابت کروا کر اور فریم میں جڑوا کر لاؤ۔ چنانچہ بندہ نے پیش کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سالانہ عرس شریف کے موقع پر اسے اپنے پیشوا حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی علیہ الرحمۃ کے مزار پُرانوار پر پیش کیا۔ یہ قطعہ اب بھی وہاں موجود ہے۔اس کے اشعار ذیل میں تبرکاً درج ہیں۔

قطعہ نمبرا

رخ تو قبلۂ اہل تمنا — در تو کعبۂ مقصود دلہا
جمالت عکس نور لایزالی — کمالت از زوال و نقص خالی
ظہور نور مہر مصطفائی — مہ تابان اوج رہنمائی
رسد منزل بہ ہر طالب ز راہش — دو عالم زیر پا دارد نگاہش

قطعہ نمبر۲

بحمداللہ زمہرت در سرورم — نیم محروم فیضت گر چہ دورم
دل از مہر تو بے رنگی ظہور است — زنورت جان من لبریز نور است

Marfat.com

قیام سرینگر کا ایک اور اہم واقعہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ صبح کھانا تناول فرما کر حسب عادت آرام کے لئے لیٹ گئے (۲۹)۔ جب قبل ظہر اٹھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ باہر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہم سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہو لئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشرق کی جانب دریائے جہلم کے کنارے کنارے بہاؤ سے اوپر کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ سے پاس بلوایا اور چلتے چلتے ارشاد فرمایا:

میں لیٹا ہوا تھا کہ ابھی ابھی ایک نہایت نورانی بزرگ بمعہ اپنے نوری احباب کے مجھے خواب میں ملے ہیں۔ انہوں نے معانقہ کرنے کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ آپ نے ہمیں ملنے نہیں آنا ہے؟

بندہ مسکین نے عرض کیا کہ وہ بزرگ کون ہیں؟ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سکوت فرمایا اور میں خاموش ہو رہا کیونکہ جب کبھی حضور قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کسی بات کا جواب دینے سے سکوت فرماتے تھے بندہ اسے دوبارہ نہ پوچھا کرتا تھا کیوں کہ اکثر وہ بات خود بخود ظاہر ہو جاتی تھی۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے مشرق کی انتہائی جانب شہر سری نگر سے باہر تشریف لے گئے یہاں تک کہ ہم کوہ سلیمان کے دامن میں پہنچ گئے۔ اس علاقے کو راجہ سنڈیمان کا مندر کہتے ہیں جبکہ اصل مندر (۳۰) کوہ سلیمان کی ایک بلند پہاڑی پر واقع ہے۔ یہاں ہمیں ایک راہ گزر شخص ملا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا کہ یہاں کسی بزرگ کا روضہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بزرگ کے روضے کے سامنے

Marfat.com

کھڑے ہیں۔ وہ سامنے والا دروازہ روضے شریف ہی کا ہے۔ گویا آں ذات گرامی اپنے کشف کی روشنی میں ازخود ہی چلتے چلتے مقام مقصود تک آ پہنچی تھی۔ اب اس آدمی سے روضہ شریف کا پتہ پوچھنا یقیناً اس مصلحت کے تحت تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فعل کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کشف سے راستہ طے کرتے آئے ہیں اخفا میں رہے۔ چنانچہ تمام احباب کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس کے کہ کشف ارواح میں اپنے دور میں ید طولیٰ رکھتے تھے اپنی ایسی ہر بات کو بہ احسن طریق اخفا میں رکھنے کو پسند کرتے تھے۔ پھر وہ شخص جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پتہ پوچھا تھا مجھے تو عام انسانوں سے بہت مختلف اور عجیب معلوم ہوا تھا۔ پتہ نہیں کوئی فرشتہ تھا یا کوئی جن۔ کیونکہ اس کے اطوار عام انسانوں جیسے نہیں تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس مقام پر پہلے سے ہمارا منتظر تھا (۳۱)۔

بہرحال آپ رحمۃ اللہ علیہ درگاہ شریف مذکور کے اندر تشریف لے گئے اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ بندہ مسکین بھی جونہی اندر داخل ہوا اس پر فوراً یہ احساس وارد ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی بزرگوار کے مزار شریف پر آگئے ہیں جس نے ابھی ابھی آپ کو دعوت دی ہے۔ پھر دیکھا کہ تقریباً بیس گز مربع زمین کے اونچے تخت پر مزار پُرانوار بنا ہوا ہے جس کے گرداگرد لکڑی کا جنگلہ قائم ہے۔ اس سے کچھ آگے چھوٹی سی مسجد ہے اور وہ بھی تمام کی تمام لکڑی کی بنی ہوئی ہے۔

ہم سب نے وضو کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس مسجد میں ظہر کی نماز باجماعت ادا

Marfat.com

کی۔ ازاں بعد ہم روضۂ منورہ کی طرف فاتحہ خوانی کے لئے جونہی متوجہ ہوئے تو یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ انوارات موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگے اور جہاں ہم سب اس شدید بارش میں تر بتر تھے وہاں اس کے برسنے کی زوردار آواز سے میرے کان بہرے ہوئے جا رہے تھے سبحان اللہ وبحمدہ۔ اس سے پہلے آج تک فیض کا یہ عالم میں نے کسی بزرگ کے مزار پر نہیں دیکھا۔ یہ سب صدقہ اس ہستی مبارک کے قدوم میمنت لزوم کا ہے جس کے ساتھ یہ مسکین وعاجز وابستہ ہے۔ خدا تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دستگیری تا حشر رکھے۔ آمین ثم آمین!

ویرحم اللہ عبداً قال آمینا (۳۲)

پھر حضور علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہم اپنے ڈیرے پر واپس آئے تو آپ رحمۃ اللہ پر اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مجھ پر بھی اس فیض کا سرور کئی دن تک رہا۔ گھر واپسی کے راستہ ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ارشاد فرمایا:

> یہ مزار مبارک عالی جناب حضرت مولانا محمد یعقوب صرفی کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کے استاذ ذیشان ہیں اور حضور مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو ان سے سلسلہ کبرویہ میں بیعت اور اجازت وخلافت کا شرف بھی حاصل ہے گویا یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھی ہیں۔

Marfat.com

کیوں نہ ہو! ایسی بے مثل ہستی کا استاد بھی ایسا ہی بے مثل ہونا چاہیئے۔

سری نگر میں قیام کے دوران ایک دفعہ بندہ نے حضور علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہی چشمہ (۳۳)، نسیم باغ (۳۴)، جھیل ڈل (۳۵) اور جھیل ولر (۳۶) دیکھنے نہیں جائیں گے؟ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فداہ ابی و امی نے فرمایا کہ بہت سے باغ اور چشمے ہمارے اندر ہیں (۳۷) اس لئے متذکرہ بالا جگہوں کو دیکھنے نہ گئے اور نہ ہی ہم گئے۔

کئی دن سری نگر میں قیام کے بعد حضور قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ عازم اسلام آباد (۳۸) ہوئے۔ اس مقام کو ہندو اننت ناگ کہتے ہیں۔ راستہ میں پام پور کا مشہور قصبہ دیکھا جہاں لکڑی کے مکان تھے اور ہر مکان میں بجلی لگی ہوئی تھی۔ یہ چیز عجیب اور قابل دید تھی کیونکہ ان دنوں ابھی برصغیر کے اکثر بڑے بڑے شہروں میں بھی بجلی نہیں آئی تھی۔ بعدہ ایک دیرینہ کشمیری دوست غلام رسول کے گاؤں میں گئے۔ وہ لوئیاں اور شال بیچا کرتا تھا اور محیٹھہ شریف میں حضرت قبلہ میاں جی حرمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا کرتا تھا۔ وہ محبت اور عقیدت سے پیش آیا اور اس نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی، پھر درخت سے کچے اخروٹ اتار کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیے۔ ان کے گاؤں کا نام یاد نہیں رہا صرف اتنا یاد ہے کہ ان کے گاؤں میں بھی مکان لکڑی کے تھے اور تہہ بہ تہہ بنے ہوئے قریباً ان تمام مکانوں کے اندرونی وسیع صحنوں میں اخروٹ اور دیگر پھلوں کے درخت لگے ہوئے تھے۔

Marfat.com

ازاں بعد ہم ''اچھابل'' چشمہ پر گئے (۳۹) جو کشمیر کے انتہائی شمال مشرقی گوشہ میں ایک نہایت پر فضا مقام ہے۔ یہاں چشمہ کے قریب شہنشاہ ہند اکبر اعظم یا جہانگیر کے زمانے کی ایک بارہ دری بنی ہوئی ہے اور خوشنما باغ بھی ہے۔ اس کا نظارہ بہت فرحت افزا ہے۔ یہاں ٹراوٹ مچھلی کا ایک سرکاری فارم بھی ہے اور یہاں مچھلی فروخت بھی ہوتی ہے اور یہ باغ بعینہ شالامار باغ لاہور کا نمونہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اچھابل کے اس باغ میں ایک طبقہ ہے جبکہ لاہور کے شالامار باغ میں تین طبقات ہیں۔ چشمہ کے سامنے مغلوں کے دور کا بنایا ہوا ایک حوض ہے جس میں چشمہ کا تمام پانی جمع ہو کر پھر اس سے باہر نکلتا ہے اور آگے چلتا ہے۔ یہ حوض بھی مغلوں کے فن تعمیر کا ایک عجوبہ ہے اور غیر ملکی انجینئر یہ دیکھ کر دنگ رہ جاتے ہیں کہ دامن کوہ سے نکلنے والے اس چشمے کے اس قدر زوردار دھارے کے عین آگے اتنے پختہ حوض کی بنیادیں کیسے رکھی گئیں۔ چشمہ کا پانی چاندی کی طرح شفاف، نہایت ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔ چشمہ کے آگے تین پختہ نہریں بنائی گئی ہیں۔ دو نہریں باغ کے دائیں بائیں کناروں کے ساتھ ساتھ جاتی ہیں اور ان دونوں کے درمیان ایک نہر زیر زمیں وسط باغ سے ہوتی ہوئی باغ کے آخری کنارے تک جاتی ہے۔ باغ کی سطح چشمہ سے قریباً ایک منزل نیچی رکھی گئی ہے تا کہ اس زمین دوز نہر سے باغ کے فوارے چل سکیں۔

یہاں دو حضرات کے مزار شریف ہیں۔ ایک حضرت خواجہ سید شمس الدین علیہ الرحمۃ کا جو قصبہ اچھابل میں ہے اور دوسرا قصبہ سے باہر ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر حضرت

Marfat.com

سید صبور الدین علیہ الرحمۃ کا ہے۔ مؤخر الذکر کے بارے میں مجھے مشاہدہ ہوا کہ بڑا قوی جذبہ رکھتے ہیں۔ پھر ان کے بارے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھی فرمانے لگے:

ایسا فیضان آتا جیسے موگھ کھل گیا ہو! سبحان اللہ

یہاں ہم نے چند دن قیام کیا، ازاں بعد وطن واپسی کے لئے مجبور ہو گئے کیونکہ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کو سردی راس نہ آئی (۴۰)۔ چنانچہ ہم سرینگر ہوتے ہوئے جموں کے راستے سیالکوٹ آ گئے (۴۱)۔ یہ راستہ بہت زیادہ خطرناک ہے کیونکہ لاری پیر پنجال پہاڑ کی انتہائی بلندیوں تک جاتی ہے۔ پیر پنجال سطح سمندر سے قریباً نو ہزار (۹۰۰۰) فٹ بلند ہے حتی کہ ایک بلند چوٹی سے ایک سرنگ کے ذریعہ گزرتی ہے۔ پھر آگے بانہال پہاڑ عبور کرنے کے بعد ہم نے دیکھا کہ دریائے چناب دو بلند چٹانوں کی بالکل سیدھی اتھاہ گہرائیوں سے گزرتا ہے اور چونکہ وہاں پل کے لئے اتنے بلند ستون تعمیر کرنا ممکن نہیں لہٰذا وہاں ایک معلق پل بنایا گیا ہے جب لاری اس کے اوپر سے گزرتی ہے تو پل کی پھٹیاں کھڑکھڑاتی ہیں۔ پل پر ایک لرزہ سا طاری ہو جاتا ہے اور وہ تھوڑا تھوڑا اوپر نیچے ہونے لگتا ہے اس سے نئے زائرین بہت خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔

اس پل سے گزرنے کے بعد ہم رام سوہ اور رام بن کے قصبوں سے گزرے اور ازاں بعد ٹیوٹ کی بستی آئی۔ یہاں لاری آرام کے لئے ایک ڈیڑھ گھنٹہ ٹھہری رہی۔ حضور علیہ الرحمۃ اِدھر اُدھر گھومنے تشریف لے گئے۔ ایک جگہ ایک چشمے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

وضو فرمانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عصا مبارک ایک طرف رکھ دیا۔ جب وضو سے فارغ ہو کر اسے اٹھانے لگے تو وہ غائب تھا حالانکہ وہاں ہمارے علاوہ کوئی اور بندہ بشر نہیں آیا تھا۔ ہم نے بہت تلاش کیا مگر نہ ملا۔ آخر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا: چھوڑو یہاں جنات بہت ہیں کوئی لے گیا ہوگا (۴۲)۔

پھر لاری چلی تو قصبہ اودھم پور اور جموں ہوتے ہوئے ہم سیالکوٹ پہنچ گئے۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ مولانا منشی عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر تشریف لے گئے اور جناب محمد شفیع صاحب بھی ملے۔ ان کا کاروبار کھیلوں کا سامان بنانے اور بیچنے کا تھا وہ بھی نہایت محبت اور اصرار سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گھر لے گئے، غرضیکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ دس روز قیام پذیر رہے۔ ازاں بعد علی پور شریف ہوتے ہوئے موضع رمداس پہنچے۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا سید عطا محمد صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار پُرانوار پر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑھی اور مجھے ان کے بارے میں بتایا۔ وہاں سے حضور رحمۃ اللہ علیہ اپنے ننھال موضع جگدیو خورد گئے اور پھر موضع بلہڑ وال جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پرائمری پاس کی تھی اور جہاں ان دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم اور ہمارے برادر طریقت منشی فیض احمد صاحب جعفر کوٹی اسی سکول میں مدرس تھے۔ کچھ دیر ان سے ملے اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن مالوف موضع جعفر کوٹ پہنچ گئے۔

جعفر کوٹ دریائے راوی کے کنارے ایک اچھا خاصہ قصبہ ہے۔ یہاں حضور رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کے آباؤ اجداد قریباً اڑھائی سو سال (۲۴۳) سے سکونت پذیر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جدامجد حضرت مولانا سید نتھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ باوجود پٹواری ہونے کے بہت مقبول الٰہی بزرگ تھے۔ ان کے سلام کے لئے علاقے کا انگریز ڈپٹی کمشنر اور تحصیلدار تک آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت قوی الجذبہ تھے اور تمام علاقے میں بڑے اثر ورسوخ والے اور بہت ہر دلعزیز و مشہور تھے۔

جعفر کوٹ کے نمبردار برادر محترم جناب تاج الدین صاحب تھے۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بے مثل عاشق و محبّ تھے اور دن رات حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے کنوئیں پر اکثر جاتے تھے۔ انہوں نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اپنے کنوئیں پر ایک الگ قطعہ زمین بھی تجویز کیا تھا۔ اس مسکین نے اسے دیکھا تھا۔

قیام جعفر کوٹ کے دوران اچانک اس مسکین کی آنکھیں دکھنے لگیں لیکن حضور رحمۃ اللہ علیہ کی التفات کریمانہ سے چند یوم ہی میں ٹھیک ہوگئیں۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیّن کرامت تھی (واضح رہے کہ میری آنکھیں عمر بھر میں صرف دو دفعہ دکھنے آئی ہیں ایک دفعہ بچپن میں جبکہ طویل علاج معالجہ کے بعد آرام ہوا تھا اور دوسری دفعہ اس موقع پر جعفر کوٹ میں، جس سے مجھے فکر ہوگیا تھا کہ کہیں یہ تکلیف پھر اسی طرح طویل عرصے تک پریشان نہ کرے۔ مگر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے دم فرمایا تو صرف چند یوم میں آنکھیں ایسے ٹھیک ہوئیں گویا کہ انہیں کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی)۔

Marfat.com

آخر بندہ جعفر کوٹ ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر لاہور اپنے گھر آ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی گرمیوں کی رخصتوں کے چند بقیہ ایام گزار کر گجرات تشریف لے گئے۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ ۱۹۳۲ء میں قبلہ گاہی علیہ الرحمۃ کو شدید گرمی کی شکایت ہوگئی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے معالج خصوصی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شربت فرنجمشک اور عرق شیر بکثرت استعمال کرائے پھر سیر کشمیر کا مشورہ دیا۔ چنانچہ سفر کشمیر کا باعث یہ تھا۔ (مرتب)

۲۔ ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ/۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ء کو بروز اتوار فوت ہوئے۔

۳۔ عمران بن طلحہ بن عبید اللہ القرشی التیمی صغار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ عہد نبوت میں پیدا ہوئے۔ جنگ جمل کے بعد بصرہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس چلے گئے۔ ان کے چار بیٹے تھے: عبداللہ، اسحاق، محمد اور حمید۔ ان بیٹوں کے بھی بیٹے ہوئے مگر آگے سلسلہ منقطع ہوگیا۔

(ابن اثیر، اسد الابتہ، ج ۴، ص ۱۳۸)

۴۔ یہ جگہ گنبد علویان کے نام سے معروف ہے اور اس کے نچلے حصہ میں دو مزار ہیں۔
(ڈاکٹر سید اشرف ظفر: امیر کبیر سید علی ہمدانی ص ۹۹) (مرتب)

۵۔ قبلہ گاہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: محمد دین فوق کے قول کے مطابق پنجاب سے کشمیر جانے کے نو راستے ہیں۔ (۱) براہ پٹھان کوٹ (۲) از شملہ (۳)

Marfat.com

از چنبہ (۴) از راولپنڈی (۵) از گجرات (۶) از ایبٹ آباد (۷) از جموں (۸) از جہلم (۹) از سہالہ۔ ان میں سے جہلم اور سہالہ کے راستے ریاست پونچھ سے ہو کر کشمیر جاتے ہیں اور آسان ترین اور رائج الوقت راستہ راولپنڈی کا ہے مگر قدیم ترین راستہ گجرات کا ہے۔ شاہان مغلیہ اسی راہ سے کشمیر جاتے آتے تھے۔ یہ راستہ جہانگیر کا آباد کردہ ہے۔ جا بجا سراؤں، آرام گاہوں اور مسجدوں کے آثار اور کھنڈرات ملتے ہیں۔ گجرات سے سری نگر ۱۷۸ میل ہے۔ اہم مقامات اور ان کے درمیانی فاصلے مندرجہ ذیل ہیں۔ گجرات سے بھمبر ۲۸ میل، بھمبر سے سید آباد ۱۴ میل، سید آباد سے نوشہرہ ۱۲ میل، نوشہرہ سے چنگ سرائے ۱۴ میل، چنگ سرائے سے رام پور و راجوری ۱۴ میل۔ راجوری سے تھنہ منڈی ۱۴ میل، تھنہ منڈی سے بہرام گلہ ۱۰ میل، بہرام گلہ سے پوشیانہ ۱۰ میل، پوشیانہ سے علی آباد سرائے ۱۱ میل، علی آباد سے ہیر پور ۱۳ میل، ہیر پور سے شوپیاں ۸ میل، شوپیاں سے راموہ ۱۲ میل، راموہ سے سری نگر ۱۸ میل۔ جب تک راولپنڈی کا راستہ نہیں کھلا تھا لوگ اسی راہ سے کشمیر آتے جاتے تھے۔ یہ رستہ گھوڑ سواری کا ہے یا پیدل چلنے کا اور نومبر سے مئی تک بند رہتا ہے۔ قدرتی مناظر اور شکار اس راہ میں بکثرت ہے۔

(محمد دین فوق: رہنمائے کشمیر، فصل اول، باب تیسرا) (مرتب)

۶۔ امام بری لطیف قادری علیہ الرحمۃ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت اورنگ زیب علیہ الرحمۃ

Marfat.com

اور قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے زمانے میں ایک زبردست عالم، عابد، زاہد، گوشہ نشین، مست اور مجذوب ہوئے ہیں۔ شیخ جمال اللہ معروف بہ حیات المیر زندہ پیر بن خواجہ عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم سے فیض پایا۔ اجازت خلافت سے نوازے گئے اور امام بحری (خضر علیہ السلام) کے مقابل امام بری (قطب ارضی) مقرر ہوئے۔ ۱۱۱۷ھ /۱۷۰۶ء میں فوت ہوئے۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے۔

(۱) مفتی غلام سرور: حدیقۃ الاولیاء، ص ۳۴۳ بحواشی محمد اقبال مجددی طبع، لاہور ۱۹۷۶ء

(۲) حیات حضرت امام بری لطیف مطبوعہ دفتر اوقاف راولپنڈی۔

(۳) محمد قاسم راجوروی: حیات امام بری راولپنڈی۔

(۴) منظور الحق صدیقی: شاہ لطیف بری لاہور ۱۹۷۰ء

۷۔ یہ پلانٹ مہورہ (رامپور) نامی مقام پر واقع ہے جو اروڑی سے سات میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ کارخانہ بجلی بہت بڑا ہے اس کے ساتھ چھ میل لمبی لکڑی کی چھت سے ڈھکی ہوئی نہر ہے۔ اس کی دیواریں بعض جگہ اینٹوں کی ہیں اور بعض جگہ لکڑی کی اور نشیب وفراز سے یوں گزرتی ہے کہ کبھی آسمان پر معدوم ہوتی ہے اور بعض دفعہ زمین سے بھی بہت نیچے گہرائی میں۔ یہ نہر دریا سے نکال کر کارخانہ بجلی سے

Marfat.com

گزار کر پھر ایک دریا میں ملا دی گئی ہے۔ اس کا پانی چار سو فٹ کی بلندی سے کارخانے میں گرتا ہے اور اس سے وہ طاقت پیدا ہوتی ہے جس سے سارا سری نگر اور بارہ مولا بقعہ نور بنا رہتا ہے۔

(محمد دین فوق: رہنمائے کشمیر فصل ششم باب سوم)

۸۔ راولپنڈی سے سرینگر کا فاصلہ بقول محمد دین فوق ۱۹۶ میل ہے اور اس راہ میں اس زمانے میں جیسا کہ اب بھی ہے مندرجہ ذیل اہم مقامات آتے ہیں: راولپنڈی، بھاراکھوہ، تریٹ، کوہ مری، سنی بنک، پھکواڑی، کوھالہ، دولای، دومیل، گڑھی، پچوٹھی، اوڑی مہورہ، (رام پور) بارہ مولا، پٹن، سری نگر

(محمد دین فوق: رہنمائے کشمیر، فصل ششم، باب سوم)

۹۔ دیری ناگ: اسلام آباد سے ۱۷ میل کے فاصلہ پر بجانب مشرق دیری ناگ ایک قصبہ ہے جس میں ایک بہت بڑا چشمہ ہے اور جس کے اردگرد سرکاری عمارات ہیں۔ یہ چشمہ ہشت پہلو ہے، چشمہ سے ایک نہر نکل کر باغ میں جاتی ہے۔ فوارے اور آبشاریں یعنی پانی کی چادریں جنہیں کشمیری میں پان چادر کہتے ہیں عجیب منظر دکھاتی ہیں۔ یہ چشمہ بانہال پہاڑ کے دامن میں پچاس فٹ گہرا ہے۔ یہاں مچھلیاں کثرت سے ہیں۔ باغات اور عمارات تعمیر کردہ شاہجہان ہیں مگر

Marfat.com

مرمت کی طرف کسی نے دھیان نہیں دیا۔

(فوق: سفرنامہ کشمیر: ص: ۴۷)

۱۰۔ فوق کے بقول لمبائی ۸۴ میل ہے (رہنمائے کشمیر، فصل سوم باب چہارم) اور محبّ الحسن کے قول کے مطابق طول ۸۴ میل ہے اور عرض ۲۰ میل سے ۲۵ میل تک ہے۔ رقبہ ۱۸۰۰۰ مربع میل ہے۔ مگر لکھا ہے کہ ناہموار بیضوی شکل ۱۱۶ میل لمبی اور ۴۵ میل سے ۷۵ میل تک چوڑی ہے۔ (کشمیر سلاطین کے عہد میں، طبع اعظم گڑھ، ۱۹۹۷ء ص ۲۴۔۲۵) جبکہ سید محمود آزاد لکھتے ہیں کہ رقبہ ۸۴۴۷۱ مربع میل ہے۔ آبادی ۷۰ لاکھ اور سرحد چھمب سے کرگل تک ۲۵۰ میل ہے۔ کشمیر شمالاً جنوباً چار بڑی طاقتوں روس، چین، ہندوستان اور پاکستان کے درمیان گھرا ہوا ہے۔ (تاریخ کشمیر، ص ۶۰)۔ فوق کے مطابق اس کے بعض مقامات سطح سمندر سے قریباً ساڑھے آٹھ ہزار فٹ ہیں مگر خود وادی چھ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ یورپین سیاح اس کی آب وہوا کو سوئٹرز لینڈ کی آب وہوا سے نسبت دیتے ہیں۔ اس کی حدود اربعہ یہ ہیں کہ شمال میں کوہستان تراگ بل کوہ ہرمکھ، علاقہ جات حشاردا، گریز، جنوب میں پونچھ، سلسلہ کوہ پیر پنچال، ریاست جموں اور پنجاب، مشرق میں لدّاخ اور مغرب میں ریاست کا پہاڑی علاقہ مظفرآباد ضلع ہزارہ اور راولپنڈی کا ضلع ہے (رہنمائے کشمیر، فصل سوم باب چہارم)

Marfat.com

۱۱۔ سرینگر: سری یا لکشمی یعنی خوش قسمتی کی دیوی کا شہر۔ پرورسین نگر اور سوریہ نگر: شہر آفتاب اسے راجہ پرورسین (۱۰۲ء/ ۱۵۶ بکرمی ۔۱۶۲ء/ ۲۱۹ بکرمی) نے دریائے بھت (جہلم) کے دونوں کناروں پر آباد کیا تھا۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کی رو سے آبادی ایک لاکھ ستائیس ہزار ہے، شہر گنجان ہے، بازار دو ہیں: ایک امیرا کدل میں، دوسرا مہاراج گنج میں جو چوتھے پل زینہ کدل پر مزار السلاطین کے پاس واقع ہے۔

۱۲۔ شہر سری نگر کے معروف سات پل ہیں۔

(۱) امیرا کدل: سردار امیر خان نے احمد شاہ ابدالی کے زمانہ میں بنوایا۔

(۲) حبہ کدل: سلطان حبیب خان م ۱۵۵۴ء میں بنوایا۔

(۳) فتح کدل: سلطان فتح شاہ نے بنوایا۔

(۴) زینہ کدل: سلطان زین العابدین بڈشاہ نے بنوایا۔

(۵) عالی کدل: سلطان علاء الدین شیر م ۱۳۴۸ء نے بنوایا۔

(۶) نوا کدل: بانی نا معلوم۔

(۷) صفا کدل: ملک سیف ڈار وزیر اعظم فتح شاہ نے بنوایا اور سیفا کدل ہو گیا۔ (محمد دین فوق: رہنمائے کشمیر، فصل اول باب چودھواں)

ان سات پلوں کے علاوہ سارے کشمیر میں کوھالہ سے اسلام آباد اور

Marfat.com

سوپور تک دریائے جہلم پر کل پندرہ پل ہیں جن میں سے بعض پرانے اور بعض نئے ہیں۔ نئے پل لوہے کے ہیں اور بہت مضبوط ہیں۔

(فوق، سفرنامہ کشمیر، ص ۱۰۶)

۱۳۔ یہ بنگلہ نما کشتیاں مختلف اقسام کی ہوتی ہیں۔ ان کا کرایہ بھی قد و قامت اور سامان آرائش وغیرہ کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ ان کا کرایہ تیس روپیہ ماہوار سے سوا سو روپیہ تک ہوتا ہے۔ ہاؤس بوٹ نہایت خوبصورت اور ڈاک بنگلہ کے موافق ہوتے ہیں۔ ڈرائنگ روم، بیڈ روم، کھانے کا کمرہ، غسل خانہ سب کمرے ہوتے ہیں اور سامان آرائش مکمل ہوتا ہے یعنی میز، کرسی، فرشی پردے، چینی اور شیشے کے برتن، ٹب، بالٹی، غسل خانہ اور باورچی خانہ کا مکمل سامان وغیرہ۔ ان ہاؤس بوٹوں کی تعداد ۲۵۲ ہے۔

(فوق، رہنمائے کشمیر)

۱۴۔ ہانجی کشمیری زبان کا لفظ ہے۔

۱۵۔ یہ شخص راجہ کشمیر کا باورچی تھا اور ان دنوں چھٹی پر تھا۔ اسے حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے ہمارے حضور رحمۃ اللہ علیہ کی صورت دکھا کر فرمایا "ان بزرگوں کی خدمت تمہارے ذمہ ہے"۔ چنانچہ جب اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی ہاؤس بوٹ کی تلاش میں دیکھا تو فوراً پہچان لیا اور اپنا خواب سنا کر اپنی

Marfat.com

خدمات کی پیشکش کی۔ اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے پاس ٹھہرنا منظور فرمایا۔

(مرتب)

۱۶۔ یہ ہاؤس بوٹ سری نگر شہر میں امیرا کدل پل کے ساتھ آستانہ عالیہ امیر کبیر علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑی تھی اور وہیں رہی۔ قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ دس دن یہاں رہے پھر بذریعہ بس اننت ناگ (اسلام آباد) تشریف لے گئے۔ وہاں سیر کر کے اور چشمہ دیری ناگ دیکھ کر پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ قصبہ اچھابل تشریف لے گئے اور ایک پرائیویٹ مکان میں مہمان بالاُجرت رہے۔ مرغ اور چاول وہاں کی عام اور بہترین غذا ہے جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پسند فرمایا۔ مگر یہاں کی سردی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو راس نہ آئی۔ پٹھے متاثر ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوری واپسی کا پروگرام بنالیا۔ چنانچہ اچھابل سے سری نگر آئے، ہاؤس بوٹ کا کرایہ ادا کیا اور پھر سری نگر سے براستہ جموں سیالکوٹ اور وہاں سے اپنے گاؤں موضع جعفر کوٹ آ گئے۔ تفصیلات آگے مضمون میں درج ہیں۔

(نذیر حسین شاہ)

۱۷۔ محبوب العالم مخدوم العرفاء سلطان شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہ (۹۰۰۔۹۸۴ھ)۔ یہ آستانہ کوہ ماران (ہری پربت) کے دامن میں واقع ہے۔ خدام کے تیس چالیس گھر ہیں اور گاؤں کے قریباً ایک سو گھر یا ۵۰۰ نفوس کی معاش اس درگاہ کی

Marfat.com

نذر و نیاز ہے۔

حضرت مخدوم حمزہ کشمیری پرگنہ زینہ گیر کے گاؤں تجر میں ۹۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی سے ایک غار میں عبادت الٰہی میں مستغرق ہوگئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت اویسی حاصل ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تیرا مرشد خود تیرے پاس آئے گا"۔ چنانچہ دہلی سے بشارت الٰہی خاص اس مقصد کے لئے حضرت میر سید جمال الدین بخاری سہروردی علیہ الرحمۃ کشمیر تشریف لائے۔ حضرت مخدوم کو بیعت کیا، خلافت سے نوازا پھر واپس دہلی تشریف لے گئے۔ حضرت مخدوم کا شجرۂ طریقت چھ واسطوں سے خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ سے یوں ملتا ہے۔

حضرت مخدوم حمزہ کشمیری مرید حضرت حاجی سید عبدالوہاب بخاری دہلوی مرید حضرت سید صدرالدین معروف بہ شیخ راجن قتال بن سید احمد کبیر بخاری اوچی مرید سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی مرید شیخ صدرالدین عارف مرید شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہ حضرت مخدوم حمزہ رحمۃ اللہ علیہ شیعہ فرقہ کے شدید مخالف تھے۔ ۹۸۴ھ میں فوت ہوئے۔ مشہور بابا داؤد خاکی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے:

Marfat.com

(۱) نصیب الدین بابا کشمیری: نورنامہ (آخری حصہ) قلمی ذخیرہ شیرانی پنجاب یونیورسٹی لائبریری نمبر ۶۳۸/ ۳۶۵۹۔

(۲) داؤد خاکی: وردالمریدین، طبع لاہور ۱۸۹۴ء۔

(۳) محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی، ص ۱۰۴، ۱۰۵۔

(۴) محمد دین فوق: رہنمائے کشمیر، باب چودھواں۔

(۵) مفتی غلام سرور: حدیقۃ الاولیاء، ص: ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۴، ۱۷۵، ۱۵۶، ۱۵۲، ۱۴۹ وغیرہ۔

(۶) بہاؤالدین کشمیری سلطانی، طبع لاہور ۱۹۲۳ء۔

(۷) اسحاق قاری کشمیری: حلیہ العارفین ریویو: کیٹلاگ فارسی ۳/۲/۹۷ب، ذخیرہ شیرانی دانش گاہ پنجاب ۲/۱۲۹۳/ ۴۳۴۶۔

۱۸۔ (۹۰۷ھ - ۱۰۰۳ھ) مولانا جامی کے شاگرد مولانا آنی کے شاگرد تھے۔ زبان آور شاعر تھے۔ خمسہ جامی کے مقابل خمسہ لکھا تھا۔ لہٰذا مولانا آنی نے ان کو جامی ثانی کا لقب دیا تھا۔ سلسلہ کبرویہ میں شیخ حسین خوارزمی کے مرید وخلیفہ تھے اور ابن حجر مکی سے اسناد حدیث رکھتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے استاد حدیث تھے اور سلسلہ کبرویہ میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ان سے اجازت وخلافت بھی پائی تھی۔ انہوں نے اکبر بادشاہ کو کشمیر پر حملہ کی دعوت دی، شیعوں کے شدید مخالف تھے۔ شیخ امم تاریخ وفات ہے۔

(تاریخ کشمیر اعظمی، ص ۱۱۰، ۱۱۱)

Marfat.com

۱۹۔ حضرت سید احمد کرمانی دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ حمزہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر اور مربی تھے۔کرمان سے ہندوستان آئے تھے۔ایک مفرور کشمیری شہزادے کو کامیابی کی دعا دی۔وہ حکومت پانے میں کامیاب ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کشمیر لے گیا اور خانقاہ بنا کر دی اور تین ہزار ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار احاطہ قبرستان شیخ بہاؤالدین میں ہے۔

(تاریخ کشمیر اعظمی ۱۰۲،۱۰۳)

۲۰۔ حضرت خواجہ خاوند محمود بخاری معروف بہ حضرت ایشان لاہوری علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔جید عالم، برگزیدہ درویش اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ کشمیر میں حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے والی تھے۔وہاں نقشبندی سلسلہ کی اشاعت ان سے ہوئی۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔۱۰۸۵ھ میں فوت ہوئے۔

(تاریخ کشمیر، کبیر، ص ۶۱)

۲۱۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی بن سید شہاب الدین حضرت امام زین العابدین کی اولاد میں سے ہیں اور ابوالمکارم حضرت علاؤالدولہ سمنانی کے بھانجے ہیں، ان کے شاگرد ہوئے۔بارہ سال عقلی و نقلی علوم ان سے حاصل کئے اور انہی سے بیعت ہوئے مگر تکمیل ان کے بیٹے تقی الدین علی دوستی سمنانی اور خلیفہ شیخ محمود

Marfat.com

مزدقانی م ۷۶۶ھ سے پائی۔ ۱۴ ۷ھ میں پیدا ہوئے۔ رحمۃ اللہ تاریخ ولادت ہے اور ۷۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تاریخ وفات ہے۔ جہاں گرد تھے اور عظیم عالم اور سلسلہ کبرویہ کے جلیل القدر صاحب طریقت تھے۔ کشمیر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے اسلام کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ مزار مبارک ختلان میں ہے اقبال ان کی شان میں فرماتے ہیں:

سید السادات سالار عجم

دست او معمار تقدیرے امم

(ماخوذ از امیر کبیر سید علی ہمدانی، مقالہ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر)

۲۲۔ سید شمس الدین اندرابی بن سید ابراہیم اندرابی بن سید احمد اندرابی۔ سید احمد اندرابی امیر کبیر علی ہمدانی کے خالہ زاد بھائی تھے اور ان کے ساتھ کشمیر آئے تھے۔ سلطان سکندر ان کا قدردان تھا۔ اس نے محلہ لارسٹہ میں خانقاہ اندرابیہ ان کو بنا کر دی۔ شمس الدین اندرابی ان کے پوتے تھے، والد کے شاگرد ہوئے، نامور عالم بنے اور سلطان زین العابدین بڈشاہ کے مصاحبوں میں ان کا شمار ہوا۔ آخری عمر میں درویش ہوگئے۔ بڈشاہ نے ایک مدرسہ وسیع آپؒ کو بنا کر دیا اور اس کا ناظم آپؒ کو مقرر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار قلعہ ہری پربت کے اندرا خون ملاشاہ کی مسجد و حمام کے درمیان واقع ہے۔ کشمیر کے سادات اندرابیہ ان کی

Marfat.com

اولاد میں سے ہیں جو ہر دور میں زہد وتقویٰ میں ممتاز رہے ہیں۔
(سید محمود آزاد: تاریخ کشمیر ص ۱۴۰)

۲۴۔ حضرت بل یہ ایک خوبصورت مسجد ہے جہاں آنحضرت ﷺ کا موئے مبارک محفوظ ہے۔ یہ درگاہ جھیل ڈل کے کنارے نسیم باغ کے ایک گوشے میں واقع ہے۔ حضور ﷺ کا یہ موئے مبارک ۱۰۴۴ھ میں عرب سے ایک بزرگ سید عبداللہ نامی ہندوستان لائے تھے۔ پھر اورنگزیب کے زمانے میں حضرت خواجہ نورالدین عشائی رحمۃ اللہ علیہ اس متبرک نشانی کو کشمیر لائے۔ کشمیر کے راسخ العقیدہ مسلمانوں نے یہاں ایک درگاہ تعمیر کر کے اس میں اسے محفوظ کر دیا۔ ہر جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد اس کا دیدار عوام کو کرایا جاتا ہے۔ اس بنا پر حضرت بل کی درگاہ کشمیر کے مسلمانوں کا سب سے بڑا دینی مرکز ہے اور سب سے زیادہ ہجوم نماز جمعہ پر یہیں ہوتا ہے۔ موئے مبارک کی زیارت سے پہلے درود وسلام کا عام ورد ہوتا ہے۔ پھر زیارت کرائی جاتی ہے تو آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور ماحول پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔

(سید محمود آزاد، تاریخ کشمیر، ص ۱۰۹)

۲۵۔ کسّی لفظ قصی کی بدلی ہوئی شکل ہے، ان کا مکمل نام معلوم نہیں ہے لیکن اس علاقے میں مسلمان اور ہندو دونوں ان کے بہت عقیدت مند ہیں اور ان کے مزار پر بہت رونق رہتی ہے۔

Marfat.com

۲۶۔ زیارت دستگیر اور خانقاہ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے بھی معروف ہے۔ اس عالیشان عمارت میں حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا موئے مبارک ہے جو ایک ڈبیہ میں بند ہے اور سال میں ایک مرتبہ ۱۱ ربیع الثانی کو زائرین کو دکھایا جاتا ہے۔ یہ خانقاہ سری نگر کے محلّہ خانیاز میں ہے اور یہاں دن رات مسلمانوں کا ہجوم رہتا ہے۔ خواجہ اعظم کی روایت کے مطابق اورنگزیب کے عہد میں حضرت سید محمد فاضل قادری علیہ الرحمۃ جو حضرت شاہ محمد غوث لاہوری علیہ الرحمۃ کے چچا ہیں اپنے وطن سے براستہ پشاور کشمیر وارد ہوئے۔ حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ کا موئے مبارک لے کر اس عظیم الشان خانقاہ جو اس نے اسی مقصد کے لئے تعمیر کرائی تھی محفوظ کر دیا۔ حضرت سید محمد فاضل قادری علیہ الرحمۃ کا مزار بھی یہیں ہے۔ (سید محمود آزاد: تاریخ کشمیر، ص ۱۱۱..........فوق: سفرنامہ کشمیر، ص ۱۰۷، تاریخ کشمیر کبیر ص ۶۴)

۲۷۔ زمانہ قدیم سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ گرد و نواح کی سینکڑوں عورتیں بلا ناغہ ہر روز صبح کاذب کے وقت اندھیرے میں ایک ایک گھڑا پانی لاتی ہیں اور اس حوض میں ڈالتی ہیں چنانچہ اس حوض میں ہر روز تازہ پانی موجود رہتا ہے ورنہ کشمیر میں یہ نعمت ہر مزار پر نہیں ہے۔ (صاحب مضمون)

Marfat.com

۲۸۔ حضرت میر سید جمال الدین بخاری سہروردی دہلوی علیہ الرحمۃ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سادات اوچ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور شیخ سید حاجی عبدالوھاب بخاری دہلوی قدس سرہ کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں اور انہی سے انتساب طریقت اور خلافت رکھتے ہیں۔ میر سید جمال الدین کا شجرہ نسب چھ واسطوں سے حضرت مخدوم جہانیاں کے والد حضرت سید جلال الدین میر سرخ تک پہنچتا ہے۔ ان کے بڑے بھائی حاجی عبدالوہاب بخاری ملتان سے ترک سکونت کر کے دہلی آئے تو یہ بھی ان کے ساتھ دہلی آ گئے۔ حاجی عبدالوہاب کا ذکر مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں کیا ہے۔ انہوں نے قرآن حکیم کی تفسیر صوفیانہ انداز سے لکھی ہے اور ایک کتاب شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تحریر کی ہے۔ انہوں نے حضرت سید صدر الدین معروف بہ راجن قتال رحمۃ اللہ علیہ سے فیض اٹھانے کے بعد دہلی کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ بن یوسف قرشی ملتانی سے بھی فیض اٹھایا تھا۔

حضرت سید میر جمال الدین کے حالات میں ''جمال عرفاء'' نامی کتاب لکھی گئی ہے اور وہ ابدال کے مرتبہ پر فائز تھے۔ ان کی وفات دہلی میں ۹۴۸ھ میں ہوئی اور ان کے بڑے بھائی حاجی عبدالوہاب بخاری سہروردی جو ان کے پیر بھی تھے دہلی میں ۹۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ ان کا مادۂ تاریخ شیخ حاجی سے نکلتا ہے۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے:

Marfat.com

(۱) مفتی غلام سرور: حدیقہ الاولیاء، طبع لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۱۶۴۔۱۶۵

(۲) مفتی غلام سرور: خزینۃ الاصفیاء، ص ۷۵۲، ۷۵۴، ۷۵۶

(۳) محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی، ۱۳۵۵ھ، ص ۸۲

(۴) عبدالحق محدث دہلوی: اردو ترجمہ اخبار الاخیار، ص ۴۵۳

(۵) مولوی محمد الدین: روضۃ الابرار، ص ۲۰

(۶) مفتی غلام سرور لاہوری: حدیقۃ الاولیاء، طبع لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۱۶۵، ۱۶۶

۲۹۔ یہ معمول اس لئے تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ علیل تھے اور کمزوری بہت تھی لہٰذا زیادہ وقت آرام ہی مناسب تھا۔ (مرتب)

۳۰۔ یہ دراصل حضرت سلیمان علیہ السلام کا معبد تھا جو امتداد زمانہ اور انقلاب روزگار سے ہندو راجاؤں کے زمانے میں مندر بن گیا۔ اس پہاڑ کو مسلمان کوہ سلیمان کہتے ہیں کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہوائی تخت یہاں اترا تھا۔ ہندو اسے شنکرا چارج کہتے ہیں کیونکہ ان کا مبلغ دین شنکرا چاریہ کشمیر آیا تھا تو یہاں قیام پذیر ہوا تھا جب کہ یہ پہاڑ مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کے نزدیک مقدس ہے اور اس کا ایک نام کوہ ماران بھی ہے۔

(سید محمود آزاد: تاریخ کشمیر، ص ۸۳)

Marfat.com

۳۱۔ قبلہ گاہی علیہ الرحمۃ نے مجھے ارشاد فرمایا ''وہ شخص رجال غیب میں سے تھا اور اسے ہماری پیش قدمی کے لئے وہاں متعین کیا گیا تھا''۔ (مرتب)

۳۲۔ ترجمہ: اور خدا اس بندے کو بخش دے جو میری اس آمین پر آمین کہے۔

۳۳۔ چشمہ شاہی: یہ چشمہ میرا کدل سے پانچ میل دور سڑک کے کنارے سرزمین کشمیر کے اس قطعہ ارضی پر واقع ہے جسے اگر فردوس بریں سے تشبیہہ دی جائے تو قطعاً بے جا نہ ہوگا۔ اس چشمہ کی تعمیر ایک باغ کی صورت میں ہوئی ہے جو تین طبقات پر مشتمل ہے۔ تیسرا طبقہ مغل فن تعمیر کا ایک بے نظیر نمونہ ہے۔ یہ باغ شہنشاہ ہند شاہجہان کے عہد میں اس کے مشہور انجینئر علی مردان خان کی زیر نگرانی تیار ہوا تھا۔ ایک شاعر نے اس کی تعریف میں کہا ہے:

چشمہ کوثر اگر خواہی کہ آید در نظر
لطف آب خوشگوار چشمہ شاہی نگر

اور تعمیر کی تاریخ یہ ہے: گفت بر گو کہ کوثر شاہی (۱۰۴۳ھ)

(سید محمود آزاد: تاریخ کشمیر، ص: ۸۸)

۳۴۔ نسیم باغ: یہ جھیل ڈل کے کنارے واقع ہے۔ اس کی تعمیر شہنشاہ اکبر اعظم نے کی تھی۔ جہانگیر نے اسے ''جنۃ الدنیا'' کا لقب دیا تھا۔ کسی وقت پر یہ واقعی

Marfat.com

جنۃ الدنیا ہوگا مگر اب تو کھنڈرات ہی رہ گئے ہیں۔

(سید محمود آزاد: تاریخ کشمیر، ص ۹۳۔۹۴)

۳۵۔ جھیل ڈل: شہر سرینگر کے وسط میں واقع ہے۔ ۵ میل لمبی اور ۲ میل چوڑی ہے سری نگر کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ مگر ایک بل کھانے کے بعد خود دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے چھوٹے حصہ کو چھوٹا ڈل اور بڑے حصہ کو بڑا ڈل کہتے ہیں۔ موسم بہار میں اس کے دونوں حصوں میں کشتیوں اور ہاؤس بوٹوں کا منظر بڑا دلکش ہوتا ہے۔ یہاں ہر طبقہ کے ہاؤس بوٹ الگ الگ موجود ہیں چنانچہ امیر طبقہ کے ہاؤس بوٹ دو دو تین تین منزلہ ہوتے ہیں اور جھیل میں چلتے پھرتے بنگلے معلوم ہوتے ہیں۔

اس کے ایک حصہ میں سلطان زین بڈشاہ کا تعمیر کردہ جزیرہ سونا لنک ہے اور اس پر سلطان کے محل کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔ اس جھیل کا منظر بالخصوص صبح طلوع آفتاب کے وقت بڑا پیارا ہوتا ہے پورا شہر پانی میں عکس ریز ہوتا ہے۔

ہنگام صبح دیکھ بہار سری نگر
پانی ہے ڈل کا آئینہ دار سری نگر

(سید محمود آزاد: تاریخ کشمیر، ص ۸۰۔۸۱)

Marfat.com

ڈل کے کنارے مندرجہ ذیل باغات و مقامات واقع ہیں:

نسیم باغ، چشمہ شاہی، شالامار باغ، نشاط باغ، زیارت حضرت تخت سلیمان یا شنکر اچارج، درگجن، مزار الشعراء اور پری محل

(محمد دین فوق: رہنمائے کشمیر، باب سولھواں فصل اول)

۳۶۔ جھیل ولر: کشمیر کی سب سے بڑی اور دلکش ترین جھیل ولر ہے۔ یہ ۱۲ میل لمبی اور ۱۰ میل چوڑی ہے۔ اس کے وسط میں بھی سلطان زین العابدین بڈ شاہ کا تعمیر کردہ جزیرہ اپنی بہار دکھاتا ہے۔ یہاں پھولوں کی کیاریاں تہہ بہ تہہ اور طبقہ در طبقہ ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دلفریب نظاروں کی داد دی ہے۔

ہمالہ کے چشمے ابلتے ہیں کب تک
خضر سوچتا ہے ولر کے کنارے

اس کے کنارے ایک طرف قصبہ سوپور ہے اور دوسری طرف ھانڈے پور۔ یہاں موسم بہار میں کشتیاں، ہاؤس بوٹیں اور شکارے اس کثرت سے تیرتے نظر آتے ہیں کہ ایک شہر کا شہر حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر اس شہر کی رونق اس وقت دوبالا ہو جاتی ہے جب سورج کی آخری کرنیں کشمیر کے بلند پہاڑوں پر نور برسانے لگتی ہیں۔ اس وقت ولر کے سینے پر تیرنے والا شہر اس کی

Marfat.com

تہہ کے اندر بھی دکھائی دیتا ہے۔

(سید محمود آزاد: تاریخ کشمیر، ص ۸۳)

قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ڈل اور ولر میں یہی فرق ہے کہ ڈل میں طلوع آفتاب کا منظر حسین ہوتا ہے جبکہ ولر میں غروب آفتاب کا منظر دلربا ہوتا ہے۔(مرتب)

۳۷۔ مراد اس سے قلب کی حقیقت جامع ہے جو عالم کی تطبیت سے سرفراز ہے اور جو عالم خلق اور عالم امر دونوں کا مجموعہ ہے لہٰذا روئے زمین اور مافیہا چشمے، باغات، پہاڑ، صحرا وغیرہ ہی نہیں بلکہ ہفت افلاک، لوح، قلم، کرسی، عرش مجید اور جملہ اشیاء کے حقائق اس پر وارد ہوتے ہیں۔

(مکتوب امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ: مکتوب ۹۵، دفتر اول، مکتوب ۲۰، دفتر دوم)

مولانا روم علیہ الرحمۃ اس قلب کے بارے میں فرماتے ہیں:

آئینہ دل چون شود صافی و پاک نقشہا بینی برون از آب و خاک
هم بہ بینی نقش وهم نقاش را فرش دولت را وهم فراش را
باغہا و سبزہ ها درعین جان بر بردن عکسش چو در آبِ رواں
ایمن آباد است دل اے دوستان چشمہ ہاؤ گلستان در گلستان
تو همی گوئی مرا دل نیز ہست دل فراز عرش باشد نے، بہ ہشت
نے دل اندر صد ہزاران خاص و عام در یکے باشد کدام است آن کدام

Marfat.com

آن دلے کز آسمانہا برتر است　　آن دل ابدال یا پیغمبر است
آن دلے آورکہ قطب عالم است　　جان جان وجان جان آدم است
(مثنوی لب لباب ص ۱۶۳، ۱۶۵)

۳۸۔ اسلام آباد سری نگر سے ۳۴ میل جانب مشرق میں واقع ہے۔ ہندو اسے اننت ناگ کہتے ہیں یعنی بے شمار چشموں کی سرزمین ناگ چشمہ کو کہتے ہیں۔ یہ قصبہ آبادی کے لحاظ سے سری نگر کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ آبادی قریباً ۲۰ ہزار ہے۔ اسے حضرت اورنگزیب غازی کے زمانے میں کشمیر کے گورنر اسلام خان نے ۱۶۶۴ء میں آباد کیا تو اس کا نام اسلام آباد ہوا۔

(محمد دین فوق: رہنمائے کشمیر، باب سوم فصل چہارم)

۳۹۔ چشمہ اچھابل۔ اسلام آباد سے ۵ میل کے فاصلہ پر دامن کوہ میں یہ خوبصورت چشمہ ایک پُر فضا جگہ پر واقع ہے اور یہاں شاہ جہان کا تعمیر کردہ باغ اور اس کی عمارت اب تک موجود ہے۔ یہ باغ لاہور کے شالامار باغ کی طرح سات تختوں پر منقسم ہے جن میں آبشاریں اور فوارے ایک دل آویز نظارہ پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کی کشش جمال ہر دور میں امراء و حکام کو اپنی طرف کھینچتی رہی ہے۔

(محمد دین فوق: سفرنامہ کشمیر ص ۷۷)

Marfat.com

۴۰۔ اچھابل کی سرد فضا سے اعصاب متاثر ہو گئے حالانکہ مزاج طبیعت میں گرمی تھی (مرتب)

۴۱۔ سری نگر سے سیالکوٹ براستہ جموں : اس راستہ میں مندرجہ ذیل پڑاؤ اور مقامات آتے ہیں:

(۱) سری نگر سے اسلام آباد ۳۴ میل۔ راستہ میں پام پور کا قصبہ ہے جہاں زعفران کے کھیت آتے ہیں۔ ساتھ ہی ایک گاؤں میں گندھک کا چشمہ ٹلح ناگ ہے جو جلدی امراض کے لئے مفید ہے۔

(۲) اسلام آباد سے دیری ناگ ۱۷ میل۔

(۳) دیری ناگ سے رام سوہ ۲۳ میل۔ دیری ناگ سطح سمندر سے ۶۰۰۰ فٹ بلند ہے۔ چشمہ ایک ہشت پہلو وسیع اور گول حوض کے اندر گھرا ہوا ہے اور پانی اس میں سے اس قدر افراط سے نکلتا ہے کہ خاصی نہر معلوم ہوتی ہے۔ یہ پانی ایسا صاف اور شفاف ہے کہ باوجود دس فٹ گہرائی کے صدہا اور ہزارہا مچھلیاں ادھر ادھر پھدکتی اور دوڑتی نظر آتی ہیں۔ یہ چشمہ جو نہایت متبرک سمجھا جاتا ہے درہ پیر پنچال کے دامن میں واقع ہے اور ایک بلند اور سرسبز پہاڑی کے شمال مشرقی کونے سے نکلتا ہے۔ چشمہ کا حوض جہانگیر نے ۱۶۱۲ء میں تعمیر کرایا تھا، یہی چشمہ دریائے جہلم کا منبع ہے۔

ازاں بعد بانہال پہاڑ آتا ہے جو سطح سمندر سے ۵۵۸ فٹ بلند ہے۔

Marfat.com

یہاں سے راستہ نہایت پیچیدہ ہے مگر خطرناک نہیں پھر دس میل چل کر رام سوہ کا قصبہ آ جاتا ہے۔

رام سوہ سے بٹوٹ ۳۳ میل ہے۔ اس راہ میں قدرتی مناظر نہایت دلکش اور دل فریب ہیں۔ رام سوہ سے آگے رام بن کا قصبہ آتا ہے، یہ سطح سمندر سے ۳۵۳۵ فٹ بلند ہے اور یہاں دریائے چناب نہایت نشیب میں بہتا ہے۔ اس پر ایک معلق پل لکڑی کے پھٹوں کا بنا ہوا ہے یہاں تحصیل ڈاکخانہ اور تھانہ وغیرہ بھی ہیں۔ یہاں سے سترہ میل آگے بٹوٹ کی بستی آتی ہے۔ بٹوٹ سے اودھم پور ۲۵ میل۔ اودھم پور سے جموں ۴۰ میل۔ جموں سے سیالکوٹ۔

(محمد دین فوق: رہنمائے کشمیر، باب سوم فصل چہارم)

۴۲۔ قبلہ گاہی علیہ الرحمۃ نے اس بارے میں مجھے ارشاد فرمایا:

میاں جی (حرمت علی صاحب) وضو کر رہے تھے اور میں وضو کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی دستار اتار کر ایک قریبی پتھر پر رکھی۔ اچانک ایک جن کو شرارت سوجھی۔ اس نے آگے بڑھ کر میری دستار کو اٹھانا چاہا میں نے دیکھ لیا اور اپنا عصا اٹھا کر اسے مارا تو وہ بھاگ گیا۔ پھر میں نے دستار اٹھا کر حکیم صاحب کو دے دی اور عصا ایک طرف رکھ کر وضو کرنے لگ گیا۔ اس دوران اس نے دیکھا کہ اب میرا دھیان اس کی طرف نہیں ہے تو وہ ایک طرف سے آ کر عصا لے کر بھاگ گیا۔

(مرتب)

Marfat.com

۴۳۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادہ کے بڑے بزرگ حضرت اورنگزیب غازی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۷۰۷ء کے زمانے میں یہاں تشریف لائے تھے۔ چنانچہ اس وقت سے اب تک قریباً اڑھائی سو سال ہوتے ہیں۔ (مرتب)

Marfat.com

آپؒ اکابر اھل اللہ میں سے تھے

Marfat.com

حضرت مولانا حافظ سید علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ اکابر اہل اللہ میں سے تھے

میں یہاں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں بیتے ہوئے دنوں کی اپنی چند یادیں تحریر کرتا ہوں۔

(۱) طالب علمی کے زمانہ میں تحصیل علم ظاہری کے ساتھ ساتھ کسی اہل دل کی تلاش بھی موجزن تھی اور اہل اللہ کے طریق کے مطابق ہم تین چار آدمی جو ہم خیال اور تلاش حقیقت کے لئے ہم مسلک تھے، رات کو جب کہ لوگ آرام کی نیند سونے کی تیاری کرنے لگتے ایک مسجد میں جمع ہو جاتے اور ختم خواجگان نقشبندیہ وقادریہ پڑھا کرتے اور ذکر اذکار اور اشغال میں انہماک رکھتے۔ حضرت قبلہ مولانا سید محمد حبیب اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی کے متعلق کچھ اہل راز کی زبان سے سنا تھا مگر ہنوز زیارت وملاقات کا شرف حاصل نہ ہوا تھا، چنانچہ دل میں ملاقات کا جذبہ اٹھتا مگر تحصیل علم کی مصروفیات کے سبب تساہل کی نذر ہو جاتا۔ ایک دن طلب اور شوق کے طوفان کے سامنے مصروفیتوں کی دیوار ٹھہر نہ سکی اور میں در حبیب کی طرف چل پڑا۔ شرف باریابی میسر ہوا، حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال محبت اور شفقت سے نوازا اور خصوصی توجہ سے سرفراز

Marfat.com

فرمایا۔ چنانچہ ازاں بعد میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا موقع کبھی خالی نہ جانے دیتا اور دل ہمیشہ یہ ہی چاہتا کہ جہاں تک بن پڑے حضور رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا تسلسل قائم رہے۔

ایک دن حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسماء سبعہ کی زکوٰۃ ادا کر دو۔ صرف اعتکاف کی پابندی ہے اور اس میں دیگر تکلفات کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے طریق پر معتکف ہونا کہ کوئی شخص معتکف ہونے کا گمان نہ کر سکے اور اپنا کام ورد وظائف جاری رکھو۔ چنانچہ میں مسجد میں معتکف ہو گیا۔ ایک دن مسجد میں ملنگ قسم کا ایک شخص آیا اور مجھے ہی سنانے کے لئے کہنے لگا کہ دو بیڑیوں میں پاؤں نہیں رکھے جاتے ایک وقت میں ایک ہی بیڑی میں سوار ہوا جاتا ہے۔ میں چونکہ امامت بھی کرتا تھا اور دوسری طرف صفائی باطن کی طرف بھی راغب تھا۔ لہٰذا ایک طرف عزت نفس اور احترام ذات کے اسباب تھے تو دوسری طرف حظ نفس اور عزت وجاہ سے دست کشی۔ اسی کشمکش اور سوچ میں میری طبیعت پر انقباض طاری ہو گیا۔ معتکف ہونے کے باعث حاضر نہ ہو سکتا تھا۔ انہی دنوں حاجی شیخ محمد عالم صاحب کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ اپنے کسی رفیق کے ذریعہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض گزاری کہ حضور اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ صاحب کے ہاں فاتحہ خوانی کے لئے تشریف فرما ہوں تو واپسی پر میرے حال زار کو بھی ملاحظہ فرمانے کی تکلیف فرمائیں۔

Marfat.com

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ جب فاتحہ کے لئے شیخ صاحب کے ہاں تشریف لائے تو واپسی پر مسجد میں میرے پاس بھی قدم رنجہ فرمایا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک ایسا درویش بھی تھا جسے بارہ سال بغیر گفتگو کئے اور زبان بند رکھے گزر رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اتنی جلدی گھبرا گئے، اسے بھی دیکھو کہ راہ شوق پر گامزن ہے اور بارہ سال سے زبان بند کئے ہوئے ہے۔ فکر نہ کرو آج تمہارا روزہ کھلوائے دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ بھی دی اور پانی روزہ کھولنے کیلئے دم کر دیا، چنانچہ میری طبیعت انقباض سے بسط میں ہوگئی۔ انہی دنوں عالم رویاء میں دیکھا کہ میرے پاس شیاطین ہجوم کر کے آگئے ہیں، پھر دیکھا کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور وہ سب بھاگ گئے اور میں محفوظ ہوگیا۔

(۲) جب میرا تقرر حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ نعیمیہ میں ہوا تو میرے لئے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے شرف زیارت سے روزانہ متمتع ہونا آسان ہوگیا۔ میں مدرسہ سے فارغ ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ انہی دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت صاحبزادہ محمد کبیر احمد مظہر صاحب نے مجھ سے سورۂ بقرہ کا کچھ حصہ ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔ میں جب حاضر ہوتا قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کوٹھے پر دھوپ میں چارپائی پر تشریف فرما ہوتے۔ مجھے دیکھ کر صاحبزادہ صاحب کو بڑے پیار بھرے لہجے سے آواز دیتے۔ صاحبزادہ مظہر

Marfat.com

صاحب بھی میرے انتظار میں ہوتے فوراً قرآن پاک لے کر حاضر ہو جاتے، چارپائی کے ساتھ صف بچھی ہوئی ہوتی۔ میں اور مظہر صاحب اس پر بیٹھ جاتے، حضرت قبلۂ عالم بھی چارپائی سے اتر کر میرے ساتھ تشریف فرما ہو جاتے تا آنکہ حضرت مظہر صاحب فارغ ہو کر چلے جاتے۔ یہ ایام گوناگوں برکات وفیوض لئے ہوئے تھے۔

(۳) میرا مجلس کا ساتھی جو بہت ہی ذاکر و عابد تھا اس نے بھی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کی خواہش کی۔ میں بھی چاہتا تھا کہ جس فرد وحید کی صحبت کی تاثیر میرے حال کی اصلاح میں مصروف ہے ان کے فیضان نظر سے میرا طالبعلمی کے زمانہ کا مخلص دوست بھی بہرہ مند ہو چنانچہ ہم دونوں حاضر خدمت ہوئے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے بھی شفقت کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ اللہ کردے او؟ ان کے جواب دینے سے قبل ہی میں نے کہہ دیا: جی ہاں! حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں ایسے گلے ای پچھیا اے۔ چنانچہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی توجہ سے ان کے زبانی اور لسانی ذکر کو روحی اور قلبی ذکر بھی بنا دیا۔ ان کی طبیعت قبض سے انبساط میں بدل گئی۔

(۴) جب بھی رمضان شریف کا آخری عشرہ آتا مجھے ارشاد فرماتے: اب تمہارے اعتکاف کا وقت آ گیا ہے۔ چنانچہ ان دنوں کئی سال مسلسل میں اسماء سبعہ کی زکوٰۃ

Marfat.com

ادا کرتا رہا۔ دو تین سال سے جب سے عیدگاہ میں جمعہ کی خطابت مجھے ملی رمضان شریف کے آخری جمعوں میں منصب خطابت میں کوتاہی سے بچنے کے لئے اعتکاف دہ روزہ سے محروم ہو گیا ہوں۔

(۵) ایک بار ختم خواجگان پڑھنے میں اور لوگوں کے علاوہ دو بچے بھی جو ابھی نوخیز تھے شامل ہو گئے۔ ختم شریف پڑھنے کے اثنا میں ان کے دل پر ایسی واردات شروع ہو گئی کہ ان کی حالت ہمارے قابو سے باہر ہو گئی۔ دل کی حرکت اور اجراء کے باعث وہ بے ہوش ہو گئے۔ میں نے سورۃ مزمل وغیرہ پڑھ کر بہت دم کیا ذرا سکون تو ہوا مگر توقع کے مطابق نہ تھا۔ دوسرے دن میں ان کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مبارک میں حاضر ہوتے ہی ان پر ذکر کا ایسا اثر ہوا کہ ان کے دل بھی دھک دھک کرنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان کو ذرا باہر بٹھا دو، ان کے قلوب اتنے مصفیٰ اور اثر پذیر ہیں کہ کسی ذاکر کے دل کا اثر فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان پر بہت خوش ہوئے پھر دم کیا حتی کہ وہ سکون میں ہو گئے اور قوت ضبط و ہوش سے ان کو نوازا گیا۔

غرضیکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے اکابر اہل اللہ میں سے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت گوں ناگوں فیوض و برکات کی حامل تھی جس میں متقدمین اولیائے کرام کے حالات کی جھلک نظر آتی تھی۔

Marfat.com

حضرت مصنف سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہٗ

Marfat.com

حضرت پروفیسر سیّد محمد توقیر احمد اظہر نقشبندی قادری علیہ الرحمة

۱۹۶۸ء ــــــ ۲۰۰۷ء

جن کے نام اس کتاب کا دوسرا انتساب ہے۔

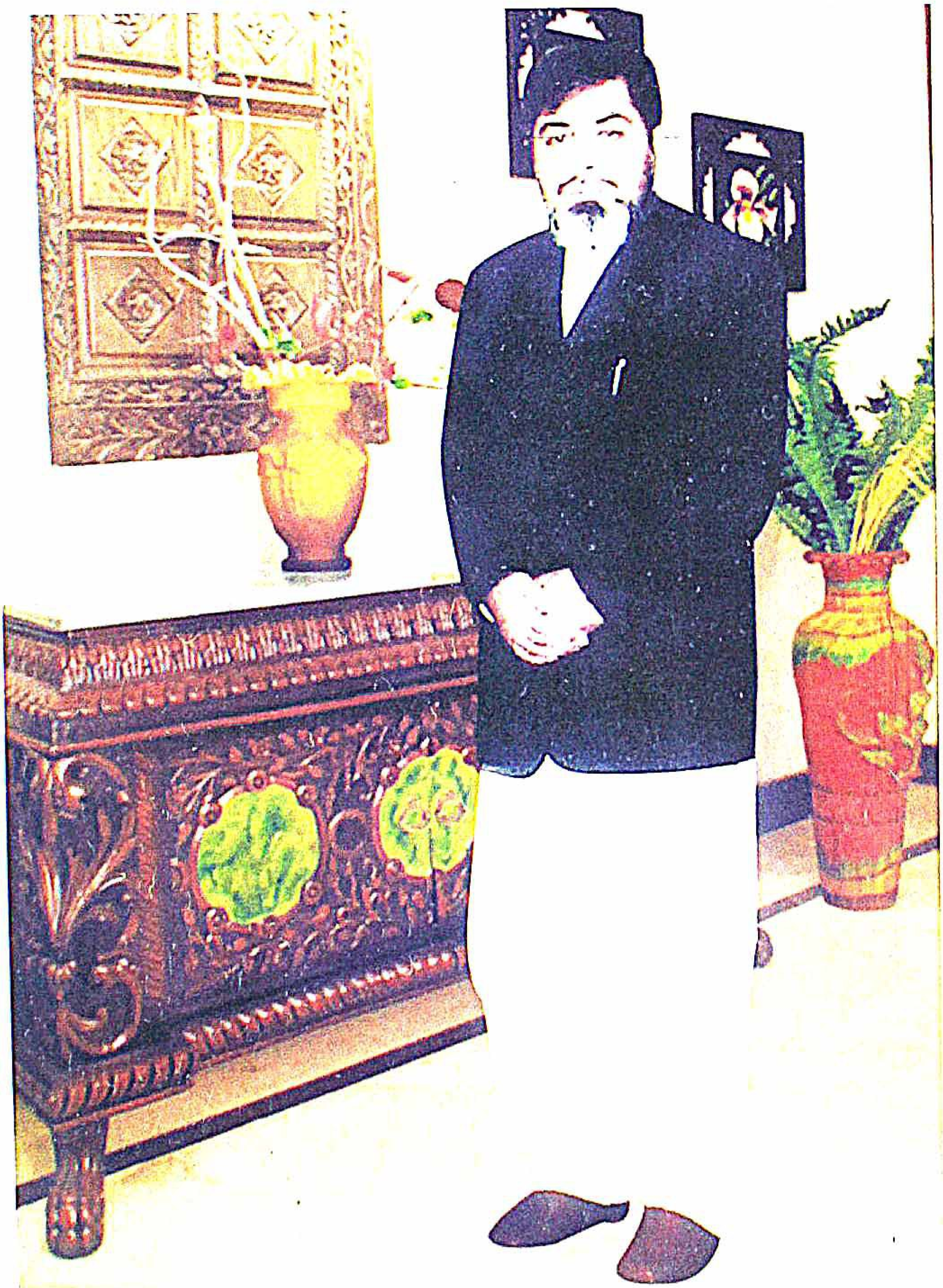

Marfat.com

ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، لاہور کا تعارف

ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، لاہور (پاکستان) ایک اعلیٰ معیار کا حامل علمی، ادبی، تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جو خالصتاً جہالت کے خاتمہ، صحیح علوم تک رسائی، علم و ادب کے فروغ اور تحقیق و تنقید کے اعلیٰ و ارفع معیارات کے حصول کے لئے خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس ٹرسٹ کی بنیاد عالم ربانی عارف حقانی حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی مجددی دامت برکاتہ' ریٹائرڈ چیئرمین شعبہ عربی زبان و ادب، پنجاب یونیورسٹی، لاہور نے ۲۰۰۳ء میں رکھی تھی۔

ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کا بنیادی ڈھانچہ کئی ذیلی شعبہ جات پر مشتمل ہے جیسے شعبہ فروغ علم و ادب، شعبہ مدرسہ جات و مساجد، دارالعلوم، شعبہ تحقیق و تنقید (دارالتحقیق)، شعبہ کتب خانہ (لائبریری)، شعبہ خانقاہ و لنگر خانہ، شعبہ اعلیٰ و جدید علوم (ہائیر اینڈ ایڈوانسڈ ایجوکیشن)، شعبہ نظری و عملی تصوف، شعبہ دینیات اور ٹرسٹ ہسپتال وغیرہ۔

حضرت پروفیسر صاحب مذکور نے اپنا ذاتی مکان ستر (۷۰) لاکھ روپے میں فروخت کر دیا اور اس رقم سے ملتان روڈ سندر راڈہ سے سندر رائیونڈ روڈ پر ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر سولہ (۱۶) کنال زمین خرید کر ٹرسٹ کو عطیہ کر دی ہے۔ اس جگہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ تو کلیہ کے ساتھ ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور کا مرکزی دفتر اور اس کے ذیلی شعبہ جات کی عمارات زیر تعمیر ہیں اور شعبہ تحقیق و تبلیغ کا کام شروع ہے۔

حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی مجددی دامت برکاتہ' نے اپنی ذاتی لائبریری جو مختلف موضوعات پر کم و بیش ۱۵ ہزار نہایت نادر کتب، مخطوطات، مقالات اور جرائد پر مشتمل ہے، اور اپنی تمام جائیداد ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، لاہور کے نام وقف کر دی ہے۔ ٹرسٹ کی حکومت سے باقاعدہ رجسٹریشن کے بعد عملی طور پر اس کے انتظام و انصرام کی تمام

Marfat.com

تر ذمہ داری سات (۷) بنیادی اراکین (ٹرسٹیز) پر مشتمل بورڈ کے پاس ہے۔ یہ بورڈ چیئر مین صاحب کی زیر سرپرستی اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، لاہور کے نام وقف شدہ جائیداد اور مخیر حضرات کے تعاون سے حاصل شدہ آمدنی کو تبلیغ طریقت، تعلیمِ دین اسلام اور اشاعت کتب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ حبیبیہ مظہریہ کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com